اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہشتم و نہم — معہ — جلد ہشتم

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب [illegible]

بابت ر[illegible]

شرح قیمت [illegible] معہ رسالہ

درجات و مراتب			قیمت سالیانہ	
درجہ	مرتبہ		بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
١	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس۔	للعہ	ے
٢	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی کے معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و ایبر رئیس ساہوکار	[illegible]	[illegible]
٣	عام قیمت	متوسط اہل وسعت۔	[illegible]	[illegible]
٤	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور سالانہ یکمشت ادا کریں	[illegible]	[illegible]
٥	للٰہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں	ثواب آخرت	دعاء خیر

١ - ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتون کی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب اُسکے ناظرین کو ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلیئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کار برآری ممکن ہے

٢ - جنکو نام اصل رسالہ یا اُسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینہ سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس مہینہ کا پرچہ وصول فرماوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ اصل رسالہ یا صرف ضمیمہ واپس کرین

٣ - خط و کتابت متعلق پرچہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان [illegible] سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر قیمت بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے۔

راقم ابو سعید محمد حسین لاہور محلہ سید مٹھا

مختصر وضروری عرض

سال کا بارہواں (۱۲) مہینہ ہے۔ اور یہ رسالہ کا نواں (۹) نمبر۔ خریداران رسالہ آخر سال تک نویں نمبر تک حساب بیباق کرین۔ اسوقت کئی نمبرون کا مضمون تیار ہے مگر مصارف طبع کے لئے روپیہ ندارد ہے۔ پس اگر اشاعت رسالہ منظور ہے تو جنکے ذمہ ۸ رہی باقی ہون وہ آٹھ آنہ ہی ارسال فرماوین اور دل مین یہ خیال نہ لاوین کہ ۸ ر نہ پہنچنے سے یہان کیا حرج متصور ہے۔ اس خیال نے بڑے بڑے معاونون کو روک رکھا ہے۔ پچاس خریدار آٹھ آٹھ آنہ ارسال فرماوین تو یہان پچیس روپیہ ہو جاوینگے اور اگر قیامت سے پہلے فیصلہ حساب کا ارادہ نہین ہے تو ہمکو اس سے مطلع کیا جاوے تاکہ انکی حصے کے رسایل چہاپنے اور روانہ کرنے سے ہمارا وقت وزر بچ جاوے۔ رہا فیصلہ حساب سابق سو بقول ان کے قیامت ہی پر رہے جو لوگ ہمارے رجسٹری شدہ خطوط تقاضا کے جواب تک نہین دیتے وہ ہماری اسی بات کو قبول کرین ایسے حق خواہ وہ ہمارے سوا کہان پاوینگے۔

استفسار

تفہیمات ششماہی کی قیمت ابتک بہت لوگون نے نہین بھیجی [illegible] بہت تحسین کی اور اسکے اجرا کی مصلحت دی۔ پس اگر اسکو بھی رسالہ کا ضمیمہ سمجھ کر اسکی قیمت کا فیصلہ بھی قیامت ہی پر چھوڑنا ہے تو ہمکو اس سے اطلاع دینا مناسب ہے تاکہ ضمیمہ کو موقوف کرین۔ یا اسکے مضامین نصف حصہ رسالہ مین درج کر دیا کرین۔ اور نصف رسالہ [illegible] مین ہے مخصوص رہین اور اگر اسکا اجرا رسالہ [illegible] [illegible] قیمت ششماہی [illegible] سابق مین [illegible] [illegible] [illegible] قیمت [illegible] چھپیگا اور [illegible] جو چھپا ہے تو خریدارونکو نہ ملیگا۔

النیچر

نیچر

وما ادریک ما النیچر

اور تو کیا جانے کیا ہے نیچر

لا علم لک بہ لا خبر فکیف تزعم انہ ہو کقانون لما امر اللہ و

تجھے نہ اسکا علم ہے نہ خبر پھر کیونکر خیال کرتا ہے کہ وہی قانون قدرت ہے اور

قدرہ و لا تدری ان العلم بہ خارج عن طوق البشر فالحذر الحذر

وہی قانون مذہب اور تجھے یہہ خبر نہین کہ اسکا علم طاقت بشری سے خارج ہے پس اس خیال سے بچ جا

فانک علی خطاء وخطر

تو خطا اور خطرہ مین ہے

مدعیان پیروی نیچر مدت سے نیچر نیچر پکار رہے ہین مگر ابتک اتنا نہین سمجھے کہ نیچر چیز ہی کیا ہے۔ پس انکے حال و خیال پر وہ مثل خوب صادق آرہی ہے جو کسی بوالہوس کے حق مین کہی گئی ہے **چندین مدت خدائی کردی ہنوز گاؤ خر رانشناختی**۔

اس سے ہماری مراد یہہ نہین ہے کہ وہ لفظ نیچر کے لغوی معنے نہین جانتے یا اس کے مور د استعمال و موضوع لہ کو نہین پہچانتے۔ ان باتون کو تو وہ جانتے اور خوب طمطراق سے بیان کرتے کہ یہہ لفظ لاطینی الاصل ہے اور انگریزی زبان مین فلان فلان معنی مین مستعمل ہے بلکہ اس سے ہماری مراد یہہ ہے کہ جس چیز کو وہ نیچر سمجھ رہے ہین وہ در حقیقت نیچر نہین۔ اور نیچر کے معنی جو وہ بیان کرتے ہین وہ اسپر صادق نہین۔

انکی اس نافہمی کو ہم پہلے بھی اشاعۃ السنہ نمبر ۳ و ۶ و ۸ جلد ۲ و نمبر [illegible] جلد ۳ مین کئی وجہ سے بیان کر چکے ہین۔ اس مقام مین اس غلط فہمی کو اور وجوہ سے بیان کرتے ہین۔

نیچر کے لفظی معنے انگریزی ڈکشنریون (لغات کی کتابون) ۔ [illegible] ڈکشنری۔ [illegible] آگزر ڈکشنری وغیرہ مین مختلف و متعدد بیان کئے ہین۔ خالق۔ مخلوق۔ خداوندی [illegible] کا عمل سبب یا علت کسی چیز کی طبعی حالت [illegible] ذاتی یا طبعی آئین [illegible]

کی باقاعدہ آئین - زندہ جسم کی بناوٹ - زمین کی کروی شکل - دل کی خاصیت - علم طبعی - برہنہ پن - وغیرہ - وغیرہ -

مگر ہمارے ملک کے نیچری اس لفظ سے منجملہ معانی مذکورہ معنی ذاتی حالات و طبعی خواص موجودات کی مراد رکھتے ہین اور ان ہی حالات و خواص کو وہ قانون قدرت و مذہب قرار دیتے ہین - پھر ان حالات [illegible] حالات و خواص مشاہدہ و موجودہ مراد رکھتے ہین - بلکہ حالات [illegible] (جو انکی تجربہ سے پہلے ہو گذرے ہون یا آیندہ آنیوالے [illegible] ساتھ شامل کر لیتے ہین -

[illegible]یل و تشریح

آگ کو جب وہ دیکھتے ہین کہ یہہ احراق یعنی جلانے کی حالت و صفت رکھتی ہے - تو انسے وہ یہہ خیال و قیاس کرتے ہین کہ ہماری رویت و مشاہدہ سے پہلے بھی ہمیشہ سے اسکی یہی حالت و خاصیت تھی - اور زمانہ آیندہ مین بھی ہمیشہ کیلئے اسکی یہی خاصیت رہیگی - ان تینون زمانون (ماضی - حال و استقبال) کے لحاظ سے وہ جلانے کو آگ کی ذاتی حالت و طبعی خاصیت اور اسکا قاعدہ و قانون کلی سمجھتے ہین اور اسیکو قانون قدرت الہی ٹھہراتے ہین جس سے وہ یہہ مراد رکھتے ہین کہ خدا تعالی کو آگ سے صرف یہی (جلانے کا) کام لینے کی قدرت ہے اس سے پانی کا کام لینے کی قدرت نہین ہے - اور اسیکو وہ عین مذہب ٹھہراتے ہین جس سے انکی مراد یہہ ہے کہ آگ کو اس صفت (جلانے) پر پیدا کرنا عین اسبات کا حکم دینا ہے کہ آگ سے بچو اور جو چیز آگ مین ڈالنے سے خراب ہو اسکو آگ مین [illegible] ایسا کرو گے تو خدا کے عذاب و غضب کے محل ہو گے -

[illegible] غلطی اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ و ۴ جلد ۲ مین تو ہم یہہ بیان کر چکے [illegible] مین حالات کو یہہ نیچر یا در قانون قدرت سمجھے ہو [illegible] مستحق مقرر ہے نہین قانون ہونا کہان - اور نمبر ۶ مین یہہ ثابت کر [illegible] ین کہ جو حالات [illegible]

عالم یہہ سمجہہ رہے ہین وہ واقعی حالات نہین انکی خیالی حالات ہین - اور نمبر ۸ جلد
۲ مین یہہ ثابت کر چکے ہین کہ حالات واقعی یہی ہون تو بہی مذہب اور حکم شرعی کا
ماخذ قبل ورود شروع نہین ہو سکتے اور نمبر ۱۱ جلد ۲ مین نیچر کا ہمیشہ ایک [illegible]
پر نہہنا اور معجزہ سے اسکی عموم و کلیت کا ٹوٹ جانا بیان کر چکے ہین - اور نمبر ۱۲ ایسی
ایسی تمثیلات لائی ہین جنسے نیچر کا عادت سے بہی ناچار و مغلوب ہونا ثابت ہوتا ہے
ان پرچون کیطرف شایقین (جنہون نے وہ پرچے ملاحظہ نہین کیے) مراجعت فرماوینگے
تو عجیب لطف اُٹہاوینگے -

اس مقام مین اُن غلطیون کے علاوہ دو ڈبل غلطیان اور بیان
کیجاتی ہین -

ایک یہ کہ جس مجموعہ (حالات زمانہ ماضی و حال و استقبال) کو یہہ لوگ نیچر
اور قانون قدرت سمجہہ رہے ہین وہ مجموعہ بجمیع اجزا نیچر و قانون قدرت ہونے
کے لایق نہین ہے - اس مجموعہ مین جو جز موجود و مشاہد ہے وہ قانون کلی نہین ہو سکتی
اور جن سب اجزا کے شامل ہونے سے اس مجموعہ کا قانون کلی ہوجانا ممکن ہے وہ موجود نہین
جز و موجودہ تو وہ حالات ہین جو انکی تجربہ و مشاہدہ مین آچکے ہین - اور وہ
حالات محدود وہ جزئیات مخصوصہ ہین - انکا قانون اور امر کلی ہونا کچہہ معنی نہین
رکہتا -

اور جن سب اجزا کے شامل ہوجانے سے اس مجموعہ کا قانون ہوجانا ممکن ہے
وہ حالات زمانہ ماضی ہین (جو تجربہ کرنیوالونکے زمانہ سے پہلے گذر چکے ہین اور اُن کی
[illegible] کا کسیکو علم نہین) اور حالات زمان آئندہ ہین جنکا [illegible] ہنوز نام و
نشان نہین [illegible] ایسے مجموعہ کو جسکے اجزا موجودہ قانون کلی ہونیکے لایق [illegible]
جن اجزا سے اسکا کلی [illegible] وہ موجود نہین قانون قدرت کہنا [illegible]

تمثیل وتشریح عام فہم

آگ کے زمانہ ماضی و استقبال کا حال تو کسیکو معلوم نہین کہ کیا تہا اور کیا ہوگا، صرف زمانہ حال (یعنی وہ زمانہ جس مین لوگون نے آگ کو جلانیکی صفت پر پایا) کی حالت وکیفیت کا لوگون کو علم ہے ولیکن صرف ایک زمانہ کا حال دیکھکر زمانہ ماضی و استقبال کا بہی وہی حال فرض کر لینا اور بنا بران جلانیکو آگ کا خاصۂ قاعدہ کلیہ ٹھہرانا۔ پھر اسیکو خدا تعالی کی قدرت کا (جو اسکو آگ کے متعلق ہے اور تہی اور ہوگی) قانون و پیمانہ مقرر کر لینا اپنا قیاس وخیال ہے ہے نفس الامر اور واقع مین آگ کے لئے صفت جلانیکا خاصہ طبعی وقاعدہ کلی ہونا اور قدرت خداوندی کے لیئے قانون و پیمانہ ہونا ثابت نہین ہو سکتا۔ ممکن ہے کہ زمانہ ماضی ومستقبل مین آگ اس صفت جلانے کے علاوہ صفت تبرید (یعنے ٹہنڈا کرنیکی) بہی رکہتی ہو۔ اور خدا تعالی کی قدرت اس سے عام اور وسیع تر ہو اور تمہارا قیاس و خیال اس کرم کا سا قیاس و خیال ہو جو پتھر مین رہتا ہے اور آسمان و زمین اور بادشاہت خدا کی وسعت اسی پتھر کو سمجھتا ہے۔ چنانچہ مثل مشہور ہے۔ کرمیکہ در سنگ نہانست زمین وآسمان وی ہمانست یا اس مچھلی کا سا خیال و قیاس ہے جو کسی تالاب مین رہتی اور اسی تالاب کو سمندر سمجھتی ہے انسان قطرۂ آب ومشت خاک کی ہستی وعلمیت اس شہنشاہ کی قدرت وسلطنت کے مقابلہ مین اس کرم و مچھلی سے بڑھکر کیا وقعت رکہتے ہین کہ اس کے قیاس وخیال کو اس کرم ومچھلی کے خیال سے زیادہ وقعت دیجاوے اور اس کی اس اٹکل وتحکم کو (کہ جہانتک قدرت خداوندی مین نے دیکھی ہے وہین تک اس قدرت کی حد ہے) صحیح مانکر اس کے خیال و قیاس کو [illegible] قانون سمجھا جاوے۔

ہماری اس بات سے شاید نیم خام منطقی فلسفی وکلامی جو ... ہین اور اسپر یہہ اعتراض کرین کہ اس صورت مین کسی چیز کا کوئی خاصہ قائم نہین رہتا اور علم

حقایق و خواص اشیاء باطل ہوتا ہی۔ جیساکہ سوفسطائیہ ولا ادریہ کا خیال ہی۔ اس خیال پر چاہئیے کہ کسی چیز کی کچھہ تاثیر نہ سمجھین زہر کھالین اور آگ مین کود پڑین۔ یہہ سمجھہ کر کہ شاید زہر و آگ مین ہمارے مشاہدہ و تجربہ کی برخلاف قوت تریاقی و سلامتی بہی پائی جاتی ہو۔

اسکا جواب ہی کہ جو کچھہ ہم نے کہا ہے وہ خدا تعالی کے علم و قوت و قدرت کی نسبت اور لحاظ سے کہا ہی کہ انسان اپنے علم و تجربہ کو خدا کا علم و تجربہ نہ سمجھہ لے۔ اور اپنے خیالی قاعدون کو قوانین خداوندی نہ خیال کر بیٹھے اور اپنے اس علم و قوانین کو خدا تعالی کے حق مین واجب العمل اور دستور العمل نہ جان لے۔

انسان کے عمل و علم کی نسبت نہین کہا کہ جو کچھہ اُسکے تجربہ و مشاہدہ مین آوے اُس مین خدا کے علم و قدرت کے لحاظ سے خلاف مشاہدہ تجویزین نکالین۔ اور بناء علیہ اپنے عمل و برتاؤ مین اپنے علم و تجربہ کا لحاظ نہ کرین۔ ہماری کلام کا نتیجہ صرف یہی ہی کہ اگر خدا یا اُسکے رسول (علیہم السلام) کسی چیز مین کسی اثر خلاف مشاہدہ کا پایا جانا بیان کرین یا اُسکا مشاہدہ کرا دین (جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا و علیہ السلام کے حق مین خدا نے فرمایا ہے۔ منکرون نے اُنکو آگ مین ڈالدیا تو ہم نے آگ کو حکم دیا تو ٹہنڈی اور سلامتی والی ہوجا۔

قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراهیم۔ (الانبیاء، ۶۹)

اور ایسا ہی صدہا بلکہ ہزارہا معجزات مین انبیا علیہ السلام سے وقوع مین آیا ہی) تو اُسکو خدا کی قدرت کی لحاظ سے ممکن سمجھہ کر مان لین اپنے علم و تجربہ کے لحاظ سے اُسکو محال و خلاف عقل سمجھہ کر سحر و ہتھکنڈا و نظربندی و خیال بندی نہ ٹہرا لین (جیسے کہ منکرونکا قول ہی۔ اور اسکا [illegible] یہ ہی کہ انسان عمل و فعل مین بہی اپنے علم و تجربہ کا پابند رہے۔ زہر کھالے اور آ[illegible]

لقالوا انما سکرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون۔ (الحجر، ۱۵)

کود پڑے۔

جب ہم عالم ناسوت کیطرف خیال کرینگے اور انسانی کاموں مین مقتضائے انسانیت پر چلینگے تو ان ہی ضوابط و قواعد کی (جو ہمکو اپنے علم و تجربہ سے حاصل ہوئے ہین۔ گو وہ بوجہ لاعلمی زمانہ ماضی و آیندہ کے کلی نہین جزئی یا اکثری ہین) پابند رہینگے انسے سر مو تجاوز نہ کرینگے۔ دریا مین بلا وساطت کشتی کبھی پار اُترنے کا قصد نہ کرینگے۔ کوٹھے پر سے بے زینہ کے سوا کبھی نہ اُترینگے۔ جلتی آگ مین کبھی قدم نہ ڈالینگے وقس علی ہذا۔ اور جب عالم جبروت کی باتین کرنے لگینگے اور خدا کے بھی علم و قدرت کو بیان کرنا چاہینگے تو اس مقام مین اپنے علوم و تجارب و ضوابط و قواعد کو اس پتھر کے کیڑے اور تالاب کی مچھلی کے خیالات سے زیادہ وقعت نہ دینگے۔

حکمائے فلاسفہ نے بھی علم حقایق و خواص اشیاء کا دعوی کیا ہے تو ان کا یہہ منشاء نہین ہے کہ جو حقایق و خواص اشیاء ہماری سمجھہ مین آئے ہین خدا کے علم و قدرت کی رو سے بھی وہی حقایق و خواص اُن اشیاء کے ہین بلکہ اُنکا منشاء یہہ ہے کہ جہانتک ہماری طاقت بشری کو رسائی ہوئی اُسکا مبلغ علم یہہ حقایق و خواص ہین خدا کی علم و قدرت انہین محدود و منحصر نہین ہے۔ چنانچہ تعریف حکمت (جو علم اشیا کما ہی ہے فی نفس الامر سے عبارت ہے) مین انکا قید بقدر طاقت بشریہ کو ضم کرنا اس منشاء کو صاف ظاہر کرتا ہے۔

بالجملہ حالات و خواص موجودات جو انسانی تجربہ مین آئے ہین (گو بشری عملدرآمد کے لیے قواعد و ضوابط ہین) خدا تعالی کی قدرت کے لیے قانون نہین ہو سکتے۔ اور اس بات کا علم طاقت بشری سے خارج ہے۔ اور اہل نیچر کا اُن حالات موجودہ مشاہدہ کو نیچر یعنی قانون قدرت رکھنا غلط ہے۔

اس مطلب کو ہم دوسری عبارت میں یون بیان کر سکتے ہین کہ نیچر دو قسم ہے ایک **محسوس** (یعنے حالات و خواص موجودات جو دکہائی دیتے ہین) دوسرا **معقول** جو لوگون کی عقل نے نیچر محسوس پر قیاس کر لیا ہے) **نیچر معقول** کا تو خارج مین وجود ہی نہین ہوئے تو اُسکی عقل مین ہی جسنے وہ تجویز کیا ہی **نیچر محسوس** سے کسیکو انکار نہین مگر وہ قدرت خداوندی کے لیئے قانون نہین ہو سکتا۔

و بطرز دیگر

نیچر دو قسم ہے حسّی (جو حس و مشاہدہ مین آتا ہے) اور **خیالی** جو حسی نیچر سے خیال نے اخذ کیا ہی۔ **خیالی** تو خیالی ہی حسی واقعی نیچر ہی مگر وہ قانون قدرت خداوندی بن جانے کی لیاقت نہین رکہتا۔

دوسری **غلطی** یہہ ہی کہ نیچر کو جو کچھہ سمجہو (حسی و واقعی خواہ عقلی و خیالی) اور جو کچھہ قرار دو (قانون قدرت کلی خواہ جزئی یا اکثری) اسی عالم و عالمیان سے تعلق ہے کیونکہ وہ اِسی جہان کے حالات سے (موجودہ ہون یا متخیلہ) عبارت ہی اور مذہب کو بہت سا تعلق عالم اخروی سے ہی۔ اور اس عالم یا اسکی دہلیز عالم برزخ کے ہی متعلق اعتقادات کی انہین ہدایت ہی۔ چنانچہ کسی اہل مذہب پر مخفی نہین ہی۔ پھر نیچر کا عین مذہب یا مذہب کا رہنما ہونا کیونکر ممکن ہی۔

ہم نے دلایل مندرجہ **اشاعة السنته نمبر ۸ جلد ۲** سے (جنسے قبل ورود شرع واقعی نیچر کا بہی احکام شرعیہ کیطرف رہنما نہ ہو سکنا ثابت ہوتا ہی) قطع نظر کرکے بطور فرض محال مان لیا کہ نیچر بعض احکام مذہب کا جو دنیا کے متعلق ہین (جیسے شکر محسن و بر و صلہ و احسان اقارب کا اچہا ہونا اور کفر منعم۔ زنا و قتل نفس ناحق کا بُرا ہونا) رہنما ہو سکتا ہی و لیکن اکثر عقاید مذہب کا (جو معاد و آخرت سے متعلق ہین) تو اس مین کہین سراغ نہین ملتا۔

شیرون کا غرانا پتونکا مرجھا جانا - بجلی کا چمکنا - بادل کا گرجنا - مینہہ کا برسنا - دریا کا بہنا - ہوا کا چلنا - آگ کا جلنا - پانی کا بجھانا - لوہے کا سخت ہونا - پتھر کا اچھالے سے نیچے کو آنا وغیرہ وغیرہ جو نیچر سے مراد ہے کہان بتاتا ہے کہ قبر مین انسان کو یہہ پیش آئیگا اور منکر و نکیر سے یہہ سوال و جواب ہوگا - قیامت کے دن نامہ اعمال ہاتھہ مین دیا جائیگا - بہشت و دوزخ مین ایسا آرام یا الم ہوگا - پس مذہب کو جسمین اکثر اسی قسم کی باتین ہین عین نیچر کہنا اور نیچر کو عین مذہب ڈبل غلطی نہین تو کیا ہے ؟ -

شاید حضرات نیچریہ یہہ کہین کہ ہم ان بکھیڑون کو قایل ہی نہین اور ہمارے نزدیک مذہب کو ان باتون سے کچھہ تعلق ہی نہین نہ کوئی قیامت ہے نہ برزخ نہ حساب وکتاب ہے نہ دوزخ و بہشت - یہہ سب ملائون کی باتین ہین جو چاندی کے کنگن والی حورون پر (جو ہمارے ملک کی گھوسنون سے زیادہ حسن نہین رکھتین) مرتے ہین اور لونڈون کی تمنا مین عمر بسر کرتے ہین - ہمارے نزدیک تو مذہب علی الاعلان لامذہبی کا نام ہے جسمین کوئی قید عملی و اعتقادی ماخوذ و معتبر نہین ہے - چنانچہ تمھارے رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۳ مین ہمارے مذہب کی تفصیل موجود ہے پھر نیچر مین ان خرابات کا پتہ و سراغ نہ ملنا کون سے اعتراض کا محل ہے - اس صورت مین غلطی دوم کا الزام ہم ان نیچریون کو نہ دینگے انکے الزام و افحام کے لیئے پہلی غلطی کے بیان کو کافی سمجھینگے - اور اس غلطی دوم کے الزام کا مورد ان لوگون کو ٹھراوینگے جو ہنوز ان باتون کے قایل ہین و معہذا نیچریونکی تقلید سے نیچر کو عین مذہب سمجھتے ہین - اور اس مین شک نہین کہ جو شخص حشر و نشر و حساب وکتاب و دوزخ و بہشت و حور و قصور و سلاسل و اغلال کو اس تفصیل سے جو کتاب وسنت مین وارد ہے مان کر نیچر کو عین مذہب یا رہنمائے مذہب کہے (چنانچہ آجکل ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہین جو مذبذبین بین ذلک لا الی ھؤلاء ولا الی ھ

[illegible]

بقیۂ اثبات نبوت

یہہ مضمون چونکہ جلد ۲ و ۳ کے متفرق پرچون مین متفرق طور پر چہپکر ناتمام رہگیا تہا اور بعض لوگون کو اُن سب پرچون کا اتفاق مطالعہ نہین ہوا اس لیئے قبل آغاز اس مضمون کے مطالب سابقہ کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے تاکہ وہ لوگ جن کو سابق پرچے نہین پہنچے اسکو لطف سے محروم نرہین -

جلد ۲ کے نمبر ۳ سے نمبر ۷ تک ہم نے یہہ ثابت کیا تہا کہ عقل انسانی حسن و قبح اشیا (جو خدائے تعالی کی رضا و عتاب و ثواب و عذاب کا متعلق ہو) قبل ورود شرع نہین سمجہتی اور اشیا پر از خود نیک و بد ہونیکا حکم شرعی نہین لگا سکتی - اسیکے ضمن مین کانشنس کا بہی ذکر کیا گیا اور نیچر خیالی اہل نیچر مین بہی خوب مباحثہ ہوا - اور یہہ ثابت کیا گیا کہ کانشنس بہی سچی ہادی نہین ہے اور جسکو نیچر سمجہا جاتا ہے وہ بہی رہنما ہونے کے لایق نہین - اس سے یہہ شُبہ پیدا ہوا کہ جبحالت مین تمہارے نزدیک قبل ورود شرع نہ عقل یا کانشنس رہنما ہے اور نہ نیچر رہنمائی کے لایق ہے پہر تمنے نبوت اور اُسکے ماننے کی ضرورت کو (جو منجملہ احکام شرعیہ ایک حکم ہے) کس دلیل سے سمجہا اور مان لیا ہے - اس شبہ کو مٹانے کے لیئے و ش ۱ سوال و جواب ہوئے اس ضمن مین ایک بات یہہ بہی کہی گئی تہی کہ نبوت بذات خود ثابت ہے نبی کی تعلیمات اس قسم سے ہین کہ وہ ثبوت نبوت پر خود دلیل ہین ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب - گر دلیلی بایدت زورو متاب - اس امر کے اثبات کے لیئے بیان حقیقت نبوت اور اسکے خواص کی ضرورت ہوئی - اس بیان کے لیئے مقدمات ذیل کی تمہید مناسب نظر آئی -

مقدمہ اولی یہہ کہ خدایتعالی قیوم عالم موجود ہے -

(۲) خدایتعالی کی حقیقت ذات و صفات کا عامہ خلایق کو علم نہین -

(۳) ہر چیز موجود کے لیئے ضروری نہیں ہے کہ وہ ہر کسی کے دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے ٹٹولنے مین آوے

(۴) محال و مجہول الکنہ مین فرق ہے۔ اول کے وجود سے انکار جایز بلکہ لازم۔ ثانی کے وجود سے انکار جایز نہین۔

(۵) موجودات عالم سے جو چیز انسان کے حواس خمسہ مین نہ آوے اُسکو انسان بقوت ملکی جان نہین سکتا۔

(۶) انسان اپنی ملکی طاقت سے ایسی چیزون کا بھی علم رکہتا ہے جو حواس خمسہ سے معلوم نہو سکین۔ اس مقدمہ کی تمثیل و تائید مین سچی خوابون اور غیبی خبرون کا جو ملکی صفت لوگون سے سرزد ہوئی ہین ذکر کیا گیا۔ پہر انکے موجود ہونے پر ملی والی دلیل کو وارد کیا۔ پہر اس باب مین فلاسفہ اور صوفیہ کا خیال (کہ انسان کے لیئے اس ملکی طاقت کا حصول اور مغیبات کا علم کسبی و اختیاری ہے) بیان کر کے اسکی غلطی کو ظاہر کیا گیا۔ اس غلطی کے اظہار مین جو صوفیون سے خطاب ہوا ہے اسمین آیات سے استدلال کیا گیا اُسکا تتمہ یہہ ہے جو ذیل مین لکہا جاتا ہے۔ اسکے بعد بقیہ مقدمات کو بیان کیا جاویگا۔

اور خداتعالیٰ نے سورہ لقمان مین فرمایا ہے خداتعالیٰ کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہ مینہہ برساتا ہے۔ اور کوئی جی نہین جانتا کہ کس زمین مین مریگا۔ اس آیۃ کی تفسیر دوسری آیۃ اور حدیث مین اسطرح آئی ہے کہ ان چیزون کا علم بجز خدا کسیکو نہین ہے۔ وہ آیۃ یہہ ہے کہ خدا کے پاس غیب کی کُنجیان ہین۔ اور حدیث یہہ ہے جو ابن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا غیب کی کُنجیان پانچ ہین جنکو بجز خدا کوئی نہین جانتا۔ کوئی نہین

> اِنَّ اللّٰہَ عِندَہٗ عِلمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الغَیثَ وَیَعلَمُ مَا فِی الاَرحَامِ۔ وَمَا تَدرِی نَفسٌ مَّاذَا تَکسِبُ غَدًا وَمَا تَدرِی نَفسٌ بِاَیِّ اَرضٍ تَمُوتُ۔ لقمان ع ۴

> وَعِندَہٗ مَفَاتِحُ الغَیبِ لَا یَعلَمُہَا اِلَّا ہُوَ ... قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ مَفَاتِیحُ الغَیبِ خَمسٌ لَا یَعلَمُہُنَّ اِلَّا اللّٰہُ لَا یَعلَمُ مَا فِی الاَرحَامِ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا یَعلَمُ

متى ياتى المطر الا الله ولا تدرى نفس باى ارض تموت ولا يعلم متى تقوم الساعة الا الله (رواه البخارى) صـ ۶۸	جانتا بجز خدا کہ کل کو کیا ہوگا اور کوئی نہیں جانتا بجز خدا جو رحم گھٹاتے ہیں اور کوئی نہیں جانتا بجز خدا کہ مینہہ کب آویگا اور کوئی

نہیں جانتا کہ وہ کہاں مریگا اور کوئی نہیں جانتا بجز خدا کہ قیامت کب آویگی۔
اور حضرت **عایشہ** صدیقہ نے فرمایا ہے جو کہو کہ آنحضرت اُن پانچ چیزوں کو

عن عايشة قالت من اخبرك ان محمدا يعلم الخمس التى قال الله تعالى ان الله عنده علم الساعة فقد اعظم الفرية	جانتے تھے جنکا آیتہ (ان اللہ عندہ علم الساعۃ) مین ذکر ہے اُس نے بڑا جھوٹ بولا اور خاصکر علم قیامت سے آنحضرت کا بیخبر ہونا

توصریح آیات واحادیث مین پایا گیا ہے۔ آیتہ یہہ ہے تجھہ سے قیامت کی بابت پوچھتے

يسئلونك عن الساعة ايان مرسها قل انما علمها عند ربى لا يجليها لوقتها الا هو۔ فى حديث ابى هريرة ان جبرئيل قال للنبى صلعم اخبرنى عن الساعة قال ما المسئول عنها باعلم من السائل۔ (رواه البخارى) صـ ۱۲	ہین کہ کب گھڑی ہوگی تو کہدے اسکا علم خدا کے پاس ہے اسکو وہی اپنے وقت پر کھولیگا۔ آنحضرت نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی تو آپنے فرمایا مین تجھہ سے زیادہ نہیں جانتا۔

ان احادیث و آیات سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو لوگ خیال کرتے ہین کہ ملکی طاقت کے حصول سے علم مغیبات اختیاری وغیرہ عدود ہو جاتا ہے یہہ غلطی ہے۔ آنحضرت سے بڑھکر اس امتہ مرحومہ مین کوئی ملکی صفتہ نہیں ہے۔ اور جب آنحضرت کا علم وسیع و اختیاری تھا تو اور کسی کا کب ہو سکتا ہے یہہ ایک ضمنی جواز مین جسمین غلطی صوفیہ وغیرہ کا اظہار رہا۔ اب بقیہ مقدمات کو بیان کیا جاتا ہے۔

مقدمہ سابقہ

[یہہ مقدمہ دقیق باتون پر مشتمل ہے خصوصاً جو باتین اسکے حواشی مین بیان]

{ ہوئی ہین وہ اور بہی دقیق ہین۔ جو لوگ اُنکو خود نہ سمجہین وہ کسیقدر اہل علم سے اُنکا مطلب پوچہہ لین۔ ان باتون کے سمجہنے کو علم کے سوا، ذہن ثاقب وفکر صایب بہی بکار ہے۔ جو لوگ اسکا مطلب سمجہہ جاوینگے کمال حلاوت علمی وعقلی پاوینگے }

فطرت انسانی (جو مشاہدہ مین آتی ہے (اور وہ دوسری محاورہ مین نیچر محسوس یا نیچر حسی یا واقعی کہلاتی ہے جسکا نیچری معاملات مین لایق اعتبار و اعتماد ہونا ہم تب[+] ہی سے مان رہے ہین جب سے نیچر عقلی وخیالی تجویزی حضرات نیچریہ سے انکار کر رہے ہین) اپنی زبان حال سے باواز بلند اپنے فاطر وخالق وقیوم عالم کے حضور مین پکار رہی ہے کہ اے پارخدا تو نے مجہہ مین اون علوم واخلاق نیک وبد (بمعنی[+] صفتہ کمال و نقصان)

+ دیکہو مضمون (خدا کا نیچر اَور ہے اور سید احمد خان کا اَور) جو حصہ دوم نمبر ۶ جلد ۱ اشاعۃ السنتہ مین شایع ہوا ہے اور نمبر ۹ جلد ۲ کا صفحہ ۲۲۷ جس مین صاف تصریح ہے کہ پیدایش عالم اور اُسکو مرئی اور محسوس حالات جنمین کثرت ہوئیت عقل کو دخل نہین اور اُنکو نیچر کہنے مین ہمکو نزاع نہین الخ۔ اور مضمون (النیچر) مین (جو اسی پرچہ مین لکہا گیا ہے) تو اس بات کی خوب ہی توضیح کی گئی ہے۔ یہہ بات ہم نے اس لیئے جتادی ہے کہ ہمارے دانا دشمن اور نادان دوست یہہ نہ کہنے لگین کہ مدت سے نیچر کا ابطال کر رہے تہے اب اسی نیچر سے استدلال کرنے لگے ہین۔ اور یہہ جان لین کہ جس نیچر کا ابطال کرتے تہے وہ اَور (نیچر عقلی وخیالی) ہے اور جس سے استدلال کیا ہے یہہ اَور (حسی وواقعی) ہے جس سے ہمکو پہلے ہی اعتراف تہا۔

+ اس معنی کر نیک وبد (یا حسن وقبیح) کا عقل یا نیچر سے معلوم ہونا کسیکا محل اختلاف نہین دیکہو اشاعۃ السنتہ نمبر ۷ جلد ۱ و نمبر ۳ جلد ۲۔ یہہ بہی اسی لیئے جتا یا گیا ہے کہ نافہم لوگ ہم پر یہہ اعتراض نکرین کہ پہلے نمبر ۳ جلد ۲ مین عقل کا اور اک حسن قبح اشیاء مین بیکار ہونا ثابت کیا ہے اور نمبر ۸ جلد ۲ مین نیچر کا (حسی و واقعی کیون نہو) مثبت احکام نہونا بیان کیا ہے۔ پہر نیک وبد ہونا اخلاق کا قبل اثبات نبوت وشرع کہان سے سمجہہ لیا۔ اور یہہ جان لین

کے حاصل کرنیکا مادہ رکھا ہی جو میری ہمجنس مخلوقات (حیوانات نباتات وجمادات) مین نظر نہین آتا اور مجھ اُن علوم واخلاق کے لیئے استعداد و تمیز دی ہے جو میری ہمجنسون مین وکھائی نہین دیتی ای بار خدا مجھسے اس مادہ و استعداد و تمیز کے موافق کام لے - اور میری تکمیل کیواسطے نہ اپنی ذاتی٭ غرض کیواسطے مجھ اس نیک و بد کے کرنے و نہ کرنیکا حکم دے - میرا اسی مین کمال ہے اور مجھ مہمل چھوڑنے مین میرا طبعی نقصان ہے

✣ جیسے آفتاب بزبان حال پکار رہا ہے کہ ای بار خدا تو نے مجھ قوت اشراق عطا کی ہے مجھ اس قوت کو کام مین لانے اور اپنے نور سے عالم کو روشن کرنیکا حکم دے آور زمین پکار رہی ہے کہ ای میرے قیوم تو نے مجھے منقل چیزونکا مرکز و مرجع بنایا ہے مجھ ان چیزون کا بوجھ اُٹھانے اور اپنی طرف کھینچنے اور رُلانے کا حکم دے - اور خود حضرت انسان بلسان طبع پکار رہا ہی کہ خدایا تو نے مجھ بھوک کیوقت روٹی کھانے اور پیاس کیوقت پانی پینے کے لایق کیا ہی مجھے بھوک و پیاس کیوقت روٹی اور پانی کیطرف میلان کرنیکا حکم دے -

♆ ہرچند یہہ حکم جس کی فطرت انسانی خواستگار ہی طبعی ہے (جیسے آفتاب و زمین

کہ یہان اخلاق کو نیک و بد بمعنی صفت کمال و نقصان کہا گیا ہی جسکے ادراک کیلئے عقل کافی ہے اور نیچہ واقعی اسکا مثبت ہی -

٭ اس مین اُس مسئلہ کی رعایت ہی جو نمبر ۸ جلد ۲ مین بصفحہ ۲۲۰ بیان ہوا ہی کہ خدا تعالیٰ کے افعال و احکام کسی ذاتی غرض و منفعت سے معلل و مسبب نہین ہوتی -

✣ یہہ تمثیل اُس دعوی کے موافق ہی جو نمبر ۸ جلد ۲ صفحہ ۲۲۴ مین کیا گیا ہی کہ انسان کا مکلف باحکام ہونا ایسا نتیجہ عقل وکھائی دیتا ہی جیسے آفتاب کا نتیجہ جسمانی روشن ہونا - ابناظرین اس دعوی کا ثبوت لین اور ہمارے وعدہ کا ایفا دیکھین -

♆ یہہ جواب ہی اُس اعتراض کا کہ جس حکم کا فطرت انسانی مین ثبوت پایا جاتا ہی وہ حکم طبعی ہی اور جس حکم کی اثبات کو تم درپے ہو اور جسکے اثبات سے اثبات نبوت چاہتے ہو وہ حکم شرعی ہے

وغیرہ اشیاء کے احکام مطلوبہ بحسب مقتضائے طبع طبعی ہیں) جبہ حصول رضا و عتاب الٰہی و ثواب و عذاب اخروی عقل یا طبع از خود تجویز نہیں کرسکتی و لیکن بعد ورود حکم خداوندی یہی حکم طبعی شرعی ہو جاتا ہے جبکہ رضا و عتاب و ثواب و عذاب کا مرتب ہونا شرع سے معلوم ہوتا ہے۔ شرع عین طبع کے موافق وارد ہوئی ہے۔ اور اس حکم طبعی کو باثبات لوازم (رضا و عتاب و ثواب و عذاب) شرعی بنا دیتی ہے۔ اس نظر سے فطرت انسانی گویا حکم شرعی سے مامور ہونے کی طالب ہے۔

یہہ مقدمہ اگرچہ بظاہر عنوان ایک مقدمہ ہے مگر درحقیقت یہہ کئی مقدمات پر مشتمل ہے اس لئے اس مقدمہ کا اثبات اُن سب مقدمات کی تفصیل ہو سکتا ہے جو ضمن تشریحات ذیل قلم میں آتی ہیں۔

اول تشریح حقیقت و صفات انسانی

انسان کو ہم بظاہر مجموعہ صفات جسمانی و روحانی دیکھہ رہے ہیں (جیسے لنبا چوڑا جسمدار ہونا۔ اُس جسم کا بڑہنا۔ اُسکا خوبصورت و خوش رنگ ہونا۔ ارادہ سے چلنا پہرنا دیکہنا۔ ٹٹولنا۔ کلی و جزئی امور کو سوچنا۔ عمدہ عمدہ چیزیں بنانا۔ کسی پر حملہ یا غصہ کرنا۔ رحمت یا شفقت سے پیش آنا۔ اپنے خالق و قیوم کے آگے یاز و جھکانا۔ علی ہذا القیاس)۔

پہر یہہ سوچتے ہیں کہ منجملہ ان صفات کے وہ صفات جو انسان سے مختص ہیں اور وہ انسانیت کا مناط و مدار ہیں اور انکے سبب سے انسان انسان کہلاتا ہے۔ کونسی صفات ہیں۔ اگر ہم یہہ خیال کرتے ہیں کہ وہ صفت اُسکا طول قامت اور عظم و ضخامت جسم ہے تو ہم کو خیال آتا ہے کہ یہہ صفات تو انسان کی نسبت درختوں اور پہاڑوں میں بدرجہا بڑہکر ہیں۔ اگر یہہ ہی مناط انسانیت ہیں تو پہاڑ اور درخت بطریق اولی مستحق اطلاق لفظ انسان ہیں۔

(۱) ماحصل جواب یہہ ہے کہ جس حکم کی فطرت اور طبیعت انسانی سے ضرورت ثابت کرتی ہے وہی حکم بعد ورود شرعی ہو جاتا ہے شرع میں مقتضائے طبع کے موافق وارد ہوتی ہے اور اس حکم طبعی کو بانضمام لوازم شرعی بنا دیتی ہے۔

ہندوستان کے حدیث پر عمل کرنے والے وہابی نہین

لایق توجہ گورنمنٹ و اعیان مذہب

نمبر (۱)

منجملہ اُن الفاظ غیر مہذبانہ کے (جو بحث و تکرار مین نا انصاف عجاولین ایک دوسری کو کہدیتی ہین جن سے بضمن نمبر ۶ جلد ۴ مضمون (مناظرات مذہبی) مین ہم بدلایل روک چکی ہین۔ ایک لفظ وہابی ہی جو قرآن و حدیث پر عمل کرنیوالون کو انکے مخالف کہدیتی ہین اور درحقیقت وہ اس لفظ کے مصداق اور وہابی نہین ہین۔

اُنکو وہابی کہنا ایسا ہی جیسا انکا اپنے مخالفین کو بدعتی اور مشرک کہنا۔ اور بعض اہل سنت کا شیعہ کو رفضی کہنا۔ اور بعض اہل تشیع کا سنیون کو ناصبی یا خارجی کہنا ہی مگر حقیقت و انصاف کی نظر سے دیکھا جاوی تو یہہ بہی الفاظ و القاب غالباً بیمحل استعمال کیئے جاتے ہین۔ نہ اہل سنت بدعتی یا خارجی ہین۔ نہ اہل تشیع رفضی۔ نہ اہل حدیث ہندوستان کے وہابی۔

بطور سب و شتم یا بطور حکم و افتا کسیکو کافر یا مشرک یا بدعتی بیدین کہدینا دوسرا امر ہے [جسکا بیان حکم اس مقام مین ہمارا مقصود نہین ہی اس بیان کے لیئے ایک اور مضمون بعنوان (کفر و کافر) عنقریب شایع ہونیوالا ہے] مگر کسیکا کوئی مذہبی لقب مقرر کرنا اور اسکو اس نام سی مخاطب کرنا تب ہی مناسب و زیبا ہی جبکہ وہ اس لقب کو اپنے لیئے پسند کرے اور اس نام سی اپنے اہل مذہب کو پکارتا ہو اور جو کوئی کسی لقب و نام کو اپنے لیئے پسند نکرے اور اُس سے تبری و تحاشی ظاہر کرے تو اسکو اس نام سی پکارنا اور وہ اُسکا مذہبی لقب مقرر کرنا مناسب نہین ہی۔ اور نہ وہ اُسکا مذہبی لقب ہوسکتا ہی۔

بناءً علیہ اہل سنت جو بدعت سے بیزار ہین اور ما انا علیہ و اصحابی کو اپنا اشعار رکہتے ہین بدعتی کہنا اور اہل تشیع کو جو رفض سے محترز ہین رفضی کہنا اور سنیون کو جو حب اہل بیت کو جزو ایمان جانتے ہین ناصبی کہنا اور اہل حدیث کو جو وہابیت سے تبری و تحاشی کرتے ہین وہابی کہنا اہل انصاف کے نزدیک پسندیدہ نہین ہے۔

اس مقام مین شیعہ و سنی کی باہمی زشت خطابی سے بحث مقصود نہین بلکہ صرف اہل سنت کے دو فرقے (جن مین ایک فریق اپنے مخالف کو وہابی کے نام سے پکارتا ہے دوسرا اسکو بدعتی کے نام سے یاد کرتا ہے) کے باہمی نا ملایم خطاب *وتنابز بالالقاب سے روکنا مدنظر ہے۔

پس اولاً اپنے بھائی موحدین متبعین سنت سید المرسلین کیخدمت مین ناصحانہ التماس ہے کہ اپنے اخوان دین اہل سنت وجماعت کو جو بعض فروع مین انسے اختلاف رکھتے ہین اور اصول عقاید مین انسے متفق ہین سنت و حدیث کو مانتے ہین بدعت کو برا جانتے ہین صرف ارتکاب بعض بدعات کے سبب (جو ناواقفی یا تاویل کی وجہ سے انسے سرزد ہوتی ہین) بدعتی لقب مقرر کرنا اور دایرہ اہل سنت وجماعت سے خارج سمجھنا چھوڑ دین۔ اور اس باب مین حضرت مولانا محمد اسمعیل دہلوی علیہ الرحمۃ (جنہون نے اس ملک ہندمین سنت کو بدعت سے ممیز کیا ہے اور توحید و اتباع کا طریق شہرۂ عام کیا ہے) کے قول کو ملاحظہ فرماوین۔ آپنے بیسیون امور کو جو اہلسنت زمانہ حال مین معمول و مروج ہین بدعت ٹھہرایا ہے۔ ومع ذلک یہہ بھی فرمایا ہے کہ ہمارے ان باتون کو بدعت کہنے سے کوئی انکے مرتکبین کو جو اہل سنت کہلاتے ہین بدعتی نہ کہدے اور انکو دایرہ اہل سنت سے خارج نہ کرے۔ اسکی وجہ وہی ہے

---

* جسسے خدا تعالی نے اس آیتہ سورہ حجرات مین منع فرمایا ہے ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظلمون یعنی ایک دوسرے کو برے لقب سے مت پکارو (ایسا کرنا فاسق ہونا ہے) اور مومن ہو کر فاسق نام رکھنا برا ہے جو (اس سے) توبہ نکریگا وہ ظالم ہے۔

جو ہم نے بیان کی ہے ورنہ قاعدہ مشہورہ قیام مبدء حمل مشتق کا موجب ہوا کرتا ہے
اُنپر یا کسی اور اہل علم پر مخفی نہیں ہے آپ کتاب ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت
الضریح چھاپہ قدیم دہلی کے صفحہ ۳ مین فرماتے ہین **مسئلہ سادسہ** باید دانست کہ
ہر چند در شرع شریف بسیاری از افعال و اقوال و اخلاق از شعب کفر و نفاق شمردہ
اند اما از اطلاق لفظ کافر و منافق بر شخصی خاص ہمین متبادر میشود کہ عقیدۂ
کفر و نفاق میدارد و ہمچنین باید فہمید کہ ہر چند ہزاران ہزار امور از قسم بدعات است
کہ پارہ از آن بطریق نمونہ درینمقام ذکر کردہ شد۔ اما از اطلاق لفظ مبتدع یا صاحب
بدعت بر شخصی خاص ہمین معنی فہمیدہ میشود کہ شخص مذکور عقیدہ بدعت میدارد
پس بنا بر ارتکاب اقسام باقیہ از بدعۃ حقیقیہ و جمیع اقسام بدعۃ حکمیہ مرتکب آنرا مبتدع
و صاحب بدعت نتوان گفت پس چنانکہ از معدود کردن بعضی[۳] افعال و اقوال و اخلاق
از شعب کفر و نفاق مقصود ہمین ست کہ سامعین از آن اجتناب نمایند نہ آنکہ آنچہ در
قرآن مجید از احکام کفار و منافقین از قسم قتل[۴] و نہب و سبی و ترقیق و وضع جزیہ کہ
در حق کفار وارد شدہ و حرمت صلوۃ جنازہ و ممنوعیت زیارت قبور ایشان و نہی
از استغفار برائے اموات ایشان کہ در حق منافقین وارد شدہ بر صاحب افعال
اقوال و اخلاق مذکورہ مطلقًا اجرا باید کرد۔ ہمچنین از تعداد اقسام بدعۃ درین
مقام مقصود ہمین ست کہ سامعین از جمیع اقسام مذکورہ اجتناب نمایند و راہ
سنت خالصہ اختیار کنند نہ آنکہ آنچہ در حدیث شریف از احکام مبتدعین و اہل بدعات
از قسم حبط اعمال ایشان و حرمت توقیر ایشان و اجتناب از عیادت ایشان و احتراز از
مجالسہ و مخالطہ ایشان و ممنوعیت ابتداء و مصافحہ در کلام و سلام با ایشان بر مرتکب

[۳] چنانچہ اُن افعال و اقوال کی تفصیل مضمون (کفر و کافر) مین ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔
[۴] اُن ہی شروط سے اور اُن ہی لوگون کے حق مین جنکی تفصیل نمبر ۶ و ۹ جلد ۱ و نمبر ۱ جلد ۲ و نمبر ۱ جلد ۴ اشاعۃ السنۃ مین ہوچکی ہے۔ اور بعض شروط کی تفصیل اس مضمون مین بھی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

وبعضی از اقسام مذکورہ مطلق اجرا نمایند حاشا کہ کسی از منصفان حق طالب این راہ افراط و غلو بجا یدنعوذ باللہ من ذلک"۔

اور ثانیاً اپنے دوسرے بھائیون اہلسنت کی خدمت مین معروض بابۃ التماس ہو کہ وہ اہل توحید و اتباع سنت ہندوستان کو (جو اتباع کتاب اللہ و احیاء سنت رسول اللہ شعار رکھتے ہین اور بہ تحمل تعب و مصایب اخمال و ابطال بدعات پر جنہین اکثر عوام سنی مسلمان مبتلا ہین (باوجودیکہ مذہب اہل سنت انسے مانع ہے) شب و روز سرگرم ہین اور آیۃ لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم کے مصداق ہین اور حدیث لایزال طائفہ من امتی منصورین لایضرہم من خذلہم حتی تقوم الساعۃ رواہ الترمذی۔ وقال قال ابن المدینی ہم اصحاب الحدیث کے مورد و مبشر ہین] وہابی نہ کہین اور انہیں زمرہ اہل سنت سے انکو خارج نہ سمجہین

+ اس قول مجتہد مذہب و مجدد طریقت کو بعض متشدد موحدین (جو حنفیہ مقلدین کو صرف اس جرم کے بدلے کہ یہہ ایک امام کے مقلد ہین گو اور بدعات شرکیہ سے وہ بری ہون مذہب اہل سنت بلکہ دین اسلام سے خارج سمجھتے ہین اور انسے ابتدائی بسلام ناجایز جانتے ہین۔ اور اگر وہ انکو سلام کرین تو اسکے جواب مین صرف ہداک اللہ کہدیتے ہین اور انکے جنازہ پر نماز نہین پڑہتے اور انکے پیچھے نماز پڑہنے کو جایز نہین جانتے چنانچہ یہہ باتین ہم نے اپنی انکہہ سے دیکہین اور کانون سے سنی ہین) انصاف سے پڑہین اور اسمین غور کرکے اپنے تشددات بیجا سے (جو فرقہ خوارج کا ورثہ و شیوہ ہے انکو سوائے سلف صالحین مین کہین ان تشددات کا اثر و نشان پایا نہین جاتا) باز آئین۔

اور اگر وہ کہین کہ مولوی اسمعیل کون تہا جب ہمنے ابوحنیفہ و شافعی کی تقلید چھوڑدی ہے تو اسکی تقلید کیون کرین تو اسکا جواب یہہ ہے کہ جو کچہہ حضرت مولانا محمد اسمعیل علیہ الرحمت نے فرمایا ہے وہ عین قرآن و حدیث کا مفاد ہے۔ اور وہی صحابہ و تابعین و اہلسنت کا اعتقاد ہے۔ اسکا قبول کرنا تقلید محض نہین ہے چنانچہ اسکی تفصیل مضمون (کفر و کافر) مین عنقریب آنیوالی ہے۔ انشاء اللہ تعالی۔

+ یعنے اللہ کی راہ مین ملامت سے نہین ڈرتی۔ ※ یعنے میری امت سے ایک فرقہ ہمیشہ خدا کی مدد

وہ بجز اہل سنت یا اہل حدیث یا جو اسکے معنی مین ہو کچہہ کہلانا نہین چاہتے اور اپنے لیئے وہابی لقب و نام کو پسند نہین کرتے بلکہ اسکو اپنے حق مین طعن و توہین و دشنام سمجھتے ہین اور اس سے کمال تنفر و استنکاف و انکار رکہتے ہین۔

اس استنکاف و انکار پر انکو کئی وجوہات باعث ہین از آنجملہ ایک بڑی بھاری وجہ (جسکی طرف ہم اس مضمون مین اپنی دور اندیش گورنمنٹ کو توجہ دلانا چاہتے ہین) یہہ ہے کہ لفظ وہابی (گو لغت یا مذہب کے رو سے کچہہ ہی معنی رکہتا ہو) ایک مدت سے گورنمنٹ انگریزی سے بغاوت کرنیوالے کے معنی مین استعمال کیا جاتا ہے اور ان ہی معنی کو بعض لوگوں نے اکثر آفیسران گورنمنٹ کو خیال مین جماکر انکو زمرہ اہل حدیث کی طرف سے بدظن کر رکہا ہے اور چونکہ اہل حدیث ہند ان معنی کا اثر و نشان اپنے گروہ مین نہین دیکھتے اور بغاوت گورنمنٹ کو جسکے ظل حمایت مین امن و آزادی سے بسر کرتے ہین اپنے مذہب و اعتقاد مین ناجائز جانتے ہین۔ اس لیئے وہ اس لفظ کو اس معنی کر اپنے حق مین استعمال کرنا دشنام و توہین خیال کرتے ہین اور اس سے استنکاف و انکار اپنا مذہبی اور ملکی فرض سمجھتے ہین جیسے ہر کوئی شریف نیک معاش لفظ مفسد و بدمعاش کو اپنی نسبت اطلاق ہونیکو دشنام و توہین سمجھتا ہے اور اس سے احتراز و انکار اپنا دنیاوی و شریفانہ فرض جانتا ہے۔

اسوجہ کو معہ چند وجوہات کہ جو اس انکار پر انکو باعث ہین۔ اہل اسلام خصوصًا اہل حدیث کے ایک جلیل القدر رئیس و پیشوا سید محمد صدیق حسن خان بہادر نواب ریاست بہوپال نے (جنکو قصوی درجہ عروج دین و دنیاوی کے علاوہ گورنمنٹ انگلشیہ مین بہی پورا قرب و اعتبار حاصل ہے اور انکا گورنمنٹ و ملک کے لیئے خیر خواہ ہونا انکی عمدہ اور نمایان کارروائیون سے ثابت ہے

مین رہیگا۔ انکو ضرر نہ دیگا۔ جو انکو رسوا کرنا چاہیگا یہانتک کہ قیامت کا وقت آئیگا

علی ابن مذہبی نے کہا کہ یہہ حدیث والے لوگ ہین۔

جیسے جنگ کابل مین رسد پہنچانے و فوج سے مدد دینا (۲) سال تک سرکاری فوج متعینہ چہاونی سیہور [illegible]

جس کی نظر سے ان کے بیان وشہادت کو اُن معاملات وامور مین جنکو گورنمنٹ سے تعلق ہے صدہا صادق البیان اشخاص کے بیان وشہادت سے گورنمنٹ مین زیادہ وقعت واعتبار ہے اور ہونا چاہیئے اپنی متعدد تالیفات (اتحاف النبلاء- الحطہ فی احوال الصحاح الستۃ- ہدایۃ السایل الی ادلۃ المسایل- موائد العواید فی عیون الاخبار والفواید- روض الخصیب من تزکیۃ القلب المنیب- تاریخ جدید بہوپال مین بیان کیا ہے چنانچہ صفحہ ۳ موائد العواید مین فرمایا ہے- تسمیہ مسلمانان ہند کہ گورہا ویران رانہ می پرستند ومردم را از اعمال نکوہیدہ منع می نمایند بوہابیہ سخت غلط ودروغ محض است بچند وجہ اول اینکہ این قوم خود را باین نام مسمی نمیکنند چنانکہ خود را اور برابر شیعہ سنی مینامند ودر مقابلہ مقلدہ متبع میخوانند- پس اگر در گستر ایشان رائحہ از مفہوم وہابیت میبود لابد خود را موسوم میکردند باین نام و ازان استنکاف نمی نمودند- حالانکہ نامردم را اگر یکے بہ لفظ وہابی یاد میکند بے شائبہ کذب چنان مینماید کہ کسے دشنام دادہ- چہ وقتیکہ با خود را المنسوئی

گئی تہی) کو قایم مقام ریاست کی خرچ سے معین رکہنا (۳) ابتداء جنگ کابل سے آجتک بہوپال مین آمد و رفت عربیون اور ترکیون اور ولائتیون کو موقوف رکہنا (۴) ملکہ معظمہ کی یادگار مین ایک محلہ (قیصر گنج) آباد کر کے اُسمین کارخانہ جاری کرنا (۵) پرنس آف ویلز کی یادگار مین ایک ہاسپٹل جسکی تیاری مین چالیس ہزار روپیہ صرف ہوا ہے قایم کرنا (۶) لندن کے کالج لارڈ نارتہ بروک ور دہلی واندور وغیرہ کے کالجون مین چندہ معقول دینا (۷) ریلوے علاقہ بہوپال مین پچاس لاکہہ روپیہ دینا (۸) لاکہون روپیہ صرف کر کے کئی شہر کین اور پل ور تالاب بنوانا (۹) رعایا سے ٹکس موقوف کرنا اور انکے سوا اور بہیون کارروائیان مفید ملک وگورنمنٹ ریاست سے بہ تجویز نواب صاحب ہوئی ہین جب سے وہ ریاست بہوپال مین ذی اختیار ہوئے ہین- ان کارروائیونکی تفصیل ہم تاریخ جدید بہوپال کے ریویو مین کرینگے- انشاء اللہ تعالے

امامی از ایمه مذاهب منسوب نمی کنیم و تقلید حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی روا نمی
داریم پس تقلید محمد بن عبد الوهاب و اتباع یعنی چه • دوم آنکه انتحال مذهبی ز مذاهب
صورت نمی بندد مگر بطریق تلمذ یا ارادت یا اتحاد وطن و نحو آن و در هندوستان
مسلمانی از علماء و جهلا معلوم نمیشود که شاگرد صاحب نجد یا مرید یا هموطن او باشد
پس دخول هندیان در مذهب و طریقه او چه قسم متصور تواند شد سبحانک هذا بهتان
عظیم • سیوم آنکه محمد بن عبد الوهاب مذکور را زمانه دراز گذشته که ازین جهان
فانی پدرود کرده احدی از اولاد و احفاد او خود در وطن وی باقی نیست که داعی
باشد بسوی نحله خود و مردم هند این مذهب را از وی انتحال نمایند دیگر بازست که
فتنه صاحب نجد سر در گریبان عدم کشیده و عامر داری و نافخ ناری از کسان او باقی
نمانده پس مذهب مسلمانان هند را بدامن طریقه او بستن خون انصاف از رگ اندیشه
باطل چکانیدن بیش نیست نجد کجا و هند کجا • چهارم آنکه ایثار مذهبی از مذاهب
گاهی بطریق استفاده از کتب صاحب آن مذهب می باشد چنانکه مذهب حنفیه هند
ماخوذ هست از کتب اصحاب این مذهب و مذهب+ مبتدعه هند ماخوذ هست از کتب
مبتدعین و صحبت مشرکین و این وسیله نیز در میان مسلمانان موحدین هند
ثابت نمیتواند شد زیرا که هیچ کتابی از کتب مولفه صاحب نجد در مدارس هند و در
زمره علمائی[۴] این مملکت موجود و مروج نیست تا میتوان گفت که استفاده وهابیت
از آن کتاب کرده اند بلکه چنانکه مردم هند بیشتر حنفی مذهب اند و بعضی شیعه همچنین نجد مذکور
متمذهب بمذهب حنبلی بود و خود وی ایجاد کدام مذهب و دعوت بسوی کدام نحلت

+ یہہ لفظ بالمقابلہ بولا گیا ہی ورنہ مولف کی مسلک اعتدال سی معلوم ہوتا ہی کہ ایسی الفاظ کی
ساتہہ کسی سی تخاطب انکو دل سی پسند نہین ہے۔

۴ اور جو اسکے رسایل چہپی ہین وہ زمرہ علما مین متداول عام مروج نہین ہین۔

نکرده. و معلوم ست که ما مردم چنانکه تقلید مذهب حنفیه و شافعیه مثلاً نمی پسندیم
همچنان نزد ما تقلید مذهب مالکی و حنبلی هم روا نیست پس درینصورت تهمت وهابیت
راست نمیتواند نشست و مراد باهل اتباع آنست که پیروی قرآن شریف و حدیث کنند
و نماز و روزه و حج و زکوة و نحو آنرا مطابق شرع شریف بجا آرند و قول آحدی از دانشمندان
قدیم و جدید قبول ننمایند و بر وفق آن در امر جهاد و جز آن کاربند نشوند. پنجم آنکه
احدیرا از مردم هند آمد و شد بملک نجد از قدیم الایام که زمان وجود صاحب نجد بود
نبوده و تا زمان حاضر هیچ یکی را نشنیدیم که از هند به نجد از برائی اخذ مذهب بلکه از
برائی تجارت یا کار دیگر رفته باشد یا راه و رسم خط و کتابت با مردم آن ملک بهم رسانیده
پس حصول طریقه نجدی و تمذهب بمذهب وی درین مملکت چه قسم متصور میتواند
شد. آری مردم هند از برائی حج و زیارت بحرمین شریفین میروند و خود مردم آنجا
از نام صاحب نجد افروخته میگردند زیرا که نجدی وهابی بلاهائی بسیار بر سر ایشان
ریخته بود پس هرکه از مکه معظمه و مدینه منوره باز پس می آید وی عداوت محمد بن
عبدالوهاب همراه خود می آرد مگر کسیکه اورا غرضی باین کار نیست و کیف که صاحب
نجد مقلد مذهبی از مذاهب اربعه اهل سنت بود که آن مذهب حنبلی ست و ما مردم
بمقتضائی ادله شرعیه کتاب و سنت تقلید احدی نمیکنیم و آزادگی را از بند ملایان
پیشین و پسین بدل خریداریم. تقلید وهابیه فرضاً اگر کند کسی کند که تقلید مذهبی
از مذاهب منحوته اسلام فرض یا واجب میدانسته باشد و تارک آنرا بنا بر
افروختن حکام انگلشیه وهابی نام نهد. این عکس القضیه بیگناهان بسیار را در دام
بلا انداخته. باری الحمد لله که درین نزدیکی بر حکام دانشمند حقیقت این ماجرا بر
وجهی منکشف گردیده است که الحال توجه برامثال این احوال و خرافات نے
فرمایند و میدانند که منجمله اسباب عداوات باهمی این مردم بدنام کردن کسی ست

باین اسم و رسم و در پرده اینها خصومت باطنی خود را جلوه میدهند **ششم** آنکه
فتنه جو مفهوم وهابیت را در ذهن حکام وقت چنین نشانده اند که اینها را که وهابیه گفته
میشوند نزد ایشان جهاد کردن با دولت برطانیه فرض یا واجب ست و کشتن اهالی
این دولت موجب حصول بهشت حالانکه این خیال از الطل باطل است بدلیلی که در حدیث
متقدم تقریر آن گذشته و آنانکه اقدام بر قتل اصحاب دولت برطانیه یا دیگر مردم
میکنند خود ایشان از علم و دین بی بهره محض افتاده اند هر که شریعت اسلام را بر وجه تحقیق
می شناسد از وی هرگز این جریمه کبیره سر زد نمی تواند شد یاد باشد که پیش ازین در سنه ۱۲۹۲
هجری در کتاب هدایة السایل بذیل ذکر وهابیه نوشته ایم که از حال ایشان و مخالفین
ایشان هیچ مپرس که عجب جهل مرکب نصیب ایشان شده است و توقع خلاص ازان علی
مرار الدهور منقطع گردیده و این در صفحه (۱۱۹) قلمی گشته و در صفحه (۱۲۱) تحریر کرده ایم که نه
اتباع محمد بن عبدالوهاب نجدی بر ما لازم ست و نه اقتدائی عالم دیگر متحتم - و نیز در صفحه (۱۱۵)
نشان داده ایم که محمد بن عبدالوهاب نجدی حنبلی المذهب بود و ما مقلد کدام مذهب نیستیم
پس اتباع او بر ما در امر جهاد و جز آن یعنی چه **هفتم** آنکه مورخین اسلام و مذهب عیسوی
تاریخ فتنه صاحب نجد سنه ۱۲ هجری نوشته اند و در حدود سنه مذکور احدی از مردم
مملکت هند از هند به نجد نرفته بلکه خود هند را از حال نجد خبری بحصول نپیوسته تا باتباع
طریقه او چه رسد و نه امروز اخبار آن ملک تا ما مردم میرسد و نمیدانیم که شیوه امر نجد و
هنجار رعایا و برایای آن الکه الان چیست غرضیکه هیچ مناسبت دینی و دنیوی مسلمانان
همه هندوستان را که از انواع شرک و بدعت نهی میکنند و مردم را از کبایر و منکرات
تحذیر می نمایند با نجد و اهل نجد حاصل نیست. چندی از مقلدان مذهب حنفی و مبتدعان که
روزی ایشان موقوف ست بر تعصب دین و بر نذر و نیاز قبور این تهمت بربافان
این امور بسته اند و نزد حکام وهابی و مجاهد بودن ایشان از برائی حفظ طریقه تعصب

و تعسف خود که مخالف از اویست به تلفیق کذبات چند و بافیدن بعض مکر و زور ثابت و مشهور
میکنند ولیس الامر کذالک والله اعلم بالصواب ـ سُلیم بن عامر گفته میان معاویه و میان
روم عهد بود و معاویه میرفت بسوی بلاد آنها تا آنکه چون عهد منقضی شد غارت کرد بر آنها
پس مردی براسپ عربی یا ترکی سواره بیامد گفت الله اکبر الله اکبر وفاء لا غدر
چون نظر کردند دیدند که عمرو بن عبسه است معاویه او را پرسید چرا آمده گفت شنیدم که آن
حضرت صلی الله علیه وسلم میفرمود من کان بینه وبین قوم عهد† فلا یحلن عهدا ولا یشدنه
حتی یمضی امده او ینبذ الیهم علی سواء راوی گوید پس معاویه با مردم برگشت یعنی اغاره بر
آنها نه کرد رواه الترمذی وابوداؤد ـ این حدیث دلیل است برآنکه نقض عهد
هرچند با غیر اهل اسلام باشد روا نیست ولهذا ابو رافع که قریش او را نزد رسول خدا
صلی الله علیه وسلم فرستاده بودند خواست که مسلمان شود و باز پس نگردد آنحضرت
فرمود انی† لا اخیس بالعهد الحدیث رواه ابوداود رضی الله عنه یعنی من عهد شکن نیم
در حاشیه مشکوٰة در ترجمه لفظ اخیس گفته ای† لا اغدر ولا انقضه یعنی غدر و نقض عهد
نمی کنم و ازینجاست که غدر عهد را آنحضرت صلی الله علیه وسلم منجمله چار خصال نفاق شمرد
چنانکه در حدیث متفق علیه از روایت عبدالله بن عمرو آمده واذا عاهد غدر یعنی چون
عهد میکند آنرا می شکند پس اینکار منافقانست و در جناب این نفاق در حدیث عمرو بن
الحمق خزاعی آمده که گفت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من آمن رجلا
علی نفسه فقتله اعطی لواء الغدر یوم القیمة رواه فی شرح السنة یعنی معاهده را کشتن سبب
یافتن نیزه غدر است در روز قیامت یعنی در محشر مشهور شود که این کس عهد شکن است
و هیچ بدنامی بدتر ازین رسوائی عام نیست و در حدیث ابی هریره مرفوعا آمده که

---

† جبکا کسی قوم سے عہد ہو وہ اسکو نہ کہولے اور نہ باندہے جب تک کہ اسکی مدت نہ گذرے یا برابر جا
سے اسکو اٹھا لے۔ † مین عہد شکنی نہین کرتا۔ † یعنی مین غدر نہین کرتا اور عہد کو نہین توڑتا۔

مَن لا یفی لذی عهد عهده فلیس منی ولستُ منه* رواه مسلم گویا غادر را از اسلام بیرون فرمود وابن عمر گفته آنحضرت فرمود صلی الله علیه وسلم اِنّ† الغادر ینصب له لواء یوم القیامة فیقال هذه غدرة فلان بن فلان متفق علیه و مویدا وست حدیث انس مرفوعاً قال لکل غادر لواء یوم القیامة یعرف به واین نیز متفق علیه است ولفظ حدیث ابی سعید درین باب مرفوعاً اینست قال لکل غادر لواء عند استه یوم القیامة ودر روایتی نزد مسلم باین لفظ وارد شده لکل غادر لواء یوم القیامة یرفع له بقدر غدره وفقه این احادیث کبیره بودن غدر ونقض عهد است خواه با مسلمان باشد یا نامسلمان وهمین است مختار جمهور اهل علم وبرینست عمل اهل اسلام قدیماً وحدیثاً واز نیجاست که ملوک وسلاطین و رؤسا با هر که از اهل دولت وحکومت معاهده ودوستی وعهد وعدم حرب وجز آن میکنند در حفظ آن عهود ومواثیق تا آخر زمان میکوشند ونقض آن خلاف شرع اسلام ومنافی انصاف وداخل گناه بزرگ وبیوفائی میشناسند واین معاهده درمیان ملوک ورؤسا صورت می بندد رعایای آن ریاست نیز بدلالت تضمنی والتزامی داخل میباشد وایفائی آن عهد واجب است بر ذمه همت ایشان گو ذکر عهد رعایا در وقت آن معاهده درمیان نیامده باشد چه رئیس معاهد گویا از طرف همگنان عهد می بندد نه از طرف ذات خود تنها ومعاهده وعهد او ندا وعین اقرار واعتراف تابعان اوست دیده باشی که درزمان غدر هند لشکریان دولت برطانیه منحرف شدند وآنچه کردند براه نادانی کردند اما رؤسائی هند همچنان بر معاهده خود استوار ماندند وهمینست شایان شان ایشان ودرخور حکم دین وایمان ایشان. وهرکه خلاف آن کرده و بکند وی نه تنها نزد حکام مجرم قرار یافته ویابد بلکه در دین خود نیز غادر وناقض عهد و

* یعنی عہد کا عہد پورا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں اور نہ ہم اس سے۔

† عہدشکن کیلیئے قیامت کو دن نشان کھڑا کیا جاویگا اور کہا جاویگا کہ یہہ فلانے کا غدر ہے۔

ناکث عقد و مرتکب کبیرہ باشد و آنچہ در پاداش آن روز حشر ببیند ما و را ، این آفت ست
پس گو یا کہ اینکس درین جہان خود را از بند ایمان و عدل بیرون کردہ و ہم آن جہان
را بر خود فاسد ساختہ زیرا چون مضی مدت عہد در وفا بعہد و عدم عذر در شرع معتبر
ست پس بر ذمہ ہمت ہر معاہد خواہ رئیس کدام ریاست باشد یا رعوی کدام دولت
واجب ست کہ تا آن مدت معہود اندیشہ نقض عہد معقود بخاطر نگذراند و ظاہر ست
کہ عہود و مواثیق روسائی ہند با دولت بر طانیہ نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن معقود
شدہ است و بمسائل چند مربوط گشتہ کہ در عہد نامہائی ہر و احد از آنہا مبسوط ست۔
پس این زمرہ امرا و جماعہ روسا را کہ معاہد اند باین عہود مضبوط و موید ہرگز نمی
رسد کہ سہواً از مواثیق و اعترافات محررہ مقبولہ طرفین برگردند و خود را بشکستن
این اقرارات و اختیار غدرات و انتشار جہادات و نحو آن رسوائی دنیا و آخرت
گردانند و بپاداش آن در ہر دو جہان خوار و بیمقدار گردند۔ این حرکات بی برکات
از قومی صادر شدہ و می شود کہ آشنائی ایشان باحکام شریعت خود نیست یا مقلد
مذہبی بودہ اند و در آن مذہب روایات رطب و یابس از ہر جنس موجود ست و اینہا
بہ تقلید آن آراء زایفہ در ہیچ محن و فتن دست انداختہ اند و دین و دنیای خود را در
سر آن سودا درباختہ۔ ورنہ ہر کہ عارف ست بہ کتاب و سنت و عامل ست بر آن وی
نیک میداند کہ وزر این جریمہ در شرع تا کجاست و این علم و معرفت زاجر و مانع و عائق
و حایل و وازع اوست از گرفتاری در دام این بلا کہ ثمرہ آن در ہر دو سرائی
خلاف مراد این واقعہ طلبان تارک دین و مذہب ست و کیف کہ منبع جملہ حیل خزعہ
و آفات و وقایع و حوادث ناجایزہ ہمین علم فقہ + مصطلح ست و آلات این حیل مقالات

+ یہہ فقہ متاخرین کی نسبت کہا ہی جسمین باطل حیلون کے تعلیمات ہین۔ فقہ متقدمین آنکی مراد
نہین جو حدیث من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین کے مصداق ہین۔ ایسیہی فقہ کے
متبعین اس سی پہلے چہٹی سطر مین مراد ہین نہ تمام پیروان جملہ مذاہب۔ ان مین مسائل تو تقی و نیک نیتی ہی چہتی

فقہائے زمان و مقلدان دوران ست و پیشوایان این کار و گردش دہندگان این پرگار زمرہ ملایان تقلید کیش و مبتدعان فساد اندیش ست پس بس بخلاف اہل حدیث و قرآن وعصابۂ توحید نشان کہ در طریقہ سنیہ ایشان احداث محدثات و پیروی عقلیات و ایجاد حیل و تجدید نحل و مال حرام محض و ضلالت بحت و ممنوع صرف ست ما اہل حدیثیم و غارا نشناسیم۔ صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ و فن نیست۔ و اگر نیک بشگافی دریابی کہ مایۂ فساد و دنیا و دین در ہمہ عالم عموما در مملکت ہند خصوصا ہمین گروہ است کہ خود را مقلد مذہب حنفی می گوید و ہر کہ گور نمی پرستد و تعزیہ نمیسازد و از عبادت غیر اللہ منع مینماید و با تباع کتاب خدا و حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میخواند او را وہابی نامی نہد و بس شعر ہر خس و خارکہ در راہ نمودی وارد + آخر ازمی باد صبا اینہمہ آوردہ ست۔ ہرگز نہ شنیدہ باشی کہ موحدے متبعی با احدی راہ نقض عہد سپردہ یا بغدر و فتنہ انگیزی برخاستہ بلکہ این ہمہ مفاسد کہ در زمانہ غدر ہند ملاحظہ افتاد مجموع آن از پیش ہمین ناکسان بود تا آنکہ براہ زور و فریب بازی و مکر بایان زمانہ تہمتش بر دیگران بستند۔ و اہل غدر را وہابی لقب بخشیدند و در نظر حکام عکس لقضیہ جلوہ دادند۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقان مصلحت را تہمتی بر آہوی چین بستہ اند درین معرکۂ انحراف جنود کہ در ۱۲۷۳ہجری در ہند با دولت انگلشیہ اتفاق افتادہ بسیار ملاحظہ شد کہ ہر کہ از دل دشمن سلطنت پرفتن بودوی باستعمال چالاکی و چستی خود خیر خواہ و دعاگو بر آمدہ بحصول جاہ و منصب و خلعت و جاگیر امتیاز اند وخت و جمعی جم کہ بر تلفیق مقدمات و تدبیرہ و مراوات دست قدرت نداشتند و از غایت سادگی قاصر البیان و خانہ نشین و

٭ یہہ بہی بالمقابلہ کہا گیا ہے اور اُن ہی لوگون کے حق مین ہے جو حطام دنیا کے لیئے اپنے مذہب ور دین اسلام کا خلاف کرتے ہین۔ اور اہل حق پر ناحق تہمتین لگاتے ہین۔ عموما مقلدین کی نسبت نہین کہا گیا ہے کہ ان مین بعض نیک نیت بہی ہین۔

از سواد فساد وفتن گوشه گزین بودند باخبار مخبرین کذاب بنابر عجز خود از بیان براهین
صدق مبتلائی صدها آفات وبلیات روئی زمین گردیدند تاآنکه بعضی مصلوب شدند وبعضی
بتاراج رفتند وبعض را معیشت ضبط گردید وبعض بآب سیاه فرستاده شدند وقس علی
ذلک - گذشتیم ازین وہستان اجنبی ازین مقام وآمدیم برآنکه علمائی اسلام تصریح
کرده اند بآنکه عدم وفا بعهد یکی از جمله کبائرست - شیخ ابن حجر مکی در کتاب زواجر عن اقتراف
الکبائر کبیره پنجاه وسوم راهمین نقض عهد نشان داده وآنرا بقوله تعالی واوفوا[1] با
لعهد ان العهد کان مسئولا (و قوله تعالی) یا ایها[2] الذین آمنوا اوفوا بالعقود ابتدا کرده ودر
آخر بحث گفته ویدخل[3] فی ذلک ما یاتی فی الجهاد ان من امن حربیا ثم غدر به وقتله کان کبیرة انتهی
واین نص ست برآنکه غدر با حربی نیز گناه بزرگست تا به دیگری چه رسد وبرین بنا اگر فرض
کنیم که اصحاب دولت برطانیه در اصل محارب اند وهندوستان دار الحرب ست تاهم
عهدی که درباره عدم جدال وقتال وجهاد وجز آن بایشان بسته ایم وفا بآن عهد برما
واجب باشد ونقض آن از بابهائی کبیره بوده وبعده در جزو دوم از کتاب مذکور بذیل باب
الامان از کتاب الجهاد اول بهر دو آیة مشرفه مذکوره را نوشته بعده گفته ومن[4] جملتها العهد

ف۱ عهد پورا کرو اس سے سوال ہوگا ف۲ ای ایمان والو عقد وعهد پورا کرو ف۳ اسی مین داخل ہے جو
جہاد کے بیان مین آویگا کہ جو کسی حربی کو امان دے پھر اس سے غدر کرے اور اسکو مار ڈالے تو
یہ بڑا گناہ ہے۔ ف۴ از آنجملہ عہد وامان ہے جو ہم مین اور مشرکون مین ہو چنانچہ بعض
مفسرین نے کہا ہے۔ امام احمد وبخاری نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے
کہ خدا تعالی فرماتا ہے تین شخص ہین جنسے مین قیامت کو جھگڑونگا۔ ایک وہ شخص جو میرے
نام سے عہد دے پھر غدر کرے۔ دوسرا وہ جو آزاد کو فروخت کرے اور اسکے دام کھائے تیسرا
وہ جو کسیکو مزدور بنائے پھر اس سے کام پورا لے اور مزدوری اسکی پوری نہ دے مسلم وغیرہ نے
روایت کیا ہے کہ قیامت کے دن جب خدا اگلے اور پچھلونکو اکٹھا کریگا تو عہد شکن کے لئے ایک نشان

والامان الذی بیننا وبین المشرکین کما قال بعض آئمۃ التفسیر قال وروی احمد والبخاری عن ابی
ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی ثلثۃ انا خصمہم یوم
القیامۃ رجل اعطی بی ثم غدر ورجل باع حرا فاکل ثمنہ ورجل استاجر اجیرا فاستوفی منہ العمل ولم
یوفہ اجرہ اخرجہ مسلم وغیرہ اذا جمع اللہ الاولین والاخرین یوم القیامۃ یرفع لکل غادر
لواء یعرف بہ یقال ہذہ غدرۃ فلان وفلان - وروی احمد والبزار والطبرانی فی الاوسط
عن انس قال ما خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا قال لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین
لمن لا عہد لہ ورواہ ابن حبان فی صحیحہ لکن بلفظ خطبنا رسول اللہ صلعم فقال فی خطبۃ
فذکر الحدیث واخرج الحاکم قال صحیح علی شرط مسلم ما نقض قوم العہد الا کان القتل بینہم
الحدیث و در روایت ابوداود از صفوان بن سلیم از چند ابنائی اصحاب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ کہ فرمود من ظلم معاہدا او انتقصہ وکلفہ فوق طاقتہ او اخذ منہ شیئا
بغیر طیب نفس فانا حجیجہ یوم القیامۃ وروی ابن حبان فی صحیحہ ایما رجل من رجلا علی دمہ ثم
قتلہ فانا من القاتل بری وان کان المقتول کافرا واین دلیلیست برآنکہ کشتن معاہد اگرچہ

گنہ گار کریگا جس سے. وہ پہچانا جاویگا اور کہا جاویگا کہ یہہ فلانے شخص کا غدر ہے ؎ امام احمد
وبزار وطبرانی نے اوسط (کتاب کا نام ہے) انس سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے کبھی ہمکو خطبہ نہیں
سنایا مگر اسمین یہی کہا کہ جسکی امانت نہیں اُسکا ایمان نہیں اور جسکا عہد نہیں اسکا دین نہیں
ابن حبان نے اسکو روایت کیا تو یہہ لفظ کہا کہ آنحضرت نے ہمکو خطبہ سنایا تو یہہ فرمایا - حاکم نے روایت
کی ہے اور کہا کہ مسلم کی شرط پر ہے کہ کوئی قوم عہد شکنی نہیں کرتی مگر ان مین قتل واقع ہوتا ؎
جو کسی عہدی سے ظلم کریا اُسکا عہد توڑے یا اس سے طاقت سے زیادہ کام لے یا اسکی کوئی
چیز بلا اذن لے لے تو مین قیامت کو اُس سے جھگڑنیوالا ہون - ابن حبان نے روایت کیا ہے
کہ جو کوئی کسیکو امان دیکر قتل کرے مین اُس سے بیزار ہون - اگرچہ مقتول کافر
ہی ہو ؎

مسلمان نہ باشد مثل حکام دولت برطانیہ بعد از عقد حرام ست و پیغمبر صلعم از ناقض وی بریست و + رواہ ابن ماجہ و ابن حبان فی صحیحہ و اللفظ لہ و قال ابن ماجہ فانہ یحمل لواء غدرہ یوم القیامۃ و اخرج ابوداود و النسائی و ابن حبان فی صحیحہ من قتل نفسا معاھدا بغیر حق لم یرح رائحۃ الجنۃ و ان ریح الجنۃ لتوجد من مسیرۃ مائۃ عام و فی روایۃ من قتل معاھدا فی عھدہ لم یرح رائحۃ الجنۃ و ان ریحھا لتوجد من مسیرۃ خمسمائۃ عام * معنی الکل لم یشم الرائحۃ - و اخرج الترمذی و قال حسن صحیح و اللفظ لہ و ابن ماجہ الا من قتل نفسا معاھدۃ لہ ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ فقد اخفر بذمۃ اللہ فلا یرح رائحۃ الجنۃ و ان ریحھا لتوجد من مسیرۃ سبعین خریفا و این احادیث نادی ست باعلی صوت بانکہ نقض عہد و قتل کسیکہ باو عہد بستہ شدہ است موجب گناہ عظیم و جرم کبیر در دنیا و سبب رسوائی در آخرت میان اہل محشر و باعث بیزاری خدا و رسول او ست ازین کس - و در نقض آن اخفار ذمہ و شکستن پیمان الٰہی و ذمہ رسالت دستگاہی ست گویا اینکس باین نقض نہ تنہا عقد عہد خود شکستہ بلکہ این عہد کہ در حقیقت عہد

+ اس حدیث کو ابن ماجہ و ابن حبان نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے - ابن ماجہ نے کہا ہے کہ وہ قاتل غدر کا نشان قیامت کو اٹھائے ہوئے ہوگا - اور ابوداود و نسائی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے کہ جو کسی عہدی کو بلا عوض مار ڈالیگا وہ بہشت کی خوشبو نہ پائیگا حالانکہ اسکی ہوا سو برس کے فاصلہ پر پہنچتی ہے - اور ایک حدیث میں ہے اسکی خوشبو پانچ سو برس کے فاصلے سے پہنچتی ہے * اسکے معنے یہہ ہیں کہ وہ خوشبو نہ سونگھیگا - ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ جو کسی عہدی کو مارتا ہے وہ خدا کے عہد کو توڑتا ہے سو بہشت کی خوشبو نہ پاویگا اور اسکی خوشبو ستر برس کے فاصلہ پر پہنچتی ہے -

* مترجم کہتا ہے یہہ اختلاف فاصلہ اختلاف درجات بہشت سے پیدا ہوا ہے بعض بہشت کی خوشبو ستر برس کے فاصلہ پر پہنچتی ہے بعض کی سو کی بعض کی پانچسو کی -

نمبر ششم

از طرف خدا و رسول او بود شکستن آن عقد نبوت و عهد الوہیت را برباد داده و خسران دارین از برائی خود بدست آورده ونعوذ بالله من جميع ما كرهه الله. قال في الزواجر هذه الثلثة يعني قتلا وغدرا وظلما من له امان وذمة وعهد صريح هذه الاحاديث الصحيحة وهو ظاهر وبه صرح بعضهم في قتل المعاهد وفي الغدر وقد جاء عن علي كرم الله وجهه عده من الكبائر نكث الصفقة اي الغدر بالمعاهد وصرح شيخ الاسلام العلائي بانه جاء في الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم انه سماه كبيرة لكن اعترضه الجلال البلقيني بانه لم يرد في الاحاديث السابقة النص على ان ذلك كبيرة قال وانما فيه وعيد شديد كما تقدم انتهى والظاهر انه انما اراد بما نقل حديث احمد والبخاري الذي قدمته انتهى. گویم در حدیث مذکور لفظ انا خصمهم آمده و خصومت باریتعالی دلیل ست بر کبیره بودن آن و احادیث دیگر مویداوست کما تقدم و بسیار چیزهاست که شارع بران ایعاد کرده و خود در کتاب زواجر آنرا منجمله کبائر شمرده پس در کبیره بودن این امور شکی وریبی نیست این ست آنچه درین مسئله درین تاریخ که غره ربیع الاول ۱۲۹۶ھ ہجری ست حواله قلم راستی رقم شد والله اعلم۔

+ کتاب زواجر مین کہا ہے یہہ تینون فتل۔ غدر۔ ظلم عہدی کا صریح مطلب ان حدیثون کا ہے۔ ایسا ہی بعض اکابر نے قتل عہدی اور غدر کے باب مین کہا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ انہون نے عہدی کا عہد توڑنے کو کبائر سے شمار کیا ہے۔ شیخ الاسلام علائی نے کہا ہے کہ آنحضرت نے اسکا کبیرہ گناہ نام رکہا ہے۔ اِس پر جلال الدین بلقینی نے اعتراض کیا ہے کہ سابقہ حدیثون مین لفظ کبیرہ صاف طور پر نہین آیا۔ ہان اسمین وعید بے شک آئی ہے۔ ظاہرا اس سے مراد وہ حدیث ہے جو امام احمد و بخاری کی گذر چکی ہے۔

پہہ جو کچہہ نواب صاحب نے فرمایا ہی وجہ ششم (منجملہ وجوہات وہابی نہونے اور نہ کہلانے اہلحدیث ہند) کی تائید ہی - اس سے بڑہکر تائید اس وجہ کی آپکی اس کلام مین پائی جاتی ہی جو اس کتاب موائد العوائد کے صفحہ ۳۲ مین آپنی فرمایا ہے

وہ یہہ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من آمن باللہ ورسولہ واقام الصلوۃ وصام رمضان کان حقا علی اللہ ان یدخلہ الجنۃ جاہد فی سبیل اللہ او جلس فی ارضہ التی ولد فیہا الحدیث - وفیہ فاذا سألتم اللہ فاسألوہ الفردوس فانہ اوسط الجنۃ واعلی الجنۃ وفوقہ عرش الرحمن ومنہ تفجر انہار الجنۃ رواہ البخاری - درین حدیث دلیل است برآنکہ جہاد با عدا فرض کفایہ است نہ فرض عین وبرآنکہ دخول جنت را ایمان واسلام کافی است گو در وطن خود نشستہ ماند وجہاد نکند وہمین است قول جمہور اہل علم و فضائل و مناقب جہاد در راہ خدا (کہ در قران وکتب دین وارد است و این قران واین کتب در جملہ بلاد اسلام متداول است وہر کہ ومہ از اطفال و زنان و مردان عامہ وخاصہ آنرا میخوانند وتراجم آنہا در زبان فارسی واردو در ہر ملک و دیار خصوصا بلاد وامصار ہندوستان موجود است) ثبوت فضیلت وترتب اجر موعود برآن منوط بحصول شرائط واحکام صادقہ آن ورنہ چنین جہاد کہ امروز عامہ مسلمین از اسباب فوز خود ونجات وبلوغ بدرجہ شہادت کبرے گمان میکنند فتنہ بیش نیست واحدی از اہل علم ومعرفت بشریعت اسلام بسبب آن نرفتہ چنانچہ در زمانہ برگشتگی افواج وعساکر دولت

---

† ابو ہریرہ سے مروی ہے انحضرت نے فرمایا ہی جو کوئی خدا اور رسول پر ایمان لایا ہی - اور نماز پڑہتا ہی اور رمضان کے روزے رکہتا ہی اسکا خدا پہ حق ہو چکا ہی (یعنی خدا کے فضل اور وعدہ کے سبب اُسکو ذاتی استحقاق ہی) کہ اسکو بہشت مین داخل کرے پہر خواہ وہ خدا کی راہ مین جہاد کرے خواہ اسی زمین مین بیٹہا رہے جہان پیدا ہوا ہی - اسی حدیث مین یہہ بہی ہی جب تم خدا سے سوال کرو تو فردوس بہشت مانگو وہ بیچ مین ہی اور اعلی بہشت ہی اسکے اوپر خدا کا عرش ہی اور اسی سے [illegible]

[illegible]

انگلشیہ در مملکت ہند جمعی از رایان و نوابان و دیگر مردم برخاستند و با حکام فرنگ معرکہ حرب و ضرب آراستند و بیہودہ خیال کردند کہ این جہاد است و نوبت تا آنجا رسید کہ زنان و طفلان بیچارہ را پارہ پارہ ساختند و بآتش غم و غصہ سوختند حالانکہ این حرکت بے برکت ایشان محض خلاف شرعہ اسلام بود و ہرکہ امروز انچنان کند کہ انہا در زنان عذر کردند و حکم او ہمان حکم آن کسانست چہ اہل علم اختلاف دارند در آنکہ ہندوستان بعد از در آمدن در قبضہ اقتدار حکام انگریزی دار اسلام است یا دار حرب فتوی حنفیان است کہ دار اسلام است و چون بر اسلام باقی ماند جہاد در آن یعنی چہ بلکہ گناہی از گناہ و کبیرہ از کبایر باشد و نزد بعضے کہ دار حرب است مثل علمائے دہلی و ہرکہ موافق ایشان درین مدارک و مفاہیم است پس نزد وے جہاد درین ملک با احدے خواہ حکام انگلشیہ باشند یا غیر ایشان ہرگز روا نیست ـ بجہت آنکہ تا از دار حرب ہجرت[+] گزیدہ رحل اقامت در مملکت دیگر از دیار اسلام نیندازند در سرزمین دار الحرب نشستہ جہاد کردن مذہب احدی از مسلمانان قدیم و حدیث نیست علاوہ آن برائے جہاد شرط نخستین بیعت کردن است باکسے کہ او صاف امامت بر وجہ کمال داشتہ باشد و اہل حل و عقد آنرا پسند کنند و مردم و دانشمند صاحب رائے امامت اورا قبول دارند و بعد از بیعت بر دست او اگر دیگرے دعوی امامت کند باغی و جب القتل باشد و در آن معرکہ زن و طفل را نکشند و این ہمہ شروط در زمان غدر ہندکو ریک قلم مفقود بود و تا زمان حاضر وقت موجود نیز معدوم است بس بنائی شریعت اسلام ہیچکسے را از مسلمانان

+ یہہ سب سے پہلی شرط جہاد ہی ـ کہ جس قوم سے جہاد کرنا چاہیں انکے ملک و عہد مین نرہین ـ کیسے امن و ملک مین رہکر اس سے لڑینگے تو بلاشبہ غادر و مفسد ہونگے بس جو لوگ برٹش گورنمنٹ کے عہد و سلطنت مین باامن رہتے ہیں الثنے باوجود اس خیال کے کہ وہ اپنے مذہب کے پابند ہین کیونکر متوقع ہیں کہ اس ملک مین رہکر اس گورنمنٹ یا رعایا سے لڑین ـ یا لڑنے والون کی کسی نوع سے مدد کرین ـ یہہ بات بہت توجہ گورنمنٹ کے لائق ہے ـ

ہند درین مملکت جہاد نمودن بلکہ اندیشہ آن در خاطر گذرانیدن نمی رسد و ہر کہ میدان
صف آرائید یا بجمع مردم برداختہ آتش جدال و قتال افروزد وی در حقیقت خلاف
منشاء شرع خود کردہ باشد و بامید دروغ جان و مال خود و دیگر مردم را برباد داده
وندانستہ کہ اجر ہیچ عملی کہ از برائے خدا کنند و دران وجائے ثواب دارند حاصل نمی شود
مگر وقتے کہ آن عمل موافق حکم خدا و رسول او واقع شود وچون وقوع آن بر مقتضائے
آمال و امانی خود شد و با قیود شرع کار نماند ثمرہ آن جز خسران دنیا و آخرت دیگر نیست
مارا عجب مے آید ازان موالی ہندوستان کہ در زمانہ غدر فتوی دادند بانکہ جنگ
با حکام وقت ثواب دارد و در حکم جہاد ست آخر با خدا این فتوی چیست بیان نمایند و نستان وہند
کہ در وقت واحد در ملک واحد تعدد وائمہ جہاد و قتل نسوان و صبیان بکدام دلیل از حدیث
و قران ثابت ست طرفہ تر انکہ بیشتر امراء این بغاۃ ہنود بودند کہ امامت آنان و ترجیح
مذہب از مذاہب اسلام صحیح نیست **علاوہ** اش غالب مردم فوج کہ با سرکار انگریزی ریز
معرکہ طرف و مقابل شدند مسلمان نبودند و اگر گیریم کہ ہمہ نام اسلام داشتند تاہم این حرب
وضرب نمی تواند شد تا وقتیکہ ازین مملکت بدر رفتہ کدام مملکت دیگر را کہ سلطان آنجا مسلمان
باشد مہجر و مسکن خود ننمایند و امامی عادل متصف باوصاف امامت بہم نرسانند و این
چنین امام خود درین زمانہ عزیز الوجود ست تا آنکہ اگر رہست پرسی ملوک اسلام کہ امروز
حکمرانی در جہان میکنند صفات امامت در خود حاصل ندارند تا بکسیکہ باغیان زمانہ غدر
و واقعہ طلبان دولتخواہ ملک ستان را بر سر خود امیر گرفتند و ہمراہ او آتش فتنہ افروختہ
نامش جہاد نہادند - وباین بلوائے عام خود را و دیگر حمقا را برباد دادند چہ رسد و لہذا
محققین اہل علم معارک جمعے از ملوک اسلام را کہ از برائے ملک گیری[†] بہت قتال و جدال
افراختہ اند مثل تیمور لنگ و امثال وے داخل جہاد نگشتہ اند علامہ **شوکانی**[†] در بدر

† یہ شخص ملک یمن میں ایک جلیل القدر امام ہوا ہے تمام ہندوستان کے اہلحدیث کا انکی تحقیقات و تصنیفات پر بہت اعتماد ہے -

† یعنے ملک گیری بغرض ذاتی نہ بغرض اعزاز قومی -

بدر طالع در زیر ترجمہ تیمور مذکور حکایت فرمودہ کہ وی در مجلس خود از اہل علم پرسید کہ انہ قد قتل منا و منکم من قد قتل فمن فی الجنۃ و من فی النار بل قتلانا او قتلاکم# یکی از علماء حاضرین جواب داد کہ در حدیث آمدہ است کہ الرجل یقاتل حمیۃ و یقاتل شجاعۃ و یقاتل لیری مکانہ فمن قاتل لتکون# کلمۃ اللہ ہی العلیا فہو فی الجنۃ او کما قال یعنے اصل مقصود از جہاد اعلاء کلمہ خدا است نہ مقاتلہ

تم مین سے اور ہم لوگون سے بہت لوگ مارے گئے ہین پہر ان مین سے بہشتی کون ہوا اور دوزخی کون۔ ہمارے مقتول یا تمہارے۔

ایک شخص حمیت و جوش سے لڑتا ہے اور ایک شجاعت اور اپنی جگہہ دکہانیکو۔ پر جو خدا کا بول بالا ہونے کے لیئے لڑے وہ بہشتی ہے۔

نوٹ لائق توجہ

+ اعلاء کلمہ خدا اُسی جہاد سے مقصود ٹہرایا جاسکتا ہے جو جہاد اپنی شروط کے ساتہہ اپنے محل مین متحقق ہو اور بحکم دین اسلام وہ جہاد مشروع ہو۔ اور جو جہاد بدون شروط اور بے محل پایا جاوے جیسے کسی ملک کی رعایا کا اپنے بادشاہ سے (گو وہ غیر مذہب ہو چنانچہ رعایا ہند کی نسبت برٹش گورنمنٹ ہے) جہاد یا کسی اسلامی بادشاہ یا اسکی رعایا کا اپنے عہد اور صلح والون سے (گو وہ غیر مذہب ہون) جہاد وہ جہاد شرعی جہاد نہین بلکہ سراسر فساد ہے۔ اس مین اگر کوئی اعلاء کلمہ خدا کی بہی نیت کرلے۔ اور اس سے یہی اعلاء مقصود ٹہرائے تو اسکی نیت و مقصود بے محل ہین اس سے اسکا جہاد شرعی جہاد نہین ہوسکتا۔

مذہبی جہاد جو اسلام کا ایک فرض ہے اسمین اعلاء کلمہ خدا کے مقصود ہونے کے یہہ معنی نہین ہین کہ لوگون کو کلمہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) جبراً پڑہا دین اور جو کلمہ نہ پڑہے اُسکو قتل کر ڈالین۔ ان دونون فعلون سے [۵] اسلام مین صاف ممانعت آچکی ہے۔ بلکہ

[۵] دیکہو آیۃ لا اکراہ فی الدین اور احادیث ممانعت قتل نسوان و صبیان وغیرہ۔ حاشیۃ الحاشیہ۔

از برائی طرفداری یکدیگر و اظهار شجاعت و ناموری خود و این مقصود بعد از اعتبار شرائط و قیود مذکوره در جهاد ست و این همه درین زمان مفقود ست پس حمل این حروب و قتالات که در عموم بلوی و فتن و محن رو میدهد و غالب غدر و فساد از بهر آن میشود بر جهاد شرعی

اسکے معنے یہہ ہین کہ اس کلمہ اور اُن لوگون کو جو اس کلمہ کے قایل ہین غیرون کی مزاحمت سے بچاوین اور اُن مزاحمون بے جا دست اندازی کرنیوالون اہل اسلام کو ستانیوالون سے جنگ کرکے اس کلمہ اور اُسکے لوگون کو عزت دین اور اس عزت و شوکت کو ذریعہ سے اپنی قلمرو اور اپنے گروہ مین شریعت کے احکام حدود جاری کرین اور اُن احکام حدود کا اکرام و احترام عمل مین لاوین۔ اس معنی کی تفصیل ہمارے رسالہ اقتصاد فی مسایل الجہاد مین بخوبی مذکور ہوچکی ہے جسکی اشاعت مین اب تھوڑی دیر باقی ہے اور اسکا ماحصل آنرایبل سید احمد خان بہادر کے رسالہ جواب ڈاکٹر ہنٹر صاحب مین بہی موجود ہے۔ اس معنی کر علماء ہر ایک مذہب و ملت کی لوگ اپنے مذہب کے لیے چاہتے ہین اور اسی اعلاکے قصد و نظر سے مذہبی لڑائیان کرتے ہین۔

آنرایبل سید احمد خان بہادر اسی رسالہ جواب ڈاکٹر ہنٹر صاحب مین فرماتے ہین غازی یا جہادی وہ شخص ہوتے ہین جو بلا تخصیص کسی قوم و فرقہ کے ایک مذہبی لڑائی مین شریک ہوجائین۔ سابق مین تمام فرقون مین جہاد ہوچکے ہین اور اب بہی موجود ہین جو مذہبی لڑائی یروشلم یعنے بیت المقدس مین ہوئی تہی اس مین عیسائی بہی جہادی تہے۔

اس کلام سے مقصود یہہ ہے کہ مذہبی جہاد یا اسکی غرض و معنی (اعلاء کلمۃ خدا) کو اہل اسلام سے کچہہ خصوصیت نہین ہے۔ جس غرض و معنی سے اور قومین سابق مین جہاد کرچکی ہین اور زمانہ حال مین کرتی ہین۔ اسی غرض و معنی سے اہل اسلام مذہبی جہاد کرتے ہین اور اسکو اپنا مذہبی فرض سمجہتی ہین۔ پس اُن اقوام کا اہل اسلام پر یہہ الزام کہ انکا جہاد مذہبی مزاحمت بیجا اور جبر یا روا کی غرض سے ہے کیونکر قرین انصاف خیال کیا جا سکتا ہے۔

شرعی ﴿+﴾ دور از مقصود ست و صاحب آن مستحق اجر و تسمیه باسم مجاهد نیست و لهذا این عرب شاه
در عجائب المقدور و سیوطی در تاریخ الخلفا بذم تیمور و مظلمه بودن معرکه او که جهاد نش نامیده
بودیر و ختند اند و پرده از رخ شاهد مدعا بر و شته علما اتفاق کرده اند برآنکه احکام شریعت تعلق
بمجرد اسم ندارند بلکه بحقیقت آن شی ﴿ه﴾ و اسما را در تحویل احکام اسلام تاثیری نیست شوکانی
در فتح ربانی نوشته احکام الشریعة لا تتعلق بمجرد الاسم بل بالحقیقة لذلک الشئ قال
والاسماء لا تاثیر لها فی تحویل الاحکام الشرعیه باجماع المسلمین و در کتاب تنبیه الامثال
علی عدم جواز الاستعانة من خالص الاموال تصریح فرموده است بانکه این حروب که میان

+ ان مفسدین بلوائیون کا جہاد شرعی جہاد کیونکر ہو سکتا ہے جس حالت مین انکو عین
حالت جہاد مین اور اس سے پہلے اور پیچھے شریعت اسلام سے خلاف رہا ہے - اکثر ان
بلوون مین خصوصاً مفسدہ ۱۸۵۷ء مین ہندو پور بئے اور راجہ اور رائیے تہے جنکو شرع
اسلام سے قطعی مخالفت تہی اور جو لوگ نام کے پیرو اسلام تہے اکثر وہ بہی شریعت سے سروکار
نہ رکھتے تہے - عین جہاد مین انہون نے وہ کام کئے جنسے شریعت اسلام بتاکید مانع ہے -
جیسے بچون اور عورتون کو قتل کرنا - عورتون سے بدفعلی کرنا - اپنے ہی بادشاہ کا مقابلہ
کرنا وعلی ہذا القیاس - اگر وہ فتح و فیروزی پاتے تو وہ ملک ہندوستان مین بجز اسکے
کہ سو سو دو دو سو جورو دن کر لین یا محمد شاہ بادشاہ کیطرح ناچ رنگ مین اپنی عمر
بعیش بسر کرین اعزاز و اکرام شعائر اسلام و اقامت و احترام حدود اللہ کیا کرتے -
اور ان کے ہمجنس سابق طالبان دنیا نے کیا کیا -

ہ احکام شرعیہ صرف نام سے تعلق نہین رکھتے کہ (یہہ جہاد ہے اور وہ نماز ہے)
بلکہ حقیقت سے متعلق ہین (جو واقعی جہاد یا نماز ہو) نامون کے احکام شرعیہ
کی تبدیل مین بالاتفاق تاثیر نہین ہے -

ملوک واقع میشود از جنس جہاد نیست بلکہ فتنہ جاہلیت است[+] قال رضی اللہ انما النزاع
فی اخذ شیٔ من اموال الرعایا زیادۃ علی ما فرضہ اللہ علیہم فی اموالہم یاخذہ
السلطان طوعا او کرہا رضوا ام ابوا وقد یاخذون ذالک فی جہادات لا
فائدۃ للرعیۃ بنفع بل فیہا اعظم الضرر کما یقع بین سلاطین الاسلام
من الحرب علی بعض البلاد ھذا یرید ان تکون الولایۃ فیہا لہ والاخر یرید
ان تکون الولایۃ فیہا لہ وان ھذا لیس ھو من الجہاد الذی شرعہ اللہ
وندب عبادہ الیہ بل ھو شبیہ بالحروب الجاہلیۃ وکثیرا ما یقتل اجناد
ھولاء ضعفاء الرعایا ویاخذون اموالہم ویہتکون حرمہم وتتفق بینہم
معارک جاہلیۃ وقتلات طاغوتیۃ فلیس ھذا الا من الظلم البحت والجور الخالص
انتہی — و این عبارت نص است بر انکہ معرکہ غدر ہند از طرف جنود منحرفہ و جدال
و حرب ایشان ظلم خالص و ستم صرف بود نہ جہاد دینی و غزو شرعی و ہمین است
حکم دیگر حروب کہ از اہل اسلام بر خلاف مقصود شرع واقع شود و کیف کہ معرکہ مذکور

+ آپ فرماتے ہین نزاع اسمین ہے جو لوگون کے مال قدر واجبی سے زیادہ بادشاہ (اسلام) لیتے ہین خواہ وہ اپنے آپ دین خواہ جبر سے خواہ وہ اسمین راضی ہون خواہ انکار کرین- ایسی ہی مال بادشاہان اسلام اون جہادون مین بھی لے لیتے ہین جنمین رعایا کا کچھہ نفع نہین بلکہ بڑا ضرر ہے جیساکہ سلاطین اسلام کی باہمی لڑائیون مین واقع ہوتا ہے ایک انمین سے چاہتا ہے مین سردار ہوجاؤن دوسرا چاہتا ہے مین ہوجاؤن- یہہ وہ جہاد نہین ہے جو خدا تعالی نے مشروع کیا ہے اور جسکی طرف لوگون کو بلایا ہے بلکہ یہہ اُن لڑائیون کے مشابہ ہے جو زمانہ جاہلیت مین ہوا کرتی تہین- بہت دفعہ انکے لشکری ناتوان رعایا کو مارڈالتے ہین اور انکے مال لوٹ لیتے ہین اور حرمتمین ہتک کرتے ہین اور انمین باہم زمانہ جاہلیت کیسی لڑائیان اور سرکشی والی خونریزیان ہوتی ہین بجز ظلم محض اور جور خالص اور کچھہ نہین ہے -

سبب آفات بسیاره از برائ رعایای هند شد و امن و آسایشے که بوجه دولت انگلشیه هرکه
ومه حاصل است یک قلم از دست رفت و جهاد از برائ امن میباشد نه از برائ فتن و محن شوکانی
رحمه الله تعالے جائیکه به بیان عدل حکام پرداخته آنجا از برای سلاطین عدل مثال حکام برطانیه
نوشته وگفته که اگر زیاده نمی تواند شد باری مثل فرنگ در اصلاح رعایا و امن پیرا او رفاه عام
ونفع انام میباید بود و این شهادت هست بانکه قوم فرنج درین امور مقدم ست بر جمهور
اہل دہور چون در مسئلہ غزوہ جہاد کہ در ہند در زمان انحراف جنود ناہموار از دولت عالیہ برطانیہ
واقع شدہ ہموارہ مردم عوام با خود قیل وقال دارند و ہر یکے بسوئے رہے میرود و ملایان فتوہائے
دیگرگون میدہند و احدی بتحقیقت کار نمیرسد لاجرم درین مقام آنچہ بنظر راقم راجح وصحیح
نمود، نوشتہ آید قبول آن وہدایت وتوفیق بدان بدست خداوند حقیقی است ۔
اور جناب ممدوح کتاب ہدایۃ السائل کے صفحہ ۱۱۴ مین محمد بن عبد الوہاب نجدی (جسکی طرف موحدین ومتبعین
ہندوستان کو نسبت کیا جاتا ہے) کے حقمین فرماتے ہین و رسائل او معروف است او را در دیار
ہند تو الیف او نتوان یافت الا ماشاء اللہ تعالے ودرین رسائل قول مقبول ومردود ہر دو ہست
واشہر منکرات بروئے دو خصلت است یکے تکفیر اہل ارض بمجرد تلفیقات کہ دلیلے بران نیست
دوم تجاری بر سفک دماء معصومہ بلا حجت وبلا اقامت برہان ودیگر جزئیات کہ تابع ایں
ہر دو خصلت باشند حقیر اند ۔ اور صفحہ ۱۱٦ محمد بن عبد الوہاب کی اہل اسلام کو کافر کہنے یز
غلطی او رمنشاء غلطی کو بیان کرکے صفحہ ۱۱۷ مین فرماتے ہین وازینجا معلوم شد کہ مخالط را حکم جاحد
نباشد وبرین قول اطباق اہل علم از سلف وخلف در جملہ حدیث وآثار بودہ در مذہب الیشان
قطع بقبح بدعہ وانکار محدثات وانکار بر اہل اوست وما انکار نمی کنیم بر کفری کہ تکفیر
فاحش البدعہ میکند بلکہ اورا بحال او میگذاریم وقول با تولے وتوقف میکنیم ورد
وعلم او وحکم خود را در حق وے بسپرد خدائے سبحانہ مے نمائیم بچند وجہ
یکے خوف عظیم کہ بران وعید شدید وارد شدہ از پنج صحابی در صحاح باکثرت طرق

وشواہد جمیتواترمرے گشتہ ففی الصحیحین عن ابی ذرمرفوعاً+ من دعا رجلاً بالکفر او قال عدو اللہ الاحار علیہ و وہم ام انحضرت صلعم بنصوص خصوص از انس مرفوعاً آمدہ ثلاث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الہ الا اللہ ان لا تکفرہ بذنب # ولا تخرجہ من الاسلام اخرجہ ابوداؤد فی الجہاد ابو یعلی وابن عدی واقل احوال این حدیث آنست کہ حسن باشد و در معجم کبیر طبرانی از ابن عمر مرفوعاً آمدہ کفوا عن اہل لا الہ الا اللہ لا تکفروھم بذنب من کفر اہل لا الہ الا اللہ فھو الی الکفر اقرب # وازہفت صحابی بعبارت متفرقہ در کتب شتی مرفوعاً وارد شدہ منہا اقتلتہ بعد ان قال لا الہ الا اللہ ما تصنع بلا الہ الا اللہ و این روایت علاوہ صحیحہ مذکور است و صحابہ بر آن عمل کردہ اند عن جابرؔ قیل لہ ھل کنتم تدعون احداً من اہل القبلۃ مشرکاً فقال معاذ اللہ و جزع لذلک اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وابو یعلی سوم عفو کردن از خطا و آیات و آحادیث درین

+ جو کسی کو کافر کہتا ہے یا خدا کا دشمن وہ کہنا اسیکی طرف عاید ہوتا ہے (یعنے اگر وہ ویسا نہو)

تین چیزین ایمان کی جڑین ہیں لا الہ الا اللہ کہنے والے قتل وغیرہ سے رک جانا۔ نہ اسکو کافر کہو۔ نہ کسی گناہ کے سبب ایمان سے نکالو۔ باقی دو چیزوں کا ذکر مؤلف نے بنظر اختصار چھوڑ دیا ہے انمین ایک جہاد ہے (انہی شروط و تفصیل سے جنکا ذکر وبیان اسی مضمون مین بخوبی ہو چکا ہے کوئی صرف لفظ جہاد اس مقام سے نہ لے بھاگے) دوسرا ایمان

لا الہ الا اللہ کہنے والوں سے رک جاؤ انکو گناہ کے سبب کافر نکہو جو کوئی لا الہ الا اللہ کہنے والے کو کافر کہیگا وہ آپ کفر کے قریب ہوگا۔

ٯ کیا تو نے اسکو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالا اس لا الہ الا اللہ کو کیا کریگا یعنی قیامت کے دن کیا جواب دیگا۔

ٯ جابر سے کسی نے پوچھا تم (صحابہ) کسی اہل قبلہ کو مشرک کہا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا معاذ اللہ اور یہہ بات سنکر گھبرائے مترجم کہتا ہے اس مسئلہ عدم تکفیر اہل القبلہ کی تفصیل اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد (۲) مین دیکھنی چاہئے۔ اور اسکا تتمہ مفید (کفر و کافر) مین

تقدیر ... اشاعۃ السنہ ... [illegible]

باب بسیاره آمده و ظاهر آنست که اهل تاویل خطاکارانند و علم بتعمد ایشان حاصل نیست زیرا که
از جنس علم باطن ست که بجز خدا کسی انرا نمیداند چهارم آنکه هرگاه خارجی انحضرت صلی الله
تعالی علیه وآله وبارک وسلم را گفت □ اعدل یا محمد والله ان هذه قسمة ما ارید
بها وجه الله وتکلم باقبح کلام وظن باسوء ظنون کرد تکفیر وی نفرموده اگر تکفیر میکرد
قتل او واجب می شد زیرا که وی بر شبهات حق باقی بود ‡ همین تجویز ذنب بر معصوم کرده
وکذلک حاطب بن بلتعه را باوجود مودت باهل کفر تکفیر نفرموده حال آنکه بنص تلقون الیهم
بالمودة تولی او بموثابت گشته پس ثابت گردید که موالات محرمه باجماع همانست که کافر را بجهت
کفر و عاصی را بجهت عصیان وی دوست دارد بلا عذر و مصلحت پنجم آنکه او تعالی بنص فرموده ما
بر تحریم تفرق در کتاب عزیز و عبارات کثیره شتی در کتاب و سنت مطهره درین باره وارد
شده و هیچ چیز فاحش تر در تفرق از تکفیر بادله محتمله که معارضه او بمثل ممکن ست و بلاد
توصل بسوی جمع کلمه نوان کرد نیست و نه چیزے اعظم تر از تنافر و تعادی و تباین باشد
و در وی ضعف اسلام و تقلیل مسلمانان و توہین سروین قال الله تعالی † یا ایها الذین امنوا
اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل الله
جمیعا ولا تفرقوا - تا آخر دو آیه کریمه و بعد این هر دو آیه ‡ ولا تکونوا کالذین تفرقوا
واختلفوا من بعد ما جاءتهم البینات واقع شده و در قرآن کریم ازین جنس بیان
کثیر طیبست ‡‡ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم و قوله ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه

□ اے محمد انصاف کرو۔ تمہاری اس تقسیم مین خدا کی رضامندی مطلوب نہین۔

† ایمان والو خدا سے ڈرو جیسا کہ چاہیے اور مرتے وقت تک مسلمان رہو اور اللہ کی رسی (یعنے دین) کو ملکر ہاتھ مارو اور آپسمین پھوٹ نہ ڈالو۔

‡ اور ان لوگون کے سے نہو جاؤ جو متفرق ہوے بعد اسکے کہ انکی پاس احکام ونشانات پہنچے۔

‡‡ آپسمین نہ لڑو ورنہ بزدل ہو جاؤگے اور تمہاری عزت جاتی رہیگی دین کو قایم رکھو اور اسمین پھوٹ نہ ڈالو۔

‡ توہین پیغمبر کے عوض دشنامین جو اس سے سرزد ہوئی۔

وقوله الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا لست منهم فی شیء واصلاح ذات البین افضل از عامہ صلوٰۃ و صیام و افساد اوست کہ حالقہ باشد نمیگویم حالقہ موی ست لیکن حالقۂ دین و احادیث صحیحہ کثیرۂ متواترہ درین باب بسیارست شعشع انکہ وقوف از تکفیر نزد تعارض و اشتباہ اولی و احوط باشد زیرا کہ خطا در وقف بر تقدیر بودن او تقصیرست در حقی از حقوق غنی حمید واسع العفو اسمح الغرماء وارحم الرحماء واحکم الحکماء تعالے شانہ و خطا در تکفیر بہ تقدیر وجودش از اعظم جنایات بر عباد مسلمین مومنین و مفاسد حُبّ و نصر موجبۂ آلہی ست و فی ذلک احادیث جمۃ تقتم آنکہ خطا در عفو بہتر از خطا در عقوبت باشد و از قرآن عظیم معلوم میشود کہ اللہ تعالے ذم خاطی نکردہ چنانچہ در قصہ داؤد و سلیمان ع و در کریمہ اذ یحکمان فی الحرث دلالت ست بران و ہمچنین در قصۂ ابراہیم و لوط یا ابراہیم اعرض عن ھذا و در قصۂ عیسیٰ ع وان تغفر لھم و در صلوٰۃ و استغفار آنحضرت صلعم بر منافقین حال آنکہ طریقۂ اسلام توقف ست در حق کسیکہ بدعت وی فاحش گشتہ و مقارب کفر گردیدہ ولای او نباید و نصرت وے او و دعا برحمت و مغفرت شاید مگر آنکہ مسلمانان بطور حذر از ولا اعداء اللہ در باطن گریزنمایند و پناہ بخدا از آنکہ دشمنان اورا دوست داریم بلکہ انکار بدعت او شان میکنیم و تا می توانیم کراہت و نہی و تبری می نمائیم ازان و خدا گواہ ست و عالم الغیب آگاہ کہ ہرگز دوستدار دشمنان او نیستیم بلکہ عدو او ہستیم و نیم یا بنیم اللھم ما صلیت من صلوٰۃ فعلی من صلیت و ما لعنت من لعن فعلی من لعنت اخرجہ احمد والحاکم و صححہ و این حدیث شاہد صحت اعتقاد اجمالی نفع اوست حاصل آنکہ تکفیر اہل ارض عموما و نبار از اقت و نار معصومہ بران چیزی مذموم نا محمود غیر ثابت از شرع شریف ست ـــ

اور بصفحہ ۱۱۹ موحدین و متبعین ہندوستان کی تاریخ بیان کرکے انکو وہابیت سے متہم ہونے کی وجہ بیان کرتے ہین آنا وہ بہ ہند بس از حال ایشان و مخالفین ایشان

✝ جنہوں نے دین مین پھوٹ ڈالی اور گروہ گروہ ہوگئے تو انمین سے نہین ـــ

هیچ میرس که عجب جهل مرکب نصیب ایشان شده توقع اخلاص از ان علی مر الدهور منقطع گردیده
اجمالاً حکایت ماجرای ایشان این ست که تا در هندوستان اسلام آمده مسلمانان اینجا بتبعیت
که ملوک بحکم الملک والدین توامان والناس علی دین ملوکهم حنفیۀ بحت بودند قرون
متطاوله برین حال گذشت تا آنکه در عهد سلاطین تیموریه رواج علم بیشتر شد و علما و فضلا از
هر جا مطلوب شده بمناصب گرانمایه از قضا و افتا ممتاز شدند و طرح اقامت درین کشور
انداختند و جوق طلبهٔ علم بهم رسیدند و گرم بازاری علوم نقلیه و فنون عقلیه شد تا آنکه در عهد
عالمگیر بادشاه فتاوی هندیه بنام او تالیف شد و جمعی از اهل علم که منجملهٔ ایشان یکی شیخ
عبد الرحیم دهلوی والد بزرگوار شاه ولی محدث دهلویست قیام بسرانجام این مرام کرد
و این کتاب دستمال مفتیان و قاضیان گردید و از هند بعرب و روم رسید و عالمگیر شد چون
آن دور آخر شد شاه ولی الله محدث که در علم و عمل همسر خود در عرب و عجم نداشت و خاندان او
حنفی مذهب بود از اولاد عمر بن خطاب رضی الله عنه در تالیف خود تخریج و تفریع را مقرر
داشت و تفریع را تابع تخریج کرد و برین بناء مسائل اعتقادیه و احکام فروعیه اقوال ضعیفه را
از قویه جدا کرد و تمام اهل اسلام را هدایت بسوی اتباع نمود و در غیر منصوص تابع حنفیه ماند و قشر
آنرا از لب منفصل ساخت و جادهٔ تطبیق و توفیق در مذاهب اربعه با تقدیم احکام سنن بسپرد
و بعد از وی پسرانش همبرین نهج قیام کردند و در فتوی و قضا اتباع سنت را مقدم داشتند
و حق تعالی ایشانرا با علم کامل عقل شامل هم بخشیده بود کار خود کردند و نزاعی در میان نیامد
چون در اوائل سال سیزده صد از هجرت رنگ گیتی دگرگون شد بنا بر برهمی سلطنت اسلام و طوائف
الملکی و قلت علم و شیوع جهل و کذب و رواج طرائق متصوفه و اقتصار بر درس فنون عقلیه و انهماک
در آن و عدم مبالات بعلوم سینه عجب ضعف اسلام و قوت رسوم کفریه و شرکیه و بدعیه پیدا گردید
ناچار حق تعالی محمد اسمعیل بن عبد الغنی بن ولی الله محدث و اصحاب و احباب و تلامذه و اتباع
ایشانرا برای هدایت خلق توفیق خیر رفیق گردانید و ایشان دعوت خلق بسوی دین حنیفی که از مرور

و مہجور مندرس شدہ بود و بجاے آن شرک و بدعت نشستہ کردند و ہر چہ حق جد و جہد در ترویج شریعت حقہ بود بزبان و بیان و تالیف کتب و رسایل بجا آوردند و عمل بحدیث را جلوہ استحسان در نظر زمانیان دادند فوج فوج خلق ببرکت خلوص نیت و وعظ سرا پا رحمت و امنیت ایشان رو براہ شد و توحید را از شرک و سنت را از بدعت باز شناخت و آثار کفر محو شد و مساجد و مدارس معمور بعبادت و علم گردید کہ ہنوز آن برکت از در و دیوار ہند نمایان ست و مثال باران برکنارہائے اہل ایمان ریزان جمعے از علمائی سو و دنیا طلب بیزاد گان نکس طینت بدمشرب کہ در معاش ایشانرا ازین اصلاح عقاید عامہ فتور دست بہم داد و کسر شان و حط رتبہ خود دیدند بمدافعہ آن برخاستند و برای تحریش عوام داغوی انام این جماعہ را منسوب بوہابیہ ساختند حال آنکہ نیک میشناسند کہ خاندان محمد بن عبد الوہاب بیت علم حنابلہ بود و خاندان ایشان بیت علم حنفیہ ست و ایشانرا با او شان ہیچ علاقہ تلمذ یا ارادت یا ہموطنی یا صحبت یا معرفت گاہی نبودہ پس الصاق این جماعہ ہند بجماعہ اہل نجد یعنے چہ و از کجا صحیح تواند شد بلکہ ہنوز با وجود انقضای عہد سعادت مہد ایشان کدام کتاب یا رسالہ از مولفات اہل نجد در ہند در یزد و صوابہ بالخصوص مروج نیست از ہند تا نجد مراحل بعیدہ و منازل شاسعہ درمیان ست و بحر محیط حایل و طریق آمد و شد یکدیگر مسدود و ہمچنین در اخلاق و عادات معاشیہ و معادیہ میان ہر دو بون باین علاوہ آن گاہی این جماعہ تقریراً و تحریراً ادعائی وہابیت خود نکردہ و نگفتہ کہ انحصار حق در طریقہ اہل نجد ست یا ما و اہل نجد ہم مذہب ہستیم اینک تصانیف علمائے دہلویہ موجود ہست ہر کہ شک کند در آن نظر نماید و دلیلے از ان بیارد تا جواب دادہ شود مجرد او عاء محض افترا مفید مدعانیست و کاری از پیش نمے برد۔

اور بصفحہ ۱۲۱ و ۴ بی کہنے کے کئی اور وجوہات و معانی جو لوگون نے اپنے خیال مین ٹھہرا رکھی ہین بیان کرکے اخیر مین فرماتے ہین کہ ہندوستان مین وہابی کوئی نہین ہے چنانچہ لکھتے ہین و بالاتر از ہمہ آنست کہ در امصار ہندیہ ہر جا معنے وہابیت جداگانہ تراشیدہ اند مثلاً در بنگالہ

دوآب وهابی کسی ست که گور پرستی و تعزیه داری و استعانت با ولیا و تصور شیخ و مجلس میلاد
نبوی و نذر رسول صلعم و امثال آن نمیکند و در حیدرآباد وهابی آنست که سیندهی نمی
نوشد و سراویل تا نیم ساق می پوشد و ریش نمی تراشد و مقید صوم و صلوة ست و نحو آن و در
بندر بمبئی وهابی کسی ست که شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی المذهب را متصرف در عالم اعتقاد نمی کند
و انکار انعقاد محافل موالید می نماید و نزد اهل یورپ از بلاد شرقیه هند و حرمین شریفین
وهابی آنست که تقلید مذهبی خاص از مذاهب اربعه که محدث بعد قرون مشهود لها بالخیر ست
نمیکند و عمل بسنت می نماید و نزد جمیع وهابی نام کسی ست که جامع این خصال باشد و در هند
لفظ وهابیه مقابل لقب مبتدعه میشود و مبتدعه کسانی هستند که تعصب در تقلید مذهب میکنند
و عمل بحدیث را جایز نمی دارند و در تعظیم مشایخ و اولیا و زیارت مزارات ایشان بقصد
استفاده از روح اموات باعتقاد تصرف شان در عالم ناسوت و اطلاع بر غیبات قدم
اقامت افشرده اند و انواع شرک و بدعت مقول و معمول ایشان ست و لایزال میان جهله
فریقین صناف تعصب و تشدد با تکفیر و تضلیل یکدیگر روز افزون و زلازل و قلاقل بوقلمون
پیدا ست و درین حیص بیص آنچه حق بحت و صدق صرف بود پنهان ماند الا ما شاء الله تعالی
و از اعظم مفاسد فرقه مبتدعه و مکاید این قوم یکی آنست که در اذهان حکام انگلشیه
که بادشاه حال هندوستان اند حالی و راسخ کرده اند که زمره موسومه بوهابیه دشمن شما
و در اندیشه کشتن شما هست و حکمرانی شما را ابدا نمی پسندد حال آنکه بر فرض محال اگر
ایشان وهابیه باشند تا هم این معنی بوئی از راستگوئی ندارد زیرا که برین تقدیر هندوستان
نزد وهابیه دار الحرب خواهد بود نه دار الاسلام و جهاد و غزو در عین دار الحرب بحالت
اقامت در انجا نزد ایشان جایز نیست و در غدر هندوستان کسانیکه بنام نهاد جهاد
بجنگ برخاستند خطائی فاحش کردند زیرا که شرایط جهاد مطابق کتاب و سنت یافته
نشده و اگر راست پرسی مقصود بسیارے ازیشان جهاد و دین پرستی نبود سودای خام ملک

ستانی وحصول مرزباقی بود الامن رحمه الله تعالی وآن جماعه قلیل که بخلوص نیت وحسن عاقبت جان
خود درین بلوائ عام فنا ساختند گرفتار اشتباه وخطای اجتهادی شدند والعلم عند الله تعالے
حاصل آنکه در هندوستان کسی وهابی نیست وتسمیه اهل اتباع بوهابیه تحکم بحت یا تهکم صرف مبنی بر غرور
وخدع وزور در تعسف وجور است پس بس واتباع سنت هرگز قاضی بفساد ومفتی بجهاد الآن
در بلاد هندیه نیست باقی ماند آنکه نفس جهاد با کفار وفضیلت آن در شرع اسلام ثابت است
وایقاع آن بر وجود شرائط صحیحه بلفتوی لیس هیچ مقلد ومتبع ووهابی ومبتدع دران تحایف
نمی تواند شد وحکم غزو را منسوخ ثابت نمی تواند کرد ومجرد ثبوت وصحت کدام حکم در شریعت
مستلزم وقوع آن عقلاً وشرعاً نیست غرض که القا راین وساوس از طرف طائفه مبتدعه در
اذهان حکام انگلشیه مبنی بر امضاء اهوا نفوس امّاره وتوهین مسلمانان راست باز دست
کردار وحصول زخارف فانیه دنیا برای خود محروم ساختن غیر از تمتع متعایست وحکام وقت
که عارف بدین اسلام واحکام اهل ملت نیستند اگر بگفته ونوشته ایشان دار وگیر جماعه مومنین وصابه
متبعین کردند ومیکنند معذور اند اما ایشان را نجات از وزر این کذب وبهتان وو بال این
طامه کبری معلوم بلکه بسیار دیده وشنیده باشی که باداش کردار بد وکیفر فعل سوء خود همدرین
دار ناپایدار یافتند وانچه کاشتند همان درو کردند ؎ تو هم شب بسر کی می بری ای شمع
کم فرصت * گرفتم سوختی پروانه آتش بجانے را * ونعم ما قیل ؎ دیدی که خون ناحق پروانه
شمع را * چندان امان نداد که شب را سحر کند * عقوبات اخروی ومصائب آنجهانی هنوز ردیدنی
وچشیدنی ست نسئال الله سبحانه وتعالی العافیه والسلامة فی الدنیا والآخرة -
اورجناب ممدوح روضه خصیب کے صفحه ۱۸۶ مین فرماتے هین اگر گویند که وهابی نام کسی که با دولت انگلشیه دست وبر ایشان
جهاد را فرض میداند پس در جوابش همین قدر کفایت باشد که مسئله فرضیت جهاد بے شبهه در
قران وحدیث ودر هر کتاب مذهب از مذاهب موجوده مسلمانان عرب وعجم مذکور است
واین کتب در هر راه وعام خاص در مملکت معموله سرکار عالیه انگلشیه از هند وسند وخیره آن

بپیرایهٔ طبع پوشیده عالمگیر میگردد و هر زن و طفل در آن فضائل جهاد و حکم آن میخوانند و اعتقاد
خود بفرضیت آن درست میسازد پس حجر بر بعض کتب و بعض اشخاص و قطع نظر از بعض یعنی چه
آنانکه دیگران را وهابی نامند و جهاد را بسوی ایشان منسوب میسازند و باین حیله گری حکام
را از بعض غفلت منشان بر سر انتقام کشیدن می آرند آنها ایشان باید پرسید که در کتب درسیه
و مذهبیهٔ شما نیز حکم جهاد با مخالفان اسلام مرقوم است یا نه و بعد از آنکه مرقوم است اعتقاد
بحقیت آن دارید یا نه و اگر دارید پس وجه تعاعد از آن چیست و نیز جهاد خاص با نصاری است
یا با دیگران نیز روا است شک نیست که احدی از ایشان انکار نتوان کرد از آنکه این
مسئله در کتب ایشان موجود است و وی بدان معتقد است مگر اینقدر خواهد گفت که جهاد
موقوف بر وجود شرائط مشروط است که در سنت صحیحه یا کتب مذهبیه فقهیه مرقوم اند و تا آن
شرائط یافته نشوند جهاد هرگز جایز نیست و اگر کنند خلاف شرع خود کرده باشند و درین
صورت چون تدارک کار غزو و جهاد با مخالفان اسلام بلاتخصیص حکام فرنگ برین معنی مقصود
آمد پس بالیقین بتوان گفت که امروز در مملکت هند از کلکته تا پشاور و از گجرات سند تا کن
مثلاً بلکه در چهار دانگ این اقلیم کسی نباشد که معتقد جواز جهاد و قتال با دولت برطرف خواهد
بود زیرا که شروط این عمل یکسر درین وقت درین کشور مفقود است و اجتماع آن شروط
و ضوابط در مردم این روزگار خیلی دشوار می نماید پس این خیال باطل و تعلیل مستعمل
و تصور مختل که مجرد وجود این مسئله در کتب اسلام و شیوع درس و تدریس آن در طلبه
علم عین مخالفت و بغاوت است یعنی چه و همین است حال دیگر مسائل که مماثل این مسئله باشند
آیا کتاب الجهاد در در مختار و فتاوی عالمگیری و قاضی خان و کنز و شامی و نحو آن نیست
یا خاص بکتب همین اهل سنت است پس پس آن اهل بدعت تقویة الایمان و نصیحة المسلمین
و کتاب التوحید و اقتفاء الصراط المستقیم و امثال این رسائل را کتب مذهب وهابیه
نامیده اند انصاف باید کرد که درین رسائل لمسائل جهاد کجاست آنچه هست همین دعوت است

بسوئے مراتب تقوی وطہارت وہدایت وارشاد ؎ چشم بداندیش کہ برکندہ باد ✤
عیب نماید ہنرش درنظر ✤

اور صفحہ ۱۸۹ فرماتے ہین نواگر بفکر واندیشہ جنگ نمودن باسلطنت انگلشیہ یادولت دیگران استحقاق این تسمیہ دارد ہرکہ از ابتداء عمل برطانیہ در ہند بالیشان بیکار کردہ ودر زمان غدر ہندوستان از جنود نابہبود بمقاتلہ وتاراج پیش آمدہ ہمہ بایدکہ وہابی باشند خواہ ہنود اند خواہ مسلمان وخواہ اہل ملت دیگر تخصیص مشتے اہل تقوی باین اسم ورسم چیست بلکہ آنچہ پیش ما محقق شدہ آنست کہ ہمین زمرہ واقعہ طلب فساد انگیز حکام وقت راکہ اطلاع برحقائق این امور ندارند مغالطہ دادہ اند وتمشیت عداوت باہمی خود را درین پردہ نمودہ کار از پیش بردہ اند ورنہ مذہب وہابی لا اصل لہ ونہ درحقیقت ونفس الامر در واقع قطعاً ویقیناً ہیچ قومی دوستدارتر از اہل تقوی وارباب دیانت بحق دولت انگلشیہ نیست کہ طریقہ ایشان مبنی ست برنمایت عدالت وحفظ از نقض عہد وحرمت بغاوت ونحو آن ؎ دردلم کہ پیش تو افسانہ بیش نیست ✤ چشم ستارہ راتر خون فشان کند

اور جناب ممدوح نے کتاب اتحاف النبلا اور حطہ مین محمد بن عبدالوہاب نجدی کی اون برائیون کو جو صفحہ ۲۶۱ مین منقول ہوئی ہین بیان کیا ہے -

حطہ کی عبارت یہ ہے واشہر ما ینکر علیہ[†] خصلتان کبیرتان الاولی تکفیر اہل الارض بمجرد تلفیقات لادلیل علیہا - الثانیۃ التجاری علی سفک الدم المعصوم بلا حجۃ وبرہان

اور اتحاف النبلا کی عبارت بعینہ اس عبارت حطہ کا ترجمہ ہے -

ان عبارات مختلف تالیفات کو جو مختلف زبانون مین مختلف بلاد وامصار مین شائع وذائع ہو رہی ہین اور گروہ اہلحدیث ہندوستان مین کمال وثوق واعتبار کے ساتھ متداول ہین گورنمنٹ اور ملک اور اعیان مذہب غور کی نگاہ سے

[†] بڑی مشہور ہین انکی ان خصلتون سے جنکو برا سمجھا جاتا ہے دو ہین لوگون کو بلاوجہ کافر کہنا اور بلاوجہ خونریزی کرنا -

سے دیکہین کہ یہہ لوگ کس شہرت و اعلان کے ساتہہ وہابی ہونے سے (کیا از روی مذہب اور کیا از روی فرائض ملک و سلطنت) انکاری ہین اور انکو محمد بن عبدالوہاب (جسکی طرف وہ ناحق منسوب کئے جاتی ہین) اور انکی دو خصلتون سے (جنمین وہ عام مسلمانون کے خیالات اور اصول سلطنت کا مخالف ہے) کیسی نفرت ہے اور انکو اسکی طرف منسوب ہونے سے کیسی عار ہے - باایں ہمہ ان لوگون کو وہابی کہنا یا اسکو جایز رکہنا انصاف (جو مذہب وسلطنت کا اصل اصول ہے) کیونکر ہوسکتا ہے -

گورنمنٹ تو نہین کہہ سکتی کیونکہ اسکو کسیکے مذہب سے بحث نہین مگر شاید اہل مذہب کہین کہ اہل حدیث ہندوستان کو محمد بن عبدالوہاب سے (اون دو خصلتون مین نہی) اور بعضی مذہبی باتون مین تو مشابہت و مشارکت ہے (جیسے جہر امین یا رفع یدین کرنا قبرون کو نہ پوجنا - مردون سے مدد نہ چاہنا و علی ہذا القیاس) اسلئے انکو مذہب کے رو سے وہابی کہنا جایز ہے -

اسکا جواب بہی نوابصاحب ممدوح نے بخوبی دیدیا ہے جسکا حاصل مع التشریح والتمثیل یہہ ہے کہ جن باتون مین اہلحدیث ہند کو محمد بن عبدالوہاب سے مشارکت و مشابہت ہے بعینہ اون ہی باتون مین اور اہل مذہب کو بہی اوس سے مشارکت حاصل ہے دیکہو رفع یدین و آمین بالجہر شافعی وغیرہ تمام بلاد عرب (مکہ مدینہ وغیرہ) اور بعض بلاد ہند (بمبئی کلکتہ وغیرہ) مین کرتے ہین اور قبرون کے پوجنے اور مردون سے مدد مانگنے سے تمام اہل مذہب حنفی شافعی جو ٹہیک مذہب پر ہین منع کرتے ہین اور خود ان مذاہب کے بانی اور حامی ان باتون سے منع کر گئے ہین چنانچہ کتب متداولہ اہل مذہب (درمختار رد المحتار و عالمگیری وغیرہ) اسپر گواہ ہین اور سوائی ان باتون کے اور باتون مین تو ہر ایک مذہب (شیعہ سنی - خارجی - ہنود - یہود - عیسائی کو محمد بن عبدالوہاب سے کسی نہ کسی بات مین مشارکت و مشابہت حاصل ہے - خدا کی ماننے اور رسول (جسکو کوئی رسول سمجہے کے

برحق جاننے مین یہہ سبہی ایسے مشارکت رکہتے ہین اور خاص کر آنحضرت کو رسول ماننے مین خاص کر اہلاسلامی سب فرقے اپنے مشارکت ومشابہت رکہتے ہین پہر چاہئیے کہ اس مشارکت ومشابہت کے لحاظ سے سبہہ ہندو عیسائی یہود شیعہ سنی خارجی وغیرہ لوگون کو وہابی کہا جاوے اور اگر ان سب فرقون کو اس مشارکت جزئی کے سبب د لحاظ سے وہابی کہنا جایز نہین ہے تو پہر ان مظلوم بیچارے اہلحدیث کو اس مشارکت جزئی کے سبب کیون وہابی کہنا جایز سمجہا جاتا ہے باوجودیکہ وہ وہابی ہونے سے ایسے انکاری ہین جیسے مسلمان عیسائی یا ہندو ہونے سے اور سنی شیعہ یا خارجی ہونے سے انکاری ہین۔

اسباب مین ہمکو کئی اور وجہ سے بہی بحث کرنی مدنظر ہے از انجملہ ایک یہہ کہ جو کچہہ ہمنے لکہا ہے صرف ہماری یا نواب صاحب بہوپال کی رائے ہی یا یہہ عام قوم اہلحدیث کو دوم یہہ کہ اہلحدیث کا چال چلن کیا کہتا ہے۔ سوم۔ یہہ کہ سرحدی اقوام کو (جو اکثر گورنمنٹ کی بغاوت مین سر اُٹہاتی ہین اور وہ عام ناواقفون مین وہابی کہلاتے ہین) اہل حدیث ہند سے کیا مناسبت یا تعلق ہے۔ اسی قسم کی اور وجوہات ہین ان سب وجوہات سے ہم آیندہ نمبرون مین وقتاً فوقتاً بحث کرینگے۔ اسی نظر سے ہم نے اس مضمون کو (جو لکہہ چکے ہین نمبر(۱) سے تعبیر کیا ہے پس ناظرین عموماً وہماری مصلحت اندیش گورنمنٹ خصوصاً انصاف وتوجہ کی نگاہ سے اطرف رکہین۔

ہرچند آنرایبل سید صاحب بہادر نے ان وجوہات سے بعض وجوہ مین ایسی تفصیل بحث اپنے رسالہ مین کی ہے کہ اس مین ہماری بحث کی حاجت باقی نہین رہنے دی۔ مگر بعض وجوہات کی بحث ان سے فروگذاشت ہوئی ہے اسلئے ہم کو اُن وجوہات سے بحث کرنی پڑی اور جن وجوہات سے اُنہون نے بحث کی ہے اُن مین بحث جدید نہ ہوگی اُنہین کی تحقیق نقل کیجائیگی۔

مضامین غیر

لو آخر راز نہفتہ کہل گیا

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست آمد آخر ز پس پردہ تقدیر پدید

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را

ہم نیچر کا لفظ سنتے ہی چونک اٹہے تہے اور سمجہہ گئے تہے کہ ایک دن نیچری خانصاحب کے طبع سے کیا کیا تاویلات باکرہ سرزد ہونگی - اُس وقت سے یہہ دعا تہی کہ الٰہی ضرور اس نیچر کا فیصلہ ہمارے جیتے جی ایسا صاف کر دے کہ کشف راز نیچر یونہی ہو جاوے سو شکر صد شکر کہ ایک چراغ نیچر کا پروانہ جو اپنے دوست کے نام بہیجا تہا - کمترین کے مُٹہے مین آگیا - اوسمین حضرت مریم کی نسبت وہی سب کچہہ لکہا ہے - جو تفسیر نیچری مین اب نامطبوع چہپا - اس خط کو مدرسین بدستخط انگریزی و تحریر بعض فقرات عبرانی و یونانی اکثر مدرسین عربک سکول دہلی نے ملاحظہ فرمایا اور شفقاے صاحبان الطاف نے بہی تصدیق فرمایا - معلوم ہوا کہ یہہ ذہانت ہی پیغمبر نیچر کی اصلی نہین - بلکہ جعلی ہے - پس خدا نے اس لفظی نیچر بے معنی کا پردہ پہاڑ دیا - اینده کوئی سمجہے یا نہ سمجہے - بڑا بول مُنہ سے نکلا - انشاء اللہ اب عنقریب اسکا جواب روح القدس کی طرف سے ہو تو تعجب نہین - آب نیچر کو سرسبزی ہونی معلوم - اپنی رائے نہین کہ کوئی اب زیادہ اُسکے جواب مین دردسری کرے - عقل و فہم کا بالکل خاتمہ ہوگیا - علم پہلے ہی سے معلوم تہا - افسوس سورہ مریم ہی آنکہ کہولکر نہین دیکہی - چراغ کی روشنی مین نہین پڑہی - ورنہ اس ورطہ تاریکی مین نہ پڑتے - اس اندہیر کا کیا علاج کہ مسلمانی کا دعوی - قرآن پر ایمان - اور اتنا نہین دیکہتے کہ جابجا جناب مسیح کو خدا نے قرآن شریف مین ابن مریم کیون فرمایا - اگر وہ بقول نیچری خانصاحب ابن یوسف

مجاز ہیتے خدا نے تو صاف یہہ لفظ کہکر کیون قصہ فیصل نکیا - یہودی† و نصاری کا سب جہگڑا ہی دور ہوجاتا - یہود کی بدگمانی اور نصاری کی خدادانی ایک لفظ مین دور ہوجاتی چنانچہ زینب زوجہ رسول مقبول کے باب مین فیصلہ کردیا کہ منہ بولے فرزند کے ازدواج متبنی کرنے والون پر حرام نہین ہے - کیونکہ وہ متبنی اصل فرزند صلبی نہین ہوجاتا اور اسیطرح بغیر ہبہ اوسکو میراث نہین پہونچتی - حضرت آدمؑ کی زوجہ اور حوا سے لیکر تا آخرالزمان کسی بی بی کا نام قرآن شریف مین نہین آیا - مگر حضرت مریم کا نام بار بار آیا ہے اور جابجا عیسیٰ ابن مریم فرمایا ہے - حتے کہ ایک سورہ اسی نام سے موجود ہے - تعجب ہے کہ جناب مسیح کو بخلاف رسم ملک والدہ کی طرف منسوب کیا - اور اصل دوطرفی جہگڑے کو دور نکیا - یہہ بہی ویسی ہی ہوئی جیسی سورہ فیل و قصہ غرق فرعون یا کچہہ بڑا مکر - -

اجی حضرت خدا نے فرمایا ہے کہ مادر مسیح صدیقہ ہے دونون طعام کہاتے ہین - یہ نفرمایا کہ انکا باپ بہی فلان ہے - وہ سب کہانا کہاتے ہین - پس خدا کیونکر ہوئے - ذرا لمپ کی روشنی مین سورہ مریم کا ترجمہ اول سے دیکہہ جاؤ کہ کیا بد رو مادر یحیی کو تعجب ہوا اور خدا نے اوسے دور کیا - اور کہا کہ یون ہی ہوگا - خدا جو چاہتا ہے سو کرتا ہے - پہر ذکر ولادت جناب مسیح شروع سے بہ ترتیب بطور بیداری و ہوشیاری فرماتا ہے - نہ پہلے ذکر یحیی مین کوئی لفظ خواب پر دال ہے نہ اس قصہ عیسوی مین کچہہ ذکر خواب و خیال ہے - صریح خدا فرماتا ہے کہ ہمنے مریم پر اپنے روح یا فرشتہ کو بہیجا - وہ مریم کے سامنے بصورت بشر ٹہیک درست بن گیا - حضرت مریم نے کہا کہ مین تجہسے خدائی رحمٰن کے ساتہہ پناہ مانگتی ہون اگر تو متقی ہے - اوسینے کہا کہ مین فرشتہ ہون تجہے بیٹا دینے آیا ہون - بہلا یہہ خوف کیا تہا اور کیون یہان یوسف کا نام نہ لیا - پہر مریم نے کہا کہ میرا بیٹا کس طرح ہوگا - مجہکو

† اس فیصلہ ہونے کی وجہ و تفصیل ہمارے اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۴ مین ہے -

تو آدمی نے چہوا بہی نہین - تب روح الامین بولے کہ ایسا ہی ہوگا - خدا جسوقت جو چاہتا ہی سو کرتا ہے - کچہہ مقام تعجب و حیرت نہین - اگر بعد کو یوسف سے ملاقات ہوئی تو کیون اوس روح نے یون نہ فرمایا کہ آیندہ ایک بشر یعنے یوسف نجار مس کریگا - اور پہر اوسوقت حمل پہونک کر چلا گیا - اور مریم خاتون کے رشتہ دارون نے مسیح طفل کو آغوش مادر مین دیکہکر یہہ کیون کہا کہ اے مریم تیری مان باپ تو ایسی بد نہ تہی کیا اونکو ملاقات و نکاح یوسف کی خبر نہ تہی - یا انہون نے اتنے دنون مین حمل عیسوی نہ دیکہا تہا - ہرگز عورتون مین ایسا نہین ہو سکتا - ان سب شبہات کا جواب فوراً گہوارہ مین مسیح سے دلوایا گیا - سب کے منہ مین سوہے دشمنان بدظن یا نیچریان پر فن کے بہتیرا مٹہائی کے لڈو دیئے گئے - حضرت یحیی نے کہا کہ مین اپنے والدین کے ساتہہ نیک ہون - جناب مسیح نے فرمایا - کہ مین اپنی والدہ ماجدہ کے ساتہہ نیک ہی ہون والد بزرگوار کا ذکر نکیا - غرض کہانتک عرض کیجے - اور مغز مارے - ہم ازبیل نہین - ہم عقل و انصاف کا لمپ نہین رکہتے - منہ زوری کا چراغدان ہمارے پاس نہین - فہم و فراست کی شمع تو کہان لوٹے پہوٹے ڈیوٹ اور دہوندلا دیا بہی نہین جو نئی روشنی مین یہہ عمدہ عبارت نظر کر کے پڑہین - اور کچہہ سوچین سمجہین - اگر چراغ دانش کی روشنی درست ہوتی تو یہہ توصیف مریم و ابن مریم کی کیون ہے - آدم سے تمثیل کس لئے - ایسے کروڑون شخص باپ کے نطفہ سے ہوئے ہین - بلکہ قدرے مذمت ہوتی کہ ذرا بہی تحمل و تامل نکیا - اور رسم معہودہ مین باوجود اختیار و ولیے ایسا خلل بے ضرورت ڈالا - اور نفخ روح کیون کہا - اور اس نفخ مروجہ کو نفخ آدم سے کیون مشابہ فرمایا - ایسا نفخ یوسفی تو نیچر کے موافق سب مین ہے - اب رہا جواب أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا کا سو اگرچہ محصنات زنان محفوظہ ازنا کو کہتے ہین - اسی لئے زنان شوہر دار کے لئے یہہ لفظ آیا ہے - مگر حصن کا لفظ فرج کے ساتہہ ایسے معنے مین آتا ہی کہ مطلق مرد سے نوبت جماع نہ پہونچے - تب ہی تو مریم کی تعریف فرمائی ورنہ غیر زانیہ

تو لا کہون ہین - خوبی ہی کیا تہی - اور نعت ہین بغیر لحاظ قرینہ وغیرہ کے قیاس جائز نہین
اگر و رخانہ کس ست حرفی بس ست - الّا ہوس اس اتنی ہی روشنی سے حضور کو سمجہہ لو - این
خانہ تمام آفتاب ست - قیاس کن زگلستان من الخ -

افسوس افسوس افسوس - ۵ گراز بسیط جہان عقل منعدم گردد -
بخود گمان نہ برد نیچری کہ نادانم - جس نے ہمارے سید سید جو شلہ کو یہہ رہی دی خدا
سمجھے - جیسا لوگون نے پڑہا یا میراجی جانتا ہے -

سوال ۶ بہلا جناب اس سے کیا فایدہ ہوا جو عیسیٰ ابن مریم کی نسبت لکھا گیا - کیا مسلمانون
کی ترقی متصور ہے - بلکہ عیسائیون سے اور تعصب بڑہا - جواب بہائی تم نہین جانتے اس سے
نیچر کی شان پوری ہوئی - مطابق اُن ملکی انگریزون اور عقلمند ڈاکٹرون اور ملحد
دہریون سے ہی جو آزاد حکیم کہلاتے ہین نہ موسائیون اور نہ ہی عیسائیون سے -

سوال ۷ ابن مریم داؤد کی نسل سے کیسے ہوئے جبکہ مریم بتول کا نسب نامہ داؤد سے نہ ملتا ہو
دوسری ماکیطرف سے نسل نہین سمجہی جاتی - جواب مریم بتول بے شک خاندان داؤد
سی بہر نمط ہین اور بموجب تصریح قرآن مجید خواہر ہرون ہین - اور چونکہ طاہرہ و صدیقہ
ہین اسلئے ہر اک مرد اس عورت نیک کے برابر نہین ہوسکتا بس درصورت نہونے باپ کے عیسیٰ ابن
مریم کہلائے اور مریم کے ذریعہ سے داؤد کی نسل سے ہوئے - چنانچہ تمام سادات فاطمی
اولاد رسول مقبول ہین سوال ۸ بہلا صاحب علیگڈہ کی نسبت کیا کہتے ہو - جواب
پہلی ہی کچہہ گذارش ہوچکا ہے اور اب ہی عرض ہے کہ حضرت بانی کی خیال سی جائے خوف ہے
بانی لاثانی کی بلندی پرواز وخیالات سی خیال مین آتا ہی کہ آخر کو وہ اوسی کیطرف
رجوع کرجائیگا - اوسکی نیت غالبًا غالب آئیگی - جب تک ان ایک دو صاحبون کا قدم
ہی نماز کا سلسلہ باقی ہے کسی قدر اسلام کی بو پائی جاتی ہے - بانی کے بہر نمط ملاح وشکر گذار
علی العموم ہین - نیچر کے سب ممد ومعاون ہین - جبکہ ادنی تعلق دار نیچری خانصاحب بہلوی نیچری ہین

کہ اہل مدرسہ جسکو بڑا قوی تعلق بانی مدرسہ سے ہے وہ اکثر کیون زیر بار احسان و معتقد اپنے محسن کے ہونگے آخر حمیت انسانی بھی غضب ہوتی ہے - اِلّا ماشاء اللہ - نیچر سے ذرا آگے بڑھکر الحاد و دہریہ پن لگا ہوا ہے - اور جس نیت سے ولایت جاتے ہین اوسکا بھی اثر ظاہر ہے خود واقف انگریز بھی اوس اِرادہ کو بُرا سمجھتے ہین - اور اوسکا انتظام کرتے ہین - ایکطرف سے کچھہ عہدہ مرتبہ بڑہتا ہے تو قومیت و مذہب کی جانب سے آدمی کہٹتا ہے - اور اپنے گروہ سے کاٹا جاتا ہے - دخل و خرچ برابر ہو جاتا ہے - بہت سے اہل ولایت بھی اب یہان تماشا کرتے اور دُکھہ بھرتے اور گرمی مین تڑپ بھرتے ہین - البتہ بعض حیثیت و بعض اغراض و مطالب کے لئے ولایت جانا مفید ہے مگر ہر ایک جگہہ سے یہہ سفر ہوسکتا ہے - بلکہ مذہب مین پختہ ہو کر وہان جانا اور بھی بہتر ہے تا کہ بے سوچے سمجھے تقلید کورانہ کی عادت نہو - میری نزدیک طریقۂ تعلیم اندنون مسلمانون کے لئے وہ بہتر ہے جسطرح مذہبی عیسائی اپنے ہم مذہبون کو کرتے ہین - وہ صورت وہی قانون کافی ہے نئی ایجادات کی حاجت نہین - جیسے مشن عیسائی جاری ہین اسیطرح اسلامی مشن ضلع وار قسمت بقسمت مقرر کرنا چاہیے - اور اگر اسمین ابھی کچھہ دیر ہو تو پہلے یہہ شروع کرنا چاہیے کہ مدارس سرکاری ہی مین +غریب مسلمانون کو تحریص و ترغیب کے لئے امداد انعام و فیس وغیرہ کرنی لازم ہے - مدارس سرکاریمین اونکی ہیڈ ماسٹرون اور افسرون کی رپورٹ کی بموجب زر چندہ بیت المال سے ہرطرح کی مدد طلبا اسلام کے لئے دیجاوے اور جہان کہین مناسب ہو ایک مذہبی یونیورسٹی قایم کیجاوے جسکا کام یہہ ہو کہ طلبا مدارس سرکاری کے لئے سالانہ یا ششماہی سوالات امتحان مذہبی بہیجا کرے - اور حسب مدارج لیاقت وظیفہ و تمغہ وغیرہ سے اونکی اعانت کرے تا کہ وہ علاوہ تعلیم مدارس سرکاری کے

+ سرکاری مدارس مین مذہبی تعلیم کے باب مین ہم ایک مضمون بعنوان (مذہب عام تعلیم) عنقریب لکھنا چاہتے ہین اس مضمون مین ہم اس باب مین مدلل رائے دینگے -

صیغہ صحیح ضروریات مین بھی کوشش کیا کرین - یہہ صورت بہت مختصر و کفایت شعاری کے ہے اسکے لئے ہر اک قسمت و ضلع مین چندہ ملتفی ہو سکتا ہے اور اوسکے کار پرداز کچھہ عہدہ دار و رئیس ہر ایک ضلع مین مسلمان موجود ہین - اور یہہ طور نہایت ہی آسان ہے - اور افسران سررشتہ تعلیم بھی اسمین مددگار بخوشی ہونگے - پہر رفتہ رفتہ مستقل مشن متکفل تعلیم دینی و دنیاوی بھی قایم ہو سکتی ہے - اس رائے کو اکثر عقلا کے روبرو پیش کیا گیا سب مانتے ہین اور صاد کرتے ہین * بغیر اس طریقہ عام تعلیم کے ایک دو مدرسے سے ہندوستان کی جہالت دور نہین ہو سکتی اور بغیر تعلیم دینی و دنیاوی کے مسلمانون کو فقط الحاد یا نیچری تعلیم مفید عام نہین - بانی مدرسۃ العلوم نے جو دعوے کیا تہا اوسکے خلاف وقوع مین آیا اور بہت جلد اونکا مافی الضمیر ظاہر ہو گیا - پس اب مسلمانونکو صحیح طریقہ تعلیم معروضہ پر سلوک مناسب ہے -

---

راقم بندہ الفت حسین مدرس ٹرینںگ کالج لاہور

ان الدین عند اللہ الاسلام

کہان ہین ہمارے ذی جوش مسلمان - اور کدہر ہین ہمارے سچے منصف با ایمان - ذرا آئین - جو ہم کہتے ہین خیال مین لائین - اور ان ہی پر کیا منحصر ہے مخالفین و موافقین بھی بغض و عناد و تعصب سے خالی ہو جائین - منصفانہ نگاہ اور بے حسدی کے راہ سے ملاحظہ فرمائین - ہان لے ہوشیار - اور ای بہائیو خبردار -

صد ہزار شکر کہ ہر زمانہ اور ہر وقت اور ہر ملک مین جہان ظلمت کفر نے شیوع پایا - فوراً حضرت جل وعلے نے کسی نہ کسی طرح نور ایمان کو چمکایا - اور وہ ہر کوئی شخص پیدا کیا

لیطفئوا نور اللہ بافواھھم کا ظہور رہوا۔ ادہر جلوہ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون سے دل مومنین کو سرور ہوا۔ جہاں کوئی فرعون بے سامان دایرہ اعتدال سے بڑہ کر میدان مین آیا۔ فوراً کسی نہ کسی نے ہر فرعونے را موسیٰ کا مصداق بن جاکر دکہا یا۔

آجکل ہم دیکہتے ہین کہ ہر شخص اپنے خیالات خام کو اپنا مذہب سمجہنے لگا۔ اور ہر کندہ ناتراش اپنی کم بختیونکی بدولت برمورد ان الذین یومنون بالغیب سے اولجہنے لگا۔ جہان کوئی دو ایک حرف پڑہے کچہہ شدید ہوا ریز کرنے کے دیر نہ ستہے پر پُرزے جہاڑکے نئی نئی صدائین بولنے لگا۔ کرامات الاولیا اور معجزات الانبیا کے انکار مین مونہہ کہولنے لگا۔ خصوص حضرات نیچریہ نے اس تہوڑے عرصہ مین ایک تہلکہ مچا دیا۔ زمین آسمان سر پر اوٹہا لیا۔ وہ کون اعتقاد اسلام تہا جسکو انہون نے تسلیم فرمایا۔ وہ کون عقیدہ تہا جسکو انہون نے اپنی زعم مین نہ مٹایا۔

اول بنائے عالم کی جڑ حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے نکالے جانیکا قصہ ہے اور وہ منحصر ہی وجود شیطان پر۔ سید صاحب نے شیطان کا انکار کردیا۔ تو آپ بغرمائے یہہ پورا قصہ تشریف لیگیا یا نہین۔ ہم عرض کرتے ہین کہ اللہ جل شانہ نے اکثر مقام پر جو صاف صاف شیطان کا نام لیکر فرمایا ہے جیسے فاخرجھما الشیطان تو وہان حضرت اور حضرت کے متبعین شاید یہی کہینگے کہ انسان کا دل بحیثیتکہ مائل بہ خیر ہی اوسکو نفس مطمئنہ کہتے ہین اور بحیثیتکہ مایل بہ شر ہے اوسکو نفس امارہ کہتے ہین تو ان مقامات پر نفس امارہ ہی کو شیطان کرکے تعبیر کیا ہے والا شیطان کوئی نفس انسانی سے مغایر شئے نہین ہے۔ تو ہم عرض کرینگے آیت مذکورہ مین تو آپکی لولی لنگڑی تاویل بن جا ئیگی لیکن اس آیت میز کیا کہینگا جو شیطان کے شان مین وارد ہوئی ہی وکان من الجن بر تقدیر آپکے قول کے تو وہی نفس انسانی شیطان ہے اور یہان اللہ میان کو کیا جواب دیجئے گا جو صاف صاف فرما رہے ہین کہ شیطان جنون مین سے تہا۔ علاوہ احادیث کو ملاحظہ فرمائیے جنمین شیطان کا

اکثر مقامو نمین حضرت رسول کی خدمت مین حاضر ہونا ثابت ہوتا ہی بر تقدیر آپکے اعتقاد کے
تو انسان کے نفوس ہی شیطان ہین اس سے تو یہہ نکلا کہ شیطان ہر وقت خدمت نبوی مین
حاضر تہا تو تخصیص بعض وقت کی کسلیئے تہی اور کہان گئی۔

جناب سید صاحب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بت پرست فرمایا ہے (معاذ اللہ
عن ذلک) اللہ تعالے کلام اللہ مین جو حضرت ابراہیم کا بتو نکو توڑنا اور تمام قصہ بیان فرمایا
معلوم نہین کہ ملا زمان والا اسکا کیا جواب دینگے۔

کوہ طور کے تجلی آگ کو ملا زمان والا فرماتے ہین کہ طور کوہ آتش فشان تہا
اوسمین سے آگ نکلی تہی۔ ہم پوچہتے ہین کہ کوہ آتش فشان سے تو ہمیشہ تہوڑی تہوڑی
مدت کے بعد آگ نکلا کرتی ہے طور سے کبہی اور بہی آگ نکلی تہی۔ یا فرمائیے کہ کون سا ایسا
کوہ آتش فشان ہے جسمین سے ایک مرتبہ آگ نکلکر رہگئی اور پہر کبہی ایسا اتفاق نہوا۔

حضرت موسی کے لئے جو سمندر مین رستہ ہو گیا تہا اوسکو آپ فرماتے ہین کہ دریا
پہٹا نہ تہا بلکہ جوار بہاٹا آیا تہا۔ سبحان اللہ یہہ تو ایسی بات ہی کہ اسکی تکذیب بداہتہً اب
بہی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جوار بہاٹا اب بہی آتا ہے۔ کہین ایسا ہوتا ہے کہ آدمی پار اوتر جاے۔
بڑی تعجب کی بات یہہ ہے کہ سید صاحب بارہ کلکتہ تشریف لیگئے۔ اور اوسکو کسی ملاح سے
بہی نہ پوچہ لیا۔ علاوہ برین کلام اللہ مین وارد ہوا ہے واذ فرقنا بکم البحر
فرقنا کے معنے پہاڑا ہیںنے اور جوار بہاٹے مین تو پانی بڑہ گہٹ جاتا ہے۔ کہین کے جگہہ کوئی ہی
پہاڑنے کا لفظ بولتا ہے۔ یا آپ ہی سمجہ گئے۔

لے مین اب صاف صاف ظاہر کرتا ہون کہ مین چاہتا تہا کہ ع مردی از
غیب برون آید و کاری بکند۔ کا مضمون ظاہر ہو۔ اور کوئی صاحب ہمت و ذی لیاقت
ان مزخرفات کی تغلیط پر کمر باندہی۔ اور یہہ بہی مین بصدق دل جانتا تہا کہ کوئی صاحب
میرے حسب مطلب و مراد کے اس عہدہ کا سرانجام ضرور دینگے۔ کیونکہ حق تعالے ضرور

اپنے دین کا انتظام کسی نہ کسی کے ذریعہ سے دیتا رہے گا - آخر الامر مینے سُنا کہ پرچہ اشاعۃ السنۃ النبویۃ جناب مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری ادام اللہ مویدًا نے خاص امر معلوم کے سرانجام کے لئے جاری فرمایا - مین خالق ارض و سما کو گواہ کرتا ہون کہ اوسیوقت مجھکو تیقن ہوگیا کہ پس اب اللہ نے اپنے دین کی تائید بخوبی کی - کیونکہ مین مولانا صاحب ممدوح کی ذکاوت اور لیاقت سے پہلے ہی واقف تہا -

واہ مولانا مولوی محمد حسین صاحب واہ - جزاک اللہ - آج مینے پرچہ اشاعۃ السنۃ جلد ۵ نمبر ۴ کو دیکھا آپنے اسلام کی خوبیونکو امور دنیاوی مین بیان فرمایا ہے - اور منکرین کو جو جاندبہ خاک ڈالتے ہین خاک مین ملایا ہے - ای سبحان اللہ - اور جو تحریرین مولوی مہدی علی صاحب و بعض یوروپین مورخین کے آپنے نقل کی ہین وہ تو یقیناً تائید غیبی ہے - ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد -

اور جو جو پرچہ اشاعۃ السنہ کے مجھکو اوسلے اونکو بہی دیکھا اسمین شک نہین کہ ہر ہر جملہ اور ہر ہر فقرہ پر حمیت اسلامی جوش زن تہی - مگر مین کیا اور میری حمیت کیا کہان اتنا ممکن تہا کہ ایک تقریظ لکھکر نذر پرچہ کرون تو لیجئے وہ حاضر ہے - حق تعالے مسلمانون کو توفیق دے کہ دل و جان سے اس پرچہ کی معین ہونگے آمین ثم آمین -

---

الراقم آثم و احقر ابونعیم محمد عبد الحلیم منتظر

مذہب و معاشرت

جاننا چاہیے کہ بعثت انبیاء دراصل ہمارے ان حجابون کے رفع کرنے کے واسطے ہوئی ہے جو ہمارے مضمون مندرجہ اشاعۃ السنہ نمبر جلد ۴ صفحہ ۱۰۰ مین بیان ہوئی یعنے راہ حق اور رستہ نجات دکہانے کے واسطے -

چونکہ ہمارے ابدان کی ترکیب دو جوہرون یعنے جسم اور روح سے ہے اسلئے ہماری تعلیم بہی دو طرحکی ہونی چاہیے ایک متعلق ہمارے جسم کے دوسری متعلق ہمارے روح کے اور جس مذہب مین یہہ دو تعلیمین ہون وہ اون مذاہب سے اچہا ہوگا جنمین ان دونو تعلیمونکا لحاظ نہین - ہمارا مذہب مقدس اسلام اسی سبب سے کل مذاہب پر فخر کرسکتا ہے کہ اسمین دو طرحکے تعلیم کے وسایل اعلی درجہ پر مقرر کئے گئے ہین یہہ دعوی میرا بے دلیل نہین ہے اسلئے دلیل مین نے پہلے ہی بیان کردی ہے - اور کتابین تو ایسے مضامین سے بہری ہوئی ہین اور بیشک اگر غور اور توجہ کیجاوے تو یہہ مسئلہ اس دعوی کی دلیل ادنی توجہ سے ہر ایک منصف پر منکشف ہو سکتی ہے دیکہو جس مذہب مین شراب پینا اور سود لینا اور قمار بازی جایز ہونگی کیسی تکلیفین روحانی اور جسمانی اون لوگون کو پونچینگی جو مرتکب ایسے افعال شنیعہ کے ہونگے - اور جس مذہب مین معاشرت کی قواعد کا خیال ہی نہ کیا گیا ہو صرف اخلاقی یا روحانی تعلیم ہی اوسمین مدنظر رکہی گئی ہو تو وہ مذہب ہمارے واسطے جو مرکب دو جوہرون جسم و روح سے ہین کیونکر ذریعہ نجات ہو سکیگا - اور کیا تکلیف ہوگی اوس شخص کو جسکو کہا جاویگا اگر تیرا بہائی تجہے ایک طمانچہ مارے تو دوسری جانب اسکی طرف کردی تاکہ اور لگا دے - برخلاف اسکے جب یہہ کہا جاوے کہ مذہب مین واسطے قایم رکہنے سیاست کے حکم دیا گیا ہے کہ السن بالسن والجروح قصاص - اور روحانی اتحاد کے قایم رکہنے کے واسطے ارشاد ہوا ہے وان تعفو اقرب للتقوی - غرض کہ مقدس دین اسلام مین معاد اور معاشرت دونونکے احکام بیان کیے گئے ہین - اور یہہ مذہب ہمارے معاش و معاد کو درست کرتا ہے لیکن اسمین شک نہین کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے کئی اقسام ہین اون علوم کے اقسام جب تک یاد نہون ہر ایک کو مسایل کی واقفیت مشکل بلکہ محال ہے لہذا اوقات ایسی باتین پڑہونکو معلوم نہین ہوتی ہین ان بڑہ مجتہدون † کا تو کیا ذکر ہے

† اس سے حضرت نیچر یہ مراد ہین جو کسی علم دینی سے واقف نہین ہیں مجتہد بن بیٹھے ہین ۱۲ حاشیہ

علوم نبی صلعم کے دو قسم ہین اول احکام تبلیغی جنمین یہہ حکم ہے وما اتٰکم الرسول فخذوہ ومانھٰکم عنہ فانتھوا باب تبلیغ مین نبی صلعم جو حکم فرماوینگے اوس مین چون وچرا کی مجال نہوگی پہر اس قسم اول کے کئی انواع ہین - اول علوم متعلق بمعاد یہہ سب وحی کے ذریعہ سے ہین دوم علوم شرایع وعبادات یہہ احکام مشترک ہوتے ہین - بعض وحی سے اور بعض اجتہاد سے مگر نبی صلعم کا اجتہاد بہی بمنزلہ وحی کے ہوتا ہے سوم حکمت اور نصایح مطلق یعنے مصلحتین اور حکمتین وغیرہ جیسا کہ حسن اخلاق وبد اخلاقی وغیرہ یہہ سب امور اجتہادی ہین مگر ایسے اجتہادی کہ تعلیم الہی سے حاصل ہوئی ہین چہارم وفضایل اعمال - یہہ سب علوم بوسیلہ وحی ہوتے ہین (دوم قسم کا علم آنحضرت کا یہہ ہے کہ متعلق دنیاوی امور اور کاروبار روزمرہ کے ہو مثلاً یہہ کہنا کہ روٹی دس بجے کہایا کرو اور ایک وقت چاول اور ایک وقت روٹی کہایا کرو ان امور مین بیشک نبی صلعم نے فرمادیا ہے انما انا بشر اذا امرتکم بشیءٍ من دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشیءٍ من رائی فانما انا بشر† مگر ان دونون علوم مین تمیز نہایت مشکل ہے بیشک دین متین اسلام سے وہ شخص حظ اوٹہاتا ہے جو اس تفصیل سے پوری واقفیت حاصل کرے یا تابع ہو اس شخص کا جسکو اللہ نے یہہ ملکہ مرحمت فرمایا ہے حاصل یہہ کہ مذہب اور معاشرت ملی جلی ہوئی چیزین ہین - جیسا کہ پچہلی تفصیل سے واضح ہوتا ہے البتہ یہہ نہین کہا جاسکتا کہ کل کام جو ہماری معاشرت مین جایز ہین ہمارے مذہب نے انکو منع کردیا ہے - بلکہ یہہ کہا جاویگا کہ جو کام معاشرت کے منہی عنہ ہین ہمارے مذہب نے انسے روک دیا ہے سو وہ بیشک حسن معاشرت کے مخل ہین - پس یہہ کہنا کہ مذہب اور معاشرت جدا ہین صحیح نہوا بلکہ یہہ

† اس قسم کی پہچان اور اسکا قانون اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۴ مین بصفحہ ۹ موجود ہے -

کہنا کہ کل احکام نبی صلعم یا احکام قرآن صحابہ کی صلاح او مشورہ سے ہوتے ہے اور وہ ایسے
ہین جیسا کہ کوئی بادشاہ اپنے امیرونکی صلاح سے اپنی رعیت اور ملک کے انتظام کے واسطے
مقرر کرتا ہی یا یہہ کہ اخبار و قصص قرآنی لاطایل او رمہا بہارت کی کہانیان ہین کفر کی کلمہ ہین
میرا مطلب اس مضمون کے بیان سے فایدہ رسانی اور اپنی سمجہہ کا اظہار او ظاہر
کرنا اس امر کا ہے کہ انرایبل سید احمد خانصاحب بہادر ستی اس آی کا مضمون مذہب
و معاشرت بدت ہوئی ہین نے تہذیب الاخلاق مین دیکہا تہا اگرچہ اسوقت وہ کتاب
میرے سامنے نہین ہے مگر رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبرہ جلد ۴ جسمین مضمون مذہب و معاشرت
تہذیب الاخلاق منقول ہے میرے سامنے رکہا ہوا ہے - اس رسالہ مین جو کچہ اس باب مین لکہا ہی
مجہسے اسکو توافق کلی ہی - خدا تعالے اس رسالہ سے اہل اسلام کو فایدہ پہنچائے
او رمولف رسالہ (مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب) کو جزائے
خیر دے - آمین ثم آمین

راقم غلام اللہ بن مولانا غلام رسول مرحوم قصوری -

معذرت

یہہ مضمون اور اس سے پہلے دو نون مضمون مدت بغرض اندراج ہمارے پاس پہنچے
ہوئے تہے التوا و توقف طبع رسالہ کے سبب یہہ بہی ملتوی رہے اخر بمشکل اس مہینے
مین اشاعت پائے - بعض احباب کے مضامین جو اسکے پیچہے پہنچے تہے وہ اس رسالہ
مین درج نہو سکے انشاءاللہ تعالے نمبر ائیندہ مین درج ہونگے -

اطلاع دسمبر ۸۱ سے محصولڈاک رسالہ ڈاکخانہ مین نقد داخل کیا گیا ہی اسلئے
ہر مہینے مین ایک پرچہ بلا ٹکٹ بہ مہر سرخ روانہ ہوا کریگا - اور جو پرچہ ایک سے زاید کسی
مہینے مین نکلا او سپر معمولی ٹکٹ ثبت ہوگا خریداران اس اختلاف سے تعجب نہ کرین -

یہہ رسالہ جنوری ۱۸۸۲ء مین چہپا

صفحہ نمبر ۳۱۴ سے لایق توجہ گورنمنٹ و اعیان مذہب

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر دہم — جلد چہارم

معہ

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ذیقعدہ ۱۲۹۸ھ مطابق اکتوبر ۱۸۸۱ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب: درجہ	درجات و مراتب: مرتبہ		قیمت سالیانہ: بابت رسالہ	قیمت سالیانہ: بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس۔	للعہ	سے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عالیہ غنیا و لائبریری و سوسائیٹی ہا	۵عہ	سے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	سے	عہ ۸
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھین اور سالانہ پیشگی داخل کرین	سے	۱۲
۵	للّٰہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نرکھین مگر علمیت رکھین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعاء خیر

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا۔ اِسکی وجہ یہہ ہی کہ ضمیمہ کی بہت باتونکی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہی لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب براری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے ÷

۲۔ جنکے نام اصل رسالہ یا اُسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اُسی مہینے سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس مہینے کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ اصل رسالہ یا صرف ضمیمہ واپس کرین +

۳۔ خط و کتابت متعلق پرچہ۔ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل کے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہی۔ ÷

راقم ابو سعید محمد حسین۔ لاہور۔ محلہ سید مٹھا

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

کیا اشاعۃ السنہ کا دیر سے نکلنا ناظرین و خریدارون کی قلت رغبت و نادہندگی قیمت کا موجب ہو سکتا ہے ؟

یہہ رسالہ اگر ملکی اخبار ہوتا اور ملکی حالات و واقعات سے بحث کرتا تو اسکے مقرری وقت سے ادنی تجاوز کا بہی اُن امور کا موجب ہونا ضروری تہا۔ کیونکہ ملکی حالات و واقعات کا تازہ بتازہ علم ملک کے لیئے اُن نتایج و اغراض کا مثمر ہو سکتا ہے جو اخبارون سے مدنظر و مطلوب ہوتے ہین ورنہ وقت گذر جانیکے بعد ایک کسی امر کا علم مشت بعد از جنگ کے مشابہ ہوتا ہے اور وہ اخبار جسکے ذریعہ سے وہ علم حاصل ہو تقویم پارینہ کا مصداق بنجاتا ہے۔ مگر جسحالت مین یہہ رسالہ ملکی حالات و واقعات سے بحث نہین کرتا بلکہ اُن مسایل دین سے بحث کرتا ہے جو توقف و تطاول زمانہ سے پارینہ نہین ہوتے تو پہر اسکا دیر سے نکلنا اُن امور کا موجب کیونکر ہو سکتا ہے۔ بلکہ سچ پوچہو تو اسکا یہہ توقف والتوا مزید اشتیاق و فور رغبت شایقین کا موجب ہونا چاہیئے ؎

دیکہو روزہ دار کو دن بہر کی انتظار کے بعد کہانا ملتا ہے تو وہ اس سے کیا حظ اُٹہاتا ہے۔ جمعہ سات روز کے وقفہ سے آتا ہے تو اپنے شایقین کو کیا لُطف دکہاتا ہے۔ عید کا چاند سال کے بعد آتا ہے تو اسکا نظارہ اور ہی سرور و حلاوت بخشتا ہے +

یہی حال شایقین و ناظرین اشاعۃ السنہ کا ہونا چاہیئے جب وہ بعد انتظار اُن کو جلوہ دکہاے بشرطیکہ اسکے مشاہدہ جمال سے انکو حلاوت ایمانی و فرحت روحانی حاصل ہوتی ہو۔ اور جنکو یہ کیفیت حاصل نہین انکو اسکا متواتر وصال بہی صحبت ناجنس و راکب و بال ہے پہر انکو دیر رسی کی شکایت ہی کیا ہے۔

مصلحت دین اشاعۃ السنہ کے ساتہہ ہمکو کیون زیر بار مصارف طبع رسالہ کرتے ہین۔ وہ لوگ صورت و لحاظ کو کام مین ہمکو اس زیر باری سے

بقیہ مبحث اثبات نبوت

تتمہ مقدمہ سابعہ

(جسکو نمبر سابق مین حضرت کاتب نے مقدمہ سابقہ لکہا ہے ناظرین اسکو درست کرلین)

[اس مقدمہ سابعہ مین باوجود اشکال کے کسی قدر طول بہی ہوگا اشکال کا علاج توہم شروع مقدمہ مین بتا چکے ہین۔ طوالت پر ناظرین معطاف فرماوین۔ اور اس مبحث کی معانی و مبانی کو خیال مین لاوین اور بہیداد دین کہ ایسے معانی مختصر الفاظ سے کیونکر ادا ہوسکتے ہین۔؟]

اور اگر ہم یہ خیال کرتے ہین کہ وہ صفات انسان کی خوبصورتی اور اسکے خط وخال کی خوش رنگی ہے توہمکو یہ خیال آتا ہے کہ یہہ صفات تو انسان کی نسبت پھولون اور پتون مین بڑہکر موجود ہین۔ پس چاہیے کہ انسان ان چیزون کو بدرجہ اول کہا جاوے اور اگر یہہ سوچتے ہین کہ وہ صفات انسان کا کھانا پینا غضب و شہوت وغیرہ ہین تو یہ بھی سمجھہ مین آتا ہے کہ یہہ صفتین انسان سے بمراتب زاید ہاتھی۔ گھوڑے۔ گدہے۔ شیر۔ بہیڑیے۔ خنزیر۔ بندر مین پائی جاتی ہین۔ پس اگر انسانیت کثرت شہوت سے عبارت ہے تو بندر انسان کامل ہے جو اس صفۃ مین سب سے بڑہکر ہے۔ اسکے بعد خنزیر وغیرہ سانڈ جانور۔ اور اگر پہاڑ کھانا مار ڈالنا انسانیت کے کام ہین تو شیر بہیڑیا انسان کھلانے کے زیادہ مستحق ہین۔ اور اگر بہت کہانا انسانیت ہے تو ہاتھی سب سے زیادہ اس نام کا استحقاق رکھتا ہے حالانکہ ان سب حیوانات کو باوجود کمالیت صفات مذکورہ کے کوئی انسان نہین سمجھتا ؎

اِن سب صفات سے برتر **بعض صفات** ہم انسان مین ایسی ہی پاتے ہین جو بادی الرائے مین حیوانات وجمادات مین پائی نہین جاتی - جیسے عجیب عجیب صنعتین بنانا بہادری وغیرہ اخلاق فاضلہ کا محل ہونا -

عامہ خلائق جنکو صرف **بادی الرائے** پر نظر ہوتی ہے اِن ہی صفات کو مناط انسانیت سمجھتے ہین - اسیواسطے جمہور خلائق اِن ہی صفات کے تحصیل و محافظت مین شب و روز سرگرم ہین اور جنمین یہہ صفات ہین وہ انسان کامل خیال کئے جاتے ہین مگر تعمق و **غور نظر** سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ صفات بھی مدار و مناط انسانیت نہین ہین -

اِن صفات کا کچھہ نہ کچھہ اثر و اصلیت اور حیوانات مین بھی پائی جاتی ہے **مثلاً** بہادری کی اصلیت غصہ کرنا اور انتقام کا طالب ہونا اور سختی و ہلاکت کی جگہہ ثابت قدم رہنا ہی سو بہتیرے حیوانات مین پایا جاتا ہے - عجائب صنعتین بھی بعض حیوانات سے سرزد ہوتی ہین **دیکھو** بیا کیسا گہر بناتا ہے جو انسان سے بجز تکلیف بن نہین سکتا **شہد** کی مکھی بلا پرکار و صناعی آلات کے ایسا مسدّس چھتا بناتی ہے جو انسان سے بدون آلات تیار ہونا مشکل ہے - اُسکے نظایر اور بہت ہین جنکا ذکر اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۲ مین گذرا ہے - **بلکہ** مدار و مناط انسانیت اور ہی امور وصفات ہین جن سب کا مال و مرجع اسکی **دو صفتین** ہین - **ایک قوت عقلیہ** جو ادراک کلیات سے عبارت ہے اور اُسی کی نظر سے انسان کو ناطق یعنے مدرک کلیات **کہا** جاتا ہے - اِس قوت کی دو شاخین ہین **ایک** وہ جسکو نظام بشری واسباب دنیا وی سے تعلق ہے اور اِن ہی کے متعلق اِس نظام بشری و دنیاوی سے قواعد وضوابط استنباط کرنا اِسکا کام ہے **دوسری شاخ** وہ جسکو غیب الغیب سے تعلق ہے اور ہمور و علوم وضوابط وہبی ہونا اسکا فعل ہے ؛

دوسری قوت عملیہ ہے اِسکی بھی **دو شاخین** ہین **ایک** اعمال کو بطریقہ ارادہ واختیار†

† ارادہ اختیاری جسکی ترک بھی اختیاری ہو - نہ طبعی جسمین ترک واخذ دونون اضطراری ہوتی ہین -

وجود مین لانا جس سے عمل انسانی کو بہایم وحیوانات کے افعال سے تمیز ہوتی ہے۔

ہر چند حیوانات وبہایم بہی عمدہ عمدہ افعال کرتے ہین چنانچہ ابہی ہم ذکر کر چکے ہین مگر وہ جو کچھہ کرتے ہین طبعاً واضطراراً کرتے ہین۔ ارادۃ واختیاراً نہین کرتے اسپر یقینی دلیل یہہ ہے کہ انسان جو فعل کرتا ہے اسکا اثر و رنگ اسکے دل مین پیدا ہوتا ہے بخلاف حیوانات وبہایم کے کہ وہان اثر و رنگ پیدا نہین ہوتا۔ انسان جس کام کو اچہا سمجھکر کرتا ہے اس سے اسکے دل پر فرحت و نورانیت وسرور پیدا ہوتا ہے اور جس کام کو وہ برا سمجھکر عمل مین لاتا ہے اس سے اسکے دلپر ظلمت وکدورت پیدا ہوتی ہے اور یہہ امر حیوانات وبہایم سے مشاہدہ مین نہین آتا۔

دوسری شاخ قوت عملیہ کی روحانی حالات وعالی مقامات ہین جیسے اپنے خالق سے انس ومحبت رکھنا اسپر بہروسا کرنا وعلی ہذا القیاس۔

ان دونون صفتون اور اسکے شاخون کا صرف انسان مین (نہ اسکے ہمجنس اور حیوانات مین) پایا جانا مشاہدہ وتجربہ سے ثابت ہے اسلئے انکا اثبات وبیان دلایل انسانون کے لئے چندان ضروری نتہا۔ مگر چونکہ اکثر انسان بہیمی حجابون مین مستور ہوکر اپنی انسانیت سے غافل ہین۔ اسلئے ان صفتون اور انکی شاخون کے وجود پر ان لوگون کو آگاہ کرنا ضروری ہے

قوت عقلیہ وعملیہ کی پہلی دونون شاخون کے وجود پر انسانکا طرز تمدن وطرز معاشرت گواہ ہے ہم صاف مشاہدہ کرتے ہین کہ اگرچہ انسان کہانے۔ پینے۔ مباشرت کرنے۔ سردی کے وقت دہوپ مین بیٹہنے۔ آگ تاپنے اور گرمی کے وقت سایہ مین بیٹہنے وغیرہ طبعی کامون مین اور حیوانات سے مشارکت رکہتا ہے مگر وہ ان سبہی کامون مین اور حیوانات سے تین امور مین امتیاز رکہتا ہے اول یہہ کہ ان کامون کے لئے اسکے دل مین باعث ومحرک ایک کلی رائے پیدا ہوتی ہے جو ان کامون کا نشیب وفراز وانجام وآغاز اسکو بتاتی ہے مثلاً کہانے مین یہہ رائے کلی پیدا ہوتی ہے کہ کہانا پینا زیست انسان کا مدار ہے جو شخص کہانا نہین

کہاتا وہ کوئی کام کر نہین سکتا۔ مباشرت مین یہہ راے کہ انسان کی صحت شخصی وحفظ نوعی اسپر موقوف ہی جو انسان وقت ضرورت اس سے معطل رہتا ہے وہ ذاتی نقصان بہی پاتا ہے اور نسل انسانی کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ اس طرح کی راے کلی حیوانات کے طبعی افعال مین پائی نہین جاتی† - انکو صرف طبعی جذبات ومخصوص حرکات ان افعال پر باعث ہوتے ہین **مثلاً** کہانے پینے پر باعث صرف بہوک وپیاس ہوتی ہے جسکے ساتھ کوئی نفع ومنفعت کلی اُنکے خیال مین نہین ہوتی۔ جوڑہ کیطرف متوجہ ہونے پر صرف شہوت باعث ہوتی ہے اسمین غایتہ ومصلحت کلی انکی سمجھ مین نہین آتی۔

† اگر حیوانات کے افعال مین باعث ومحرک کوئی راے کلی پائی جاوے تو ضرور ان افعال کا اثر ورنگ انمین پیدا کرے مگر ہم یہہ اثر حیوانات مین نہین پاتے۔ پرندہ یا چرندہ جانور جب کسی دام مین پہنستا اور صدمہ اُٹہاتا ہے تو اس سے کوئی عام نتیجہ نہین نکالتا۔ اسیواسطے اگر اسکو اس دام سے چہوٹکر پہر اس دام کے پاس آنے کا اتفاق ہوتا ہے تو اسمین مبتلا ہوجاتا ہے اور دوسرا جانور جو ہنوز دام مین نہین پہنسا اسکو دیکہہ کر اس سے نتیجہ نہین نکالتا اور اس دام سے نہین بچسکتا۔ **اگر کہو** کہ بعض انسان بھی ایسے ہوتے ہین کہ جس کام مین وہ نقصان پاتے ہین یا کسیکو نقصان پاتے ہوئے دیکہتے ہین اس سے بچ نہین سکتے تو اسکا **جواب** یہہ ہے کہ وہ انسان بھی اُن جانورون سے بڑہکر نہین ہین **ہان** اِنمین اُنمین اتنا فرق ہے کہ انمین نتیجہ نکالنے اور بچ جانیکا مادہ وطاقت ہی انکی انسانیت سی بہیمیت کا پردہ کہلے تو وہ اس مادہ سے کام لے سکتی ہین بخلاف اُن جانورون کے کہ انمین یہہ مادہ ہی نہین ہے اور وہ اس سے کبہی کام نہین لیسکتے جو لوگ انسان کے سوای اور حیوانات کیلئے نفوس وادراک کلی تجویز کرتے ہین وہ بعض حیوانات کے افعال کو قوانین وضوابط پر مبنی بتاتے اور اُن قوانین کو بیان کرتے ہین چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۲ مین بصفحہ ۸۴ انکے اقوال کی تفصیل منقول ہے مگر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قوانین وضوابط ان ہی لوگون کی عقل کی استنباط ہین جیسے کوئی دانشمند دوسرے کے قول وفعل سے بعد الوقوع ایسے نکات نکالتا ہی جنسے اس

انسان کو اپنے افعال مین بعض اوقات ایسی بھی کلّی رائے باعث و محرک ہوتی ہی جسمین اُسکی طبعی غرض کچھہ دخل نہین رکہتی بلکہ اس غرض طبعی کی اسمین مخالفت پائی جاتی ہے اور اُسکو صرف مصلحت عام واصلاح و تہذیب نظام مدنظر ہوتی ہے جیسے خود بھوکے رہنا۔ اور اپنا کھانا دوسرے محتاج کو جو اس سے زیادہ مضطر و ہلاکت کا خوف رکھتا ہو دیدینا۔ یا اپنی شہوت کو غیر محل مین نہ نکالنا وعلی ہذا القیاس +

امر دوم یہہ کہ وہ اپنے کام مین شایستگی بھی مدنظر رکہتا ہے یہہ امر بھی حیوانات مین پایا نہین جاتا۔ انکو صرف دفع ضرورت و قضاء حاجت طبعًا مطلوب ہوتی ہے۔ انسان حاجت روائی سے علاوہ اپنی کار آمدنی چیزون مین یہہ بھی چاہتا ہے کہ اسمین اُسکی انکھ کو ٹھنڈک اور دلکو لذت حاصل ہو۔ اسی خیال سے عورت خوبصورت چاہتا ہے۔ مکان عمدہ و بلند۔ کہانا لذیذ و لباس فاخرہ حیوانات کو اس امر کا خیال نہین ہوتا +

امر سوم یہہ کہ وہ ان ضوابط و قواعد حسن معاشرت کو دوسرے بنی نوع سے اخذ کرتا ہے اور نوع انسانمین افادہ واستفادہ تعلیم و تعلم ضوابط جاری ہے۔ ضبط قواعد و استخراج نتایج اگرچہ انسان کا نوعی خاصہ ہے مگر اسکا تحقق و وجود اس نوع کے بعض افراد مین ہوتا ہے نہ سبھی افراد مین۔ اور نوعی احکام ایسے بہت ہوتے ہین جو صرف بعض افراد مین پائے جاتے ہین۔ دیکھو شہد کی مکھیون مین صرف ایک مکھی (یعسوب نامی) جو سردار کہلاتی ہے اپنے نوع کی تدبیر و سیاست کرتی ہے۔ یہہ امر باوجودیکہ اسکا خاصہ نوعی ہے ہر ایک مکھی کو حاصل نہین۔ دور کیون جاؤ انسان ہی کے اور خواص نوعی دیکھہ لو۔ جبن و شجاعت و عقل و حماقت و خیاطت و کتابت وغیرہ انسان کے خواص نوعی ہین۔ مگر سبھی انسان نامرد و بہادر و ذکی و احمق و درزی

بقیہ حاشیہ صفحہ شخص کو شعور بھی نہین ہوتا اُن قوانین و ضوابط کے حیوانات کے خیال مین موجود ہونے پر کوئی دلیل قایم نہین ہی اور اسکے نفی پر وہ کامل دلیل موجود ہی جو ہمنے بیان کی ہی کہ اگر افعال حیوانات کے اصول و ضوابط ان کے خیال مین ہوں تو ضرور ان کا اثر و رنگ انمین پیدا ہو جس سے یقینًا ثابت ہوتا ہی کہ حیوانات کے لئے عقل و نفس ناطقہ وادراک [illegible]

دکانات نہین ہوتے +

بناءعلیہ بعض انسان اس قدر عقل رکھتے ہین جس سے وہ خود اپنے کامون کے لئے قواعد وضوابط کلی متصور کرلین اور بعضے ایسے ہین جنکے دل مین ضوابط کا خیال گذرتا ہے مگر وہ اپنی عقل سے استنباط نہین کرسکتے - یہہ لوگ جب کسی دانشمند کو سنتے ہین کہ اس نے کارآمد فی ضوابط وقواعد مقرر کئے ہین تو اون کو دل سے قبول کرتے ہین اور دانتون سے مضبوط پکڑتے ہین کیونکہ انکو اپنے خیالی اور اجمالی ضوابط کے موافق پاتے ہین - اسکی تشریح ایک مثال سے کیجاتی ہے -

بعض آدمی جنگلی (یا وحشی) بہوکے اور پیاسے ہوتے ہین اور کھانا یا پانی نہین پاتے تو نہایت تکلیف اوٹہاتے ہین اور کھانے پینے کی کوئی سبیل نہین پاتے پہر ایک دانشمند شہری واقف کار کو دیکھتے ہین کہ جب وہ اسی بہوک وپیاس مین مبتلا ہوتا ہے تو کھانے کے لئے اناج تلاش کرتا ہے پھر اسکا بیج بوتا ہے پہر اسکو پانی دیتا ہے پہر کھیتی پکنے کے وقت کاٹتا ہے پھر غلہ کو بھس سے جدا کرتا ہے پھر اس غلہ کو وقت حاجت کے لئے سنبھال رکھتا ہے اور پانی کے لئے کنواں کہودتا ہے یا چشمے اور نہرین تلاش کرتا ہے - اور پانی رکھنے کے لئے مٹکے ٹہلیا مشک وکوزہ بہم پہنچاتا ہے - پہر جب وہ تجربہ سے جان لیتا ہے کہ اگر وہ کچا اناج اور ناپختہ بقولات کھائیگا تو اسکا معدہ درد کریگا تو اس اناج کے لئے پیسنا پکانا تجویز کرتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس سبہی کامون کے قوانین وضوابط مقرر کرتا ہے پس وہ جنگلی (یا وحشی) اس دانشمند شہری کے ضوابط وقوانین کو بدل باور کرتا ہے - اور انکے سیکھنے اور عمل مین لانے مین دل سے کوشش کرتا ہے - اسی طریق سے بڑی بڑی شہرون اور آبادیون مین ضوابط وقوانین پائے جاتے ہین جو اب کمال شہرت کو پہنچ گئے ہین اور انپر جمہور خلائق متفق ہین - ایک زمانہ مین وہ نہایت کم تہے اور بعض بالکل نتھے - اسبات پر اکثر معمورات زمین خصوصاً یورپ کے ابتدائی حالات اور اس زمانہ تہذیب وترقی کے حالات کا باہم مقابلہ کرنا یقین دلاتا ہے +

پہلے تلینون امر انسان کے طبعی الہامات سے مل جل جاتے ہین جیسے سانس لینی سے (جو طبعی وضروری امر ہے) اسکو چھوٹا یا بڑا کرنا ملجاتا ہے -

پھر یہ تلینون امر (لوگون کی مزاج اور عقلون کے مختلف ہونے کے سبب) لوگون مین مختلف طور پر پائے جاتے ہین کسی مین کامل کسی مین ناقص کسی مین متوسط اسیوجہ سے جو کام ودنیاوی انتظام ان امور کے ذریعہ سے لوگ کرتے ہین مختلف ہوتے ہین - ان مختلف انتظامون کے درجات ومراتب بیشمار ہین پر ہم بغرض افہام ناظرین انکے **دو حدین** بیان کر دیتے ہین بقیہ درجات کو ناظرین خود قیاس کر سکتے ہین +

ایک وہ حد جس سے کسی جگہہ کے لوگ خواہ کیسے ہی چھوٹی بستیون اور پہاڑون اور جنگلون کے رہنے والے ہون خالی نہین ہوتے جیسے بول چال وباہمی تخاطب کے لئے سیدھے ٹیڑہے الفاظ واصطلاحات مقرر کرنا جسطرح ہو سکے کھیتی کرنا درخت لگانا کنوئین کھودانا - جانورون کو قابو مین لا کر انسے کام لینا برا بھلا جھونپڑا یا چھپر رہنے کے لئے بنالینا اچھا برا کپڑا یا کمبل اوڑہنے کو بنوالینا - اپنی غرض کے موافق جورو کر لینا - جیسی بن پڑے بچون کی تربیت وتعلیم کرنا - اپنے تنازعات ومعاملات کے تصفیہ کے لئے کوئی سردار یا منصف بنالینا وعلی ہذالقیاس اس حد کو **ادنی** یا ابتدائے **حد نظام** کہا جاتا ہے +

دوسری حد وہ جو بڑے بڑے شہرون اور شایستہ ملکون مین پائی جاتی ہے جہان لوگ بکثرت رہتے ہین جنمین بڑے بڑے تجربہ کار ہوشیار ہوتے ہین وہ ان سبھی کامون کو جو حد اول مین مذکور ہوئی تہذیب وشائستگی سے کرتے ہین اور انکے اصول وقواعد بھی عمدہ بناتے ہین - جنکی تفصیل اسمقام مین محض تطویل ہے - ہر ایک کام زراعت - تجارت اکل وشرب - لباس سکنا کہنا - تربیت اولاد - صحبت ابنای جنس - سکونت - سیاست - ریاست حکومت - صناعت وغیرہ مین شایستگی وترقی مہذب شہرون اور ولایتون کے رہنے والون کی کس وناکس پر عیان ہے - اس حد کو **اعلی** یا درجہ دوم کی **حد نظام دنیاوی** کہا جاتا ہے

پھر ہم یہہ بھی دیکھتے ہین کہ اِن امور ثلثہ اور اُن انتظامات (جو اِن سے متفرع ہین) کے اصل اصول پہ سبھی لوگ شہری دیہاتی حضری بدوی متفق ہین کسی اقلیم کے لوگ (جو صحت اعتدال پر ہین) اِن امور و انتظامات کے اصل اصول سے مخالف نہین ہین۔ کسی کو اختلاف ہے تو صرف اُنکی کیفیت یا کمیت مین ہے مثلاً نعش مُردہ کو زندون سے الگ کرنا اتفاقی امر ہے اور اسکا اصل اصول بدبو سے بچنا اور مُردہ کی شرمگاہ کو ڈہانکنا بھی اتفاقی ہے۔ اختلاف ہے تو اسکی کیفیت مین کوئی یہ امر مُردہ کو جلانیسے عمل مین لاتا ہے کوئی دفن کرنیسے کوئی دریا بُردہ کرنے سے۔ ایساہی چوری کرنا اتفاقاً بد ہے۔ اختلاف ہے تو اسمین ہے کہ چوری کی حد کیاہے اور سزا کیا۔ وعلی ہذا القیاس زنا وغیرہ کو سمجھنا چاہئے *

بعض لوگون کا اِن امور و اصول کے برخلاف زنا کرنا چوری کرنا اس اتفاق مین خلل انداز نہین ہوسکتا ہے کیونکہ ان لوگون مین بعض تو مسلوب الحواس و مجنون ہین (جو قوات اعتدال انسانی کے سبب بھایم سے ملحق ہین) اور بعضے جو ہوش حواس کے ساتھ یہ کام کرتے اور دیدہ و دانستہ بھایم بنتے ہین وہ اپنے دل سے خود جانتے ہین کہ یہہ فعل بدہے جو کسی کی بہو یا بیٹی سے زنا کرتا ہے اگر اُسکی بہو یا بیٹی سے کوئی زنا کرے تو دیکھو اُسکو کیسا بُرا معلوم ہوتا ہے اور اسپر وہ کیسی غیرت کرتا ہے *

اِس تفصیل سے ثابت ہوا کہ نوع انسان مین قوت عقلیہ و عملیہ کے پہلی دو شاخین موجود ہین جنسے وہ اور حیوانون سے امتیاز و خصوصیت رکھتا ہے۔

اَب رہی اسکی **دوسری دو شاخین** قوت عقلیہ و عملیہ وہ بھی مشاہدہ حال انسان سے ثابت ہین۔ ہم صاف مشاہدہ کرتے ہین کہ بعض انسان ایسے علوم و قوانین بیان کرتے ہین جنکو ظاہری نظام دنیاوی سے اخذ نہین کیا جاسکتا۔ اور خواہ کیسی ہی قوت فکری و استنباطی صرف کریں اس نظم دنیوی مین اُن علوم کا سُراغ نہین ملتا۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اُن علوم کا القاء انسان پر غیب الغیب سے بطریق وہب ہوتا ہے اسکا تفصیلی بیان مقدمہ سیادسہ

کُفر و کافر

(اس مضمون مین ہمکو اس کفر سے بحث نہین جو مذہب اسلام کے مخالف مذاہب پر اطلاق کیا جاتا ہے بلکہ اس کفر سے بحث ہے جسکا اہل اسلام کا اپنے ہی گھر مین خرچ ہے ایک مسلمان دوسرے کو بعض افعال و اقوال و اعتقادات کے سبب جنکو اپنے خیال مین کفر سمجھتا ہے اس کفر کا خطاب دیتا ہے)

لفظ کفر (چنانچہ بیضاوی و قاموس وغیرہ مین ہے) اصل لغت عرب مین کاف کی زبر ہے اور اسکے لغوی معنے ستر اور ڈہانکنے کے ہین۔ اسی معنے کیرہ زمیندار کو جو زمین مین تخم زراعت کو چھپاتا ہے کافر کہا جاتا ہے اور رات کو جو ہر چیز کو اپنی تاریکی مین ڈہانک لیتی ہے نیز کافر کہا جاتا ہے [illegible] پہل کے خوشہ یا غلاف کو کافور اور دریا اور بڑی نہر اور بڑے جنگل اور سیاہ بادل کو کافر کہا جاتا ہے۔ انمین بھی سبہی چیزین ڈہکی ہوئی ہوتی ہین۔

> والکفر لغة ستر النعمة واصله الکفر بالفتح وهو الستر ومنه قیل للزراع واللیل کافر ولکمام الثمرة کافور۔ (بیضاوی)
>
> کفر علیه یکفر غطاه والشيء ستره۔ والکافر اللیل والبحر والوادي العظیم والنهر الکبیر والسحاب المظلم والزراع۔ (قاموس)

اسی معنے کی مناسبت سے لغت مین کفر بمعنے انکار بھی مستعمل ہے منکر نعمت کو کافر کہا جاتا ہے ایسا ہی ہر چیز (الہی ہو خواہ آدمی) کی منکر کو کافر کہا جاتا ہے۔

> کفر نعمة الله جحدها۔ کافر جاحد لنعم الله۔

اسی محاورہ سے کفار عرب نے دین سے انکار کو کفر سے تعبیر کیا ہے اور اسکو خوشی و فخر سے اپنی طرف منسوب کیا ہے چنانچہ انکا انبیا کو یہ کہنا (کہ جو تم لیکر آئے ہو ہم اس سے کافر ہین) سورہ روم و حم سجدہ مین منقول ہے

> قالوا انا کفرنا بما ارسلتم به۔ ابراهیم ۲۶
>
> فانا بما ارسلتم به کافرون۔ حم السجدة ۲۶

اسی محاورہ سے انبیاء اور مومنوں نے باطل الہوں اور جہوٹے معبودون سے انکار کرنیکو کفر کہا اور اسکو بخوشی اپنی طرف نسبت کہا چنانچہ ابراہیم اور انکے اتباع نے اپنے وقت کے کافرون سے کہا

> اذ قالوا لقومهم انا برآؤ منکم ومما تعبدون من دون الله۔ کفرنا بکم (الممتحنة ۱)

کہ ہم تمہارے معبودوں سے بیزار و کافر (یعنی منکر) ہیں۔
اور خود خدا جل و علی نے اپنے مومن بندوں کو باطل معبودوں سے کفر کرنیکا حکم دیا چنانچہ فرمایا ہے

ومن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسك بالعروۃ الوثقی۔ البقرہ ۲۴۶-	جسنے طاغوت سے کفر کیا اور خدا پر ایمان لایا اُس نے مضبوط رسی کو ہاتھ مارا

اور اصطلاح شرع میں کفر دین اسلام سے انکار کے معنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کو جو اُن سے بطور تواتر و یقین ثابت ہو نہ ماننے کا نام ہے جسکا لازمہ و حکم دائرہ اسلام سے خروج اور عذاب جہنم میں خلود ہے۔ اِس معنی اصطلاحی پر نقل و دلیل اور ان باتون کی (جنکے انکار سے یقینا آنحضرت کی تکذیب لازم آتی ہے) تمثیل و تفصیل اشاعۃ السنہ جلد ۳ مین بضمن مضمون (التفرقہ بین الاسلام والزندقہ) بخوبی ہو چکی ہے جسکو ملاحظہ سے تکذیب و تکفیر کا عمدہ قانون معلوم ہوسکتا ہے اس مقام مین صرف اس قدر بیان مقصود ہے کہ شرع اور اہل شرع مین ہر جگہہ کفر کا اطلاق اسی معنے اصطلاحی سے ہوا ہے یا کہین اس سے اور معنی بھی مراد ہین۔

قرآن و حدیث مین غور و تتبع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مواضع مین تو لفظ کفر کا اطلاق اسی معنی اصطلاحی سے ہوا ہے مگر بعض مواضع مین اِس لفظ کفر سے یہ معنی اصطلاحی مراد نہین ہین بلکہ اس کفر کے معنی لغوی کفران نعمت یا کفر عملی جسمین یہ کفران نعمت پایا جاتا ہے مراد ہین۔

ہر چند کلام و خطاب شارع مین معنی اصطلاحی معنی لغوی سے مقدم ہیں اور وہی لفظ شارع کے حقیقی معنے ہین مگر جس محل مین معنی اصطلاحی کے مراد ہونے سے خود کلام شارع مانع ہو وہان لغوی معنی مقدم ہین اور وہی کلام شارع کے حقیقی معنی ہین۔

جو لوگ ان باتوں کو نہین جانتے وہ شارع کے بعض افعال و اقوال کو کفر کہنے سے ان افعال و اقوال کو حقیقی و اصطلاحی کفر پر محمول کرتے ہین۔ اور ان کے مرتکبین کو خواہ وہ مسلمان

مصدق اسلام ہون کافر کہدیتے ہین بلکہ بقیاس اُن افعال و اقوال کے اُن کے نظائر و امثال کو اپنے اجتہاد سے کفر قرار دیکر اُن کے مرتکبین کو بھی دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہین۔ اِس مضمون سے ان ہی لوگون کی ہدایت و نصیحت اور اہل اسلام کی تکفیر سے ممانعت مد نظر ہے ✤

پس واضح ہو کہ جن افعال و اقوال پر شارع نے لفظ کفر اطلاق کیا ہے یا اسکا ہم معنی کوئی اور لفظ (جیسے بے ایمان یا بے دین) استعمال فرمایا ہے یا ان پر حکم کفر (عدم دخول جنت) لگادیا ہے و مع ذالک اس سے معنے اصطلاحی کفر کا ارادہ نہین کیا گیا ہین۔ **ازانجملہ قتل**

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم سباب المسلم فسوق وقتاله کفر۔ (صحیح بخاری) عن ابی موسی الاشعری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم	مسلمان ہے جسکی نسبت آنحضرت نے فرمایا ہے کہ مومن کو گالی دینا فسق ہے اور اسکو قتل کرنا کفر ہے ایسا ہی دوسری حدیث مین ارشاد کیا کہ جو ہم مسلمانون
قال من حمل علینا السلاح فلیس منا۔ (مسلم)	پر ہتیار اُٹھاوے وہ ہم مین سے نہین ۔

پہلی حدیث مین کفر سے کفران نعمت خداوندی اور کفر عملی مراد ہے اور دوسری حدیث مین مسلمانون پر ہتیار اٹھانے والے کے مسلمان نہونے سے یہہ مراد ہے کہ اسکا عمل اسلام کا فعل نہین اور دونون حدیثون مین یہہ مراد نہین کہ مومن کا قاتل دین اسلام سے خارج ہے ✤

اسپر دلیل قرآن کی آیت وہ ہے جسمین قاتل مومن کو مومن کہا ہے چنانچہ فرمایا ہے

وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینهما۔ (حجرات ع ۱۴)	کہ اگر مسلمانون کی دو جماعتین آپس لڑین تو انکی صلح کرادو۔ اِس آیت میں لڑنے والون کو مومن کہنے

سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون سے لڑنیوالا اسلام سے خارج نہین ہوتا۔ اگرچہ اسکا یہہ فعل کافرون کا فعل ہے۔ صحیح بخاری مین اسی مضمون کا ایک باب ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ گناہ

باب المعاصی من امر الجاهلیة لا یکفر صاحبها بارتکابها الا بالشرك لقول النبی صلعم	کفر کے کام ہین مگر ان کا مرتکب بجز شرک کے کافر نہین ہوتا کیونکہ آنحضرت نے ابوذر صحابی جلیل الشان کو ملامت

انک امرؤ فیک جاھلیۃ وقولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔ وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فسماھم المؤمنین۔

کہ تجھمین ایک گالی دینے کے سبب) فرمایا ہے تو ایسا آدمی ہے جسمین کفر کی خصلت ہے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خدا شرک تو نہ بخشیگا پر جو اسکے سوا چھوٹے گناہ ہین جسکو چاہے بخشدے اور خدا نے فرمایا ہے اگر مسلمانون کی دو جماعتین آپسمین لڑین تو اُنمین صلح کرا دو۔ اسمین باہم لڑنے والون کو مومن کہا"۔

از انجملہ عورتون کی ناشکری۔ ہے جسکو آنحضرت نے کفر فرمایا ہے جب اسکے معنی کا

باب کفران العشیر وکفر دون کفر عن ابن عباس قال قال النبی صلعم اریت النار فاذا اکثر اھلھا النساء یکفرن قیل ایکفرن باللہ قال یکفرن العشیر ویکفرن الاحسان۔ **بخاری**

استفسار ہوا تو آپنے خود ہی اُسکو خاوند کی ناشکری سے تفسیر کیا۔ صحیح بخاری مین ایک باب اسی عنوان کا ہے کہ بعض کفر ایسا بھی ہوتا ہے جو (بڑے کفر اصطلاحی سے) کمتر ہے۔ اسمین ناشکری خاوند کو داخل کیا اور اسکے ثبوت مین حدیث کو ذکر فرمایا۔ **وازانجملہ** نسب و رشتہ مین خلاف

عن ابی ذر انہ سمع رسول اللہ صلعم یقول لیس من رجل ادعی الی غیر ابیہ وھو یعلمہ الا کفر۔ **مسلم**

بیانی کرنا ہے جسکی نسبت آنحضرت نے صاف فرمایا ہے کہ جو اپنے باپ کو چھوڑکر کسی اور کیطرف منسوب ہو کافر ہے۔

وازانجملہ کسی کی نسب مین طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا جنکی نسبت آنحضرت نے فرمایا ہے

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم اثنتان فی الناس ھما بھم کفر الطعن فی النسب والنیاحۃ علی المیت۔ **مسلم**
عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی اھل الجاھلیۃ۔ **مسلم**

کہ لوگونمین دو کفر کے کام ہین کسیکی نسب پر طعن کرنا اور میت پر چلا کر رونا۔ ایک حدیث مین آیا ہے کہ جو مصیبت کے وقت مونہہ پیٹے اور گریبان چاک کرے اور کفر کیسے بین کرے وہ ہم مین سے نہین ہے۔

وازانجملہ غلام کا اپنے مالک سے بھاگ جانا ہے جسکی نسبت آنحضرت نے

عن الشعبی عن جریر انه سمعه یقول ایما عبد ابق من موالیه فقد کفر حتی یرجع الیهم - مسلم

فرمایا ہے کہ جو غلام اپنے میاں سے بھاگ جاوے وہ کافر ہے جبتک اُسکے پاس نہ آوے -

ازانجملہ جھوٹ بولنا گالی دینا - عہد کا توڑنا - وعدہ خلافی کرنا جنکو آنحضرت نے خصایل نفاق سے

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلعم اربع من کن فیه کان منافقا خالصا ومن کانت فیه خصلة منهن کانت فیه خصلة من النفاق حتی یدعها اذا حدث کذب واذا عاهد غدر واذا وعد اخلف واذا خاصم فجر - مسلم

جو کفر کا مرادف ہے قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے چار چیزیں ہیں جنمیں وہ ہوں پورا منافق ہے جسمیں ایک اُنمیں سے ہو اُسمیں ایک خصلت نفاق کی ہے جب بات کہے جھوٹ بولے جب عہد کرے تو غدر کرے جب وعدہ دے اسکا خلاف کرے

جب جھگڑے گالی بکنے لگے - ایک حدیث میں یہہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت نے کم خطبہ فرمایا

عن انس قال قلما خطبنا النبی صلعم الا قال لا ایمان لمن لا امانة له ولا دین لمن لا عهد له (مشکوة)

ہوگا جسمیں یہہ نہ کہا ہو کہ جسکی امانت نہیں اُسکا ایمان نہیں اور جسکا وعدہ نہیں اسکا دین نہیں

عن ابی هریرة ان النبی صلعم قال لا یزنی الزانی حین یزنی وهو مومن ولا یسرق حین یسرق وهو مومن ولا یشرب الخمر حین یشربها وهو مومن والتوبة معروضة بعد.

وازانجملہ زنا چوری - شرب خمر ہے جنکی نسبت آنحضرت نے فرمایا ہے کہ زانی زنا کے وقت اور چور چوری کے وقت اور شراب خوار شراب نوشی کے وقت مومن نہیں ہوتا اور یہ کہنا ایسا ہی جیسا کہ یہہ کہنا کہ وہ کافر ہیں -

وازانجملہ تکبر ہے جسکو آنحضرت نے شرک وکفر کے برابر ٹھہرایا اور اُسکی نسبت فرمایا کہ

عن عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلعم قال لا یدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبریاء - عن حذیفة قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا یدخل الجنة نمام - مسلم

جسکے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا وہ بہشت میں نہ جاویگا - ایسا ہی آپنے چغلی کھانے - مسلمانوں کو فریب دینے - قطع رحم کرنے ہمسایوں کو تکلیف دینے کسیکا حق دبا لینے پر بہشت سے

وعنہ قال سمعت رسول اللہ یقول لا یدخل الجنۃ قتات مسلم

ایک حدیث میں ہے چغل خور بہشت میں داخل نہو گا۔

عن جبیر بن مطعم انہ سمع النبی صلعم یقول لا یدخل الجنۃ قاطع۔ بخاری

ایک حدیث میں ہے سخن چین بہشت میں نجاویگا۔

عن ابی شریح ان النبی صلعم قال واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن قیل من یا رسول اللہ قال الذی لا یأمن جارہ بوائقہ۔ (بخاری)

ایک حدیث میں ہے قاطع رحم بہشت میں داخل نہ ہو گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے تین بار قسم کہا کر فرمایا کہ جو شخص ہمسایوں کو امن نہ دیگا وہ بہشت میں داخل نہو گا ایک

عن ابی امامۃ ان رسول اللہ قال من اقتطع حق امرأ مسلم بیمینہ فقد اوجب اللہ لہ النار وحرم علیہ الجنۃ فقال لہ رجل وان کان شیئا یسیرا قال وان کان قضیبا من اراک۔ مسلم

حدیث میں ہے کہ جو کسی مسلمان کا حق قسم کہا کر دبا لیگا اسکے لئے دوزخ واجب ہو چکی اور بہشت حرام ہوئی اگرچہ ڈہاک کی چھڑی ہو

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ قال من حمل علینا السلاح فلیس منا ومن غشنا فلیس منا

اور ایک حدیث میں ہے کہ جو ہم مسلمانوں کو دہوکا دی وہ مسلمان نہیں ہے۔

اسی قسم کے اور کئی افعال واقوال ہیں جنکو آنحضرت نے صاف کفر ٹھہرایا ہے یا کفر کا ہم معنی لفظ اطلاق فرمایا ہے۔ یا انپر حکم کفر دوزخ میں رہنا اور بہشت میں نہ جانا لگا دیا ہے۔ ان احادیث میں بہی لفظ کفر سے کفر شرعی واصطلاحی کے مراد نہیں ہیں اور نہ ان کے مرتکبین پر حکم کفر شرعی (اسلام سے خروج اور عذاب جہنم میں خلود) کا لگانا مقصود ہے بلکہ کفر سے وہی معنی لغوی کفران نعمت یا کفر عملی مراد ہے اور اسکے سزا میں جو بہشت میں داخل نہ ہونے اور دوزخ میں جانیکا ذکر ہوا ہے اسکے یہہ معنی ہیں کہ اولی دخول بہشت نہو گا ان گناہوں کی سزا بہگت کر دخول بہشت نصیب ہو گا۔ اور یہ معنی نہیں ہیں کہ ان افعال کا مرتکب ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور کبہی بہشت میں نجاویگا ؎

اسپر دلایل متعدد ایات و احادیث ہین- آیات قران مجید مین بہت ایسی ہین جنمین کفر و شرک کے سوائے سب معاصی کے عفو کا جواز نکلتا ہے -

ازانجملہ ایک آیت مین ارشاد ہے - ای نبی میرے بندون کو جنہون نے اپنے نفسون پر زیادتی کی ہے کہدے کہ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہون وہ سبہی گناہون کو بخش دے گا† -

قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم - زمر ع ۵ -

اِس معافی سے شرک کا مستثنی ہونا اِس آیت مین پایا جاتا ہے جسکا ذکر پیشتر مین صحیح بخاری کی عبارت مین گذرا - اور کفر کا مستثنی ہونا بہت ایات مین پایا جاتا ہے جن مین کافرون کے لئے خلود نار کا ذکر ہے -

اور احادیث جن سے کفر و شرک کے سوا اور گناہون کے ارتکاب سے کافر نہونا اور ان کے عوض و سزا مین ہمیشہ دوزخ مین رہنا ثابت ہوتا ہے بیشمار ہین ازانجملہ چند احادیث بطور مشت نمونہ خروار نقل کیجاتی ہین -

اول حدیث جبریل جسمین انہون نے آنحضرت سے ایمان کا سوال کیا اور آپ نے اُس کے جواب مین صرف یقین کرنے اور مان لینے خدا اور رسول و ملایکہ و روز قیامت و تقدیر خیر و شر کو ذکر فرمایا جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اصل حقیقت ایمان مین عمل داخل نہین- ہوتا تو ایسے محل بیان مین اسکا ذکر فرو گذاشت نہوتا -

عن عمر بن الخطاب فی قصة جبرئیل قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن بالله و ملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ قال صدقت بخاری مسلم

دوم حدیث عبادہ بن صامت کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو گواہی دیتا ہے کہ

† تفسیر فتح البیان مین اسآیت کی تفسیر ہماری مدعا کے مفید عمدہ طرز واستدلال سے مرقوم ہے ناظرین اہل علم اس تفسیر کا مطالعہ کرین-

عن عبادة بن صامت قال قال رسول الله صلعم من قال اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله وان عيسى عبد الله وابن امته وكلمته القاها الى مريم وروح منه والجنة حق والنار حق ادخله الله الجنة على ما كان من عمل - مسلم

خدا وحدہ لاشریک ہی اور محمد صلعم اور عیسیٰ الله کے رسول اور اسکے بندے ہین اور بہشت و دوزخ برحق ہے خدا اسکو بہشت مین داخل کر دیگا خواہ اسکے عمل کیسے ہی ہون (یعنی تہوڑے ہون یا بہت اچھے ہون یا بُرے - اچھے ہوئے تو پہلے ہی سے بہشت مین داخل کریگا بُرے ہوے تو انکی سزا بہگتا کر یا معافی دیکر)

سوم حدیث ابوذر کہ آنحضرت نے فرمایا جس نے لا اله الا الله کہا اور اسی پر مرا

عن ابي ذر قال قال رسول الله ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات على ذلك الا دخل الجنة قلت وان زنى وان سرق قال وان زنى وان سرق ثلاثا - مسلم

وہ بہشت مین داخل ہو رہیگا - مینے عرض کیا یا رسول الله اگرچہ اُس نے زنا یا چوری کی ہو اپنے فرمایا اگرچہ زنا یا چوری کی ہو ابوذر نے تین بار یہہ سوال کیا اور آنحضرت نے یہی جواب دیا -

چہارم حدیث معاذ کہ آنحضرت نے معاذ کو بلایا اور فرمایا جس نے دل سے شہادت

عن انس بن مالك ان النبي صلعم ومعاذ بن جبل رديفه على الرحل فقال يا معاذ ما من عبد يشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله الا حرمه الله على النار قال يا رسول الله افلا اخبر بها الناس فيستبشروا قال اذا يتكلوا فاخبر بها معاذ عند موته تاثما - مسلم

دی کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین اور محمد صلعم خدا کا رسول ہی - اسپر خدا نے آگ کو حرام کیا (یعنی اپنے ہمیشہ رہنا) معاذ نے عرض کیا کہ یا رسول الله کیا مین لوگونکو یہہ خوشخبری نہ سناؤن اپنے فرمایا تب وہ سُنکر اسپر بہروسہ کر لینگے اور عمل چہوڑ دینگے (یعنی غلطی سی اسکے معنے یہہ سمجھ لینگے کہ کلمہ پڑہنے سے آگ مین جانا مطلق ہی حرام) پہر معاذ نے بوقت موت بخوف گناہ کتمان اس حدیث کو لوگون کے پاس بیان کیا -

پنجم حدیث عباس بن عبدالمطلب کو آنحضرت نے فرمایا جو خدا کو اپنا رب اور محمد صلعم کو رسول اور اسلام کو دین ماننے مین راضی ہوا اُس نے ایمان کا مزہ چکہہ لیا۔

عن عباس بن عبدالمطلب انه سمع رسول الله یقول ذاق طعم الایمان من رضی بالله ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولا

ششم حدیث انس کہ آنحضرت نے فرمایا آگ سے وہ شخص (بھی) نکالا جاویگا جس نے لا اله الا الله کہا اور اسکے دل مین جَو کے دانہ برابر ایمان ہوگا اور وہ (بھی) نکالا جاویگا جسکے دل مین گیہون کے دانہ برابر ایمان ہوگا اور وہ (بھی) نکالا جاویگا جسکے دل مین ایک ذرہ کے برابر ایمان ہوگا۔

عن انس ان النبی صلعم قال یخرج من النار من قال لا اله الا الله وفی قلبه وزن شعیرة من خیر ویخرج من النار من قال لا اله الا الله وفی قلبه وزن برة من خیر ویخرج من النار من قال لا اله الا الله وفی قلبه وزن ذرة من خیر وفی روایة من ایمان مکان خیر

ہفتم حدیث ابو سعید خدری جسمین فرشتون و مومنون و انبیاء کی شفاعت کا ذکر کرکے فرمایا ہے کہ ملایکہ و انبیاء و مومن شفاعت کر چکے اب ارحم الراحمین باقی رہا پھر آگ سے خدا ایسے لوگون کی مٹھی نکالیگا جنہون نے کوئی نیک عمل نکیا ہوگا۔

عن ابی سعید الخدری فی حدیث طویل شفعت الملئکة وشفع النبیون وشفع المومنون ولم یبق الا ارحم الراحمین فیقبض قبضة من النار فیخرج بها قوما لم یعملوا خیرا قط وفی روایة بغیر عمل عملوه

ہشتم حدیث انس رضی الله عنه کہ آنحضرت نے فرمایا تین چیزین ایمان کی جڑ ہین جو لا اله الا الله کہے اس سے رُک جانا۔ نہ اسکو گناہ (یعنے سوائے کفر و شرک) کے سبب کافر کہو اور نہ کسی عمل سے (بجز کفر و شرک) اسلام سے نکالو باقی دو چیزونکا ذکر بضمن حاشیہ صفحہ ۲۶۳ نمبر سابق مین گذرا

عن انس قال رسول الله ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال لا اله الا الله (ابوداؤد)

اس مضمون کی حدیثین اور بہت ہین جنسے ثابت ہوتا ہے کہ کبایر مندرجہ احادیث سابقہ الذکر مین (جنپر شارع نے کفر کا اطلاق کیا ہے اور اُنکی سزا مین بہشت کو حرام فرمایا ہے) لفظ کفر شرعی اصطلاحی مراد نہین۔ اور نہ اُسکی سزا سے یہہ مراد ہے کہ ہمیشہ دوزخ مین رہیگا۔

یہہ جو کچھہ ہمنے کہاہے اور اسکے مطابق احادیث کا مطلب بیان کیاہے اکثر **سلف اور تمام اہلحدیث اور جمہور فقہا و متکلمین اہلسنت** کا قول ہے جنکے مذہب و اعتقاد مین اصل ایمان (جسپر دخول جنت و عدم خلود و نار کا مدار ہے) تصدیق یا تصدیق معہ اقرار توحید و رسالت کا نام ہے۔ اور اعمال حسنہ کا کرنا اور اعمال بد سے بچنا اصل ایمان کی شرط یا جزء نہین صرف اسکے کمال کا جزو ہے۔ انکے نزدیک جو +

+ قد لا یجعل تارک العمل خارجا عن الایمان بل یقطع بدخول الجنۃ وعدم خلودہ فی النار وھو مذھب اکثر السلف وجمیع ائمۃ الحدیث وکثیر من المتکلمین والمحکی عن مالک والشافعی والاوزاعی وعلیہ اشکال ظاھر وھو انہ کیف لا ینتفی الشیٔ اعنی الایمان مع انتفاء رکنہ اعنی الاعمال وکیف یدخل الجنۃ من لم یتصف بما جعل اسما للایمان وجوابہ ان الایمان یطلق علی ما ھو الاصل والاساس فی دخول الجنۃ وھو التصدیق وحدہ او مع الاقرار وعلی ما ھو الکامل المنجی بلا خلاف وھو التصدیق مع الاقرار والعمل علی ما اشیر الیہ بقولہ تعالی انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم الی قولہ اولئک ھم المومنون حقا۔ (**شرح مقاصد**)

باب قول النبی صلعم بنی الاسلام علی خمس وھو قول وفعل ولابی ذر عن الکشمیہنی وعمل بدل فعل وھو اعم من عمل القلب والجوارح لتدخل العبادات والاعتقادات وھو موافق لقول السلف اعتقاد بالقلب ونطق باللسان وعمل بالارکان وارادوا بذلک ان الاعمال شرط کمالہ۔ الی ان نقل عن بعض المعتزلۃ ان الایمان العمل والنطق والاعتقاد ثم قال والفارق بینہ وبین قول السلف انھم جعلوا الاعمال شرطا فی الکمال والمعتزلۃ جعلوھا شرطا فی الصحۃ۔ (**قسطلانی**)

ولا نکفر مسلما بذنب من الذنوب وان کانت کبیرۃ ای کما یکفر الخوارج مرتکب الکبیرۃ اذا لم یستحلھا ولا نزیل عنہ اسم الایمان ونسمیہ ای مرتکب الکبیرۃ مومنا حقیقۃ ای لا مجازا لان الایمان ھو التصدیق بالجنان والاقرار باللسان واما العمل بالارکان فھو من کمال الایمان وجمال الاحسان عند اھل السنۃ والجماعۃ وشرط او شطر عند الخوارج والمعتزلۃ (شرح فقہ اکبر امام الائمۃ ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ)

شخص تصدیق و اقرار توحید رسالت کے ساتھہ طاعات کا ملتزم اور معاصی سی مجتنب ہو وہ مومن کامل الایمان ہے جو اولی دخول بہشت کا بلامس عذاب مستحق و امیدوار ہی۔ اور جو کسی طاعت مین قاصر ہے یا کسی گناہ کا مرتکب ہو وہ مومن ناقص الایمان ہے جو گناہ کی سزا بھگت کر بہشت مین جانیکی امید رکھتا ہو۔

امام بخاری نے اسی مذہب کے مطابق اور اسی معنی کے ارادہ سی اپنی کتاب کے[+] متعدد ابواب مین نماز۔ روزہ۔ زکوۃ۔ کھانا کھلانے مسلمانون کو زبان کے ایذا سی بچانے وغیرہ اعمال حسنہ کو جزو ایمان و اسلام ٹھہرایا ہے اور اُنکے مقابل اعمال بد (ناشکری خاوند۔ بغض انصار۔ جھوٹ۔ وعدہ خلافی۔ خیانت وغیرہ اعمال بد) کو کفر و نفاق مین داخل کیا چنانچہ اُس حدیث کی تفسیر مین جسمین زانی کو بے ایمان کہا گیا ہی صاف فرمایا ہے کہ وہ بوقت زنا مومن کامل نہین ہوتا اور اسمین نور ایمان نہین ہوتا۔

قال ابو عبد الله لا یکون هذا مومنا تاما و لا یکون له نور الایمان۔ (مشکوۃ و صحیح بخاری صفحہ ۱۰۰۶)

+ قال الامام ابو الحسن علی بن خلف بن بطال المالکی المغربی فی شرح صحیح البخاری فی باب من قال ان الایمان هو العمل **فان قیل** قد قدمتم ان الایمان هو التصدیق **قیل** التصدیق هو اول منازل الایمان و یوجب للمصدق الدخول فیه و لا یوجب له استکمال منازله و لا یسمی مومنا مطلقا اذا اطلق یحمل علی الفرد الکامل هکذا قالوا هذا مذهب جماعة اهل السنة ان الایمان قول و فعل قال ابو عبید و هو قول مالک و الثوری و الاوزاعی و من بعدهم من ارباب العلم و السنة الذین کانوا مصابیح الهدی و ائمة الدین من اهل العراق و الحجاز و الشام و غیرهم قال ابن بطال و هذا المعنی اراد البخاری اثباته فی کتاب الایمان و علیه بوب ابوابه کلها فقال باب امور الایمان و باب الصلوة من الایمان و باب الزکوة من الایمان و باب الجهاد من الایمان و سائر ابوابه و انما اراد الرد علی المرجئة فی قولهم ان الایمان قول بلا عمل و تبیین غلطهم و سوء اعتقادهم و مخالفتهم للکتاب و السنة و مذاهب الائمة (شرح صحیح مسلم للنووی)

ان مذہب اہلسنت محدثین و سلف صالحین کے علاوہ اسباب ہین اور بہت مذاہب ہین جنکی نقل و تفصیل کتب عقاید و شروح کتب حدیث مین موجود ہے ہم اسمقام مین ان مذاہب کا حاصل بلا تعرض دلائل نقل کرتے ہین۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ اس مذہب کے بطفیل کے حامی کون لوگ ہین پس وہ انکی موافقت سے بچین۔

ازانجملہ ایک مذہب خوارج ہے جو قایل ہین کہ عمل ایسا جزو ایمان ہے کہ ایک حکم کے ترک کرنے۔ اور ایک گناہ کے مرتکب ہونے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ دوزخ مین رہتا ہے۔

وازانجملہ مذہب معتزلہ ہے جو خوارج کے طرح عمل کو داخل ایمان سمجھتے ہین مگر تارک طاعات و مرتکب گناہ کو کافر نہین کہتے بلکہ کفر و اسلام مین معلق رکھتے ہین (یہہ دونون مذہب تشدید و افراط مین ہین۔ اور انکے مقابل دو مذہب آیندہ تقصیر و تفریط مین ہین۔

وازانجملہ مذہب مرجیہ‡ ہے جو مجرد تصدیق کو ایمان سمجھتے ہین اور عمل کو کسیطرح ایمان مین دخل

† واما علی الرابع وھو ان یکون الایمان اسم الفعل القلب واللسان والجوارح علی ما یقال انہ اقرار باللسان و تصدیق بالجنان و عمل بالارکان فقد یجعل تارک العمل خارجاً عن الایمان داخلاً فی الکفر والیہ ذھب الخوارج او غیر داخل فیہ وھو القول بالمنزلۃ بین المنزلتین والیہ ذھب المعتزلہ۔ (شرح مقاصد و مثلہ فی شرح البخاری **للقسطلانی** و شرح **الفقہ الاکبر** وغیرھا کما مر)

‡ ثم المرجیۃ المذمومۃ من المبتدعۃ لیسوا من القدریۃ بل ھم طائفۃ قالوا لا یضر مع الایمان ذنب ولا ینفع مع الکفر طاعۃ فزعموا ان احداً من المسلمین لا یعاقب علی شئ من الکبائر۔ (**شرح فقہ اکبر**)

الفرقۃ الرابعۃ من کبار الفرق الاسلامیۃ المرجیۃ یقولون لا یضر مع الایمان معصیۃ کما لا ینفع مع الکفر طاعۃ۔ (شرح **مواقف**)

نہین جانتے نہ اصل حقیقت ایمان مین جیسا کہ خوارج و معتزلہ کہتے ہین اور نہ اسکے کمال مین
جیسا کہ محدثین سمجھتے ہین انکا مقولہ ہے لا یضر مع الایمان معصیة ولا ینفع مع الکفر طاعة
یعنی ایمان کے ہوتے کسی گناہ کا ضرر نہین پہنچتا اور کفر کے ہوتے کوئی عمل نیک نفع نہین دیتا
وازانجملہ مذہب کرامیہ ہے + جو تصدیق کو بھی ایمان سے خارج سمجھتے ہین صرف زبانی
اقرار توحید و رسالت کو گو دل مین کفر و انکار ہو صحت ایمان کے لئے کافی سمجھتے ہین -
ان مذاہب کی شاخین بعضے اور مذاہب بھی ہین جنکی نقل و تفصیل شرح مقاصد و شرح مواقف
و قسطلانی شرح بخاری مین موجود ہے -

اس بیان مذاہب سے ثابت ہوا کہ جو مطلب احادیث مذکورہ کا ہمنے بیان کیا ہے اہلسنت
و محدثین و فقہاء امت کے نزدیک بھی ان احادیث کا وہی مطلب ہے - اور ان کے نزدیک
بھی مرتکب کبیرہ کافر و اسلام سے خارج نہین ہے اور اس مطلب کا خلاف خوارج و معتزلہ کا
مذہب ہے -

یہہ افعال و اقوال فسق کی نسبت کتاب و سنت کا حکم علماء اہلسنت کا قول بیان کیا گیا ہے بھی
فسق اعتقادی (جسکو بدعت سے تعبیر کیا جاتا ہے) کا حکم ہے - جن احادیث سے مرتکب کبیرہ کا
کافر ہونا ثابت ہوتا ہے اُن ہی احادیث سے معتقد بدعت کا کافر ہونا ثابت ہوتا ہے اور جو
علماء اہلسنت محدثین متکلمین و فقہاء مرتکب کبیرہ کو کافر نہین کہتے وہی علماء مبتدعین اہل قبلہ
کو کافر خارج از اسلام نہین جانتے - اور اہل بدعت کی روایت و شہادت کو قبول رکھتے ہین
اسباب مین محدثین و فقہاء کے اقوال ہم اشاعة السنہ نمبر ۸ و ۹ جلد اول مین بسط و تفصیل

+ وقالت الکرامیة وبعض المرجیة الایمان ھو الاقرار باللسان دون عقد القلب (شرح مسلم)
والیه ذھب الکرامیة حتے ان من اضمر الکفر واظهر الایمان یکون مومنا
(ای عندھم) الا انه یستحق الخلود فی النار ومن اضمر الایمان اظهر الکفر لا یکون مومنا
وقالت الکرامیة ھو النطق بکلمتی الشهادة فقط (قسطلانی)

اِس مذہب اہلسنت محدثین وسلف صالحین کے علاوہ اسباب ہین اور بہت مذاہب ہین جنکی نقل وتفصیل کتب عقاید وشروح کتب حدیث مین موجود ہے ہم اس مقام مین ان مذاہب کا حاصل بلا تعرض دلائل نقل کرتے ہین۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ اس مذہب کے مخالف کون لوگ ہین پس وہ انکی موافقت سے بچین۔

ازانجملہ ایک مذہب خوارج ہے جو قایل ہین کہ عمل ایسا جزو ایمان ہے کہ ایک حکم کے ترک کرنے۔ اور ایک گناہ کے مرتکب ہونے سے بہی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ دوزخ مین رہتا ہے۔

وازانجملہ مذہب معتزلہ ہے جو خوارج کے طرح عمل کو داخل ایمان سمجھتے ہین مگر تارک طاعات ومرتکب گناہ کو کافر نہین کہتے بلکہ کفر واسلام مین معلق رکہتے ہین (یہہ دونون مذہب تشدید وافراط مین ہین۔ اور انکے مقابل دو مذہب آیندہ تقصیر وتفریط مین ہین۔

وازانجملہ مذہب مرجیۂ‡ ہی جو مجرد تصدیق کو ایمان سمجھتے ہین اور عمل کو کسیطرح ایمان مین داخل

---

‡ واما علی الرابع وهو ان یکون الایمان اسا لفعل القلب واللسان والجوارح علی مایقال انه اقرار باللسان وتصدیق بالجنان وعمل بالارکان فقد یجعل تارک العمل خارجا عن الایمان داخلا فی الکفر والیه ذهب الخوارج او غیر داخل فیه وهو القول بالمنزلة بین المنزلتین والیه ذهب المعتزلة۔ (شرح مقاصد ومثله فی شرح البخاری **للقسطلانی** وشرح **الفقه الاکبر** وغیرها کما مر)

‡ ثم المرجیة المذمومة من المبتدعة لیسوا من القدریة بل هم طائفة قالوا لایضر مع الایمان ذنب ولا ینفع مع الکفر طاعة فزعموا ان احدا من المسلمین لایعاقب علی شئ من الکبایر۔ (**شرح فقه اکبر**)

الفرقة الرابعة من کبار الفرق الاسلامیة المرجیة یقولون لایضر مع الایمان معصیة کما لاینفع مع الکفر طاعة۔ (شرح **مواقف**)

نہین جانتے نہ اصل حقیقت ایمان مین جیساکہ خوارج و معتزلہ کہتے ہین اور نہ اسکے کمال مین
جیساکہ محدثین سمجھتے ہین انکا مقولہ ہے لایضر مع الایمان معصیة ولا ینفع مع الکفر طاعة
یعنی ایمان کے ہوتے کسی گناہ کا ضرر نہین پہنچتا اور کفر کے ہوتے کوئی عمل نیک نفع نہین دیتا
والا انجملہ مذہب کرامیہ† ہے جو تصدیق کو بھی ایمان سے خارج سمجھتے ہین صرف زبانی
اقرار توحید و رسالت کو گو دل مین کفر و انکار ہو صحت ایمان کے لئے کافی سمجھتے ہین۔
ان مذاہب کی شاخین بعضے اور مذاہب بھی ہین جنکی نقل و تفصیل شرح مقاصد و شرح مواقف
و قسطلانی شرح بخاری مین موجود ہے۔

اس بیان مذاہب سے ثابت ہوا کہ جو مطلب احادیث مذکورہ کا ہمنے بیان کیا ہے اہلسنت
و محدثین و فقہاء امت کے نزدیک بھی ان احادیث کا وہی مطلب ہے۔ اور ان کے نزدیک
بھی مرتکب کبیرہ کافر و اسلام سے خارج نہین ہے اور اس مطلب کا خلاف خوارج و معتزلہ کا
مذہب ہے۔

یہہ افعال و اقوال فسق کی نسبت کتاب و سنت کا حکم اور علماء اہلسنت کا قول بیان کیا گیا ہے یہی
فسق اعتقادی (جسکو بدعت سے تعبیر کیا جاتا ہے) کا حکم ہے۔ جن احادیث سے مرتکب کبیرہ کا
کافر ہونا ثابت ہوتا ہے اُن ہی احادیث سے معتقد بدعت کا کافر ہونا ثابت ہوتا ہے اور جو
علماء اہلسنت محدثین متکلمین و فقہاء مرتکب کبیرہ کو کافر نہین کہتے وہی علماء مبتدعین اہل قبلہ
کو کافر خارج از اسلام نہین جانتے۔ اور اہل بدعت کی روایت و شہادت کو قبول رکھتے ہین
اسباب مین محدثین و فقہاء کے اقوال ہم اشاعة السنہ نمبر ۸ و ۹ جلد اول مین بسط و تفصیل

---

† وقالت الکرامیة وبعض المرجیة الایمان هو الاقرار باللسان دون عقد القلب (شرح مسلم)
والیه ذهب الکرامیة حتے ان من اضمر الکفر واظهر الایمان یکون مومنا
(رای عندهم) الا انه یستحق الخلود فی النار ومن اضمر الایمان اظهر الکفر لا یکون مومنا
وقالت الکرامیة هو النطق بکلمتی الشهادة فقط (قسطلانی)

سے نقل کر چکے ہین - اس مقام مین بعضے اور اقوال محدثین + و فقہا اور اقوال متکلمین نقل کئے جاتے ہین -

امام **نواوی** شرح **صحیح مسلم** مین فرماتے ہین تو جان لے اہلحق کا یہی مذہب ہے

واعلم ان مذھب اھل الحق انہ لا یکفر احد من اھل القبلۃ بذنب ولا یکفر اھل الاھواء و البدع وان من جحد ما یعلم من دین الاسلام ضرورۃ حکم بردتہ و کفرہ الا ان یکون قریب عھد بالاسلام او نشاء ببادیۃ بعیدۃ او نحوہ ممن یخفی علیہ فیعرف ذلک فان استمر حکم بکفرہ و کذا حکم من استحل الزنا والخمر او القتل او غیر ذلک من المحرمات التی یعلم تحریمہا ضرورۃ - (شرح **نووی**)

کہ کوئی اہل قبلہ کسی گناہ کے کرنے سے کافر نہ سمجھا جاوے اور اہل بدعت کو بدعت کے سبب کافر نہ کہا جاوے - ہان جو ایسی بات سے انکار کرے جو دین سے بداہتہً معلوم ہو جیسے حشر اجساد یا نماز روزہ وغیرہ قطعی احکام تو حکم اسکو مرتد کہا جاوے بجز ایسے شخص کے جو نو مسلم اور احکام اسلام سے ناواقف ہو یا کسی جنگل مین بلاد اسلام سے دور رہ کر پرورش پایا ہو اسکو ان باتون سے آگاہ کیا جاوے پھر بھی نہ مانے تو اسکو کافر کہا جاوے ایسا ہی اس شخص کو کافر کہا جاوے جو زنا شراب خوری وغیرہ محرمات + قطعیہ کو حلال جانے -

---

+ اسبات کو ناظرین خیال مین رکھین - اور جہان کہین استحلال معصیت پر حکم تکفیر لگایا گیا ہے اس مین اس کا لحاظ کرین -

++ محدثین کے اقوال اہلحدیث کی فہمایش کے لئے ہین - اور فقہاء و متکلمین کے اقوال اہل تقلید کے لئے - اب اس مسئلہ مین نہ اہلحدیث کو جائے کلام ہے نہ مقلدین فقہا کو - اہلحدیث کے ان اقوال سے تسکین نہ ہو تو وہ اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد اول کا مطالعہ کرین - اور جو خود کچھ علم رکھتے ہین وہ صحیح بخاری و مسلم کو کھولکر دیکھ لین کہ ان مین کس کثرت سے اہل ہوا خوارج وغیرہ کی روایتین موجود ہین اور جو لوگ تازہ مجتہد بخاری و مسلم کی روایات کو بھی نہ مانین وہ عمل بالحدیث کا نام نہ لین جبتک کہ اپنے عمل کے لئے ایسی کتابین تصنیف نہ کرلین جنمین اہلبدعت کی روایتین نہون -

اور **شرح مقاصد** مین کہا ہے - بحث ہفتم اہل قبلہ مخالفین حق کے کفر وایمان کے بیان

مین اس سے مراد یہہ ہے کہ جو لوگ ضروریات اسلام
(جیسے عالم کا حادث ہونا اور قیامت کو جسمون
کا اٹھایا جانا اور اسی قسم کے اور مسایل) پر
اتفاق رکھتے ہین اور ان مسایل کے سوا اور
مسایل مین (جیسے مسئلہ صفات باری اور خدا کے
ارادہ کا عام ہونا اور اسکی کلام قدیم ہونا اور
اسکے دیدار کا ممکن ہونا اور اسی قسم کے اور مسایل
جنمین بلا خلاف حق ایک ہی جانب مین ہے) الحق سے
مخالف ہین آیا یہ لوگ کافر ہین یا نہین - اور ہمین
نزاع نہین کہ جو اہل قبلہ ہو کر اور تمام عمر طاعات
پر رہکر عالم کو قدیم سمجھے اور حشر جسمانی اور خدا کے
علم متعلق جزئیات کی نفی کرے وہ کافر ہے - ان
لوگون کے حق مین جنکے کفر مین نزاع ہے -
شیخ (ابو الحسن) اشعری کا یہہ قول ہے کہ وہ کافر
نہین - اسی کیطرف **امام شافعی** کا کلام
مشعر ہے جو آپنے کہا ہے کہ مین تمام اہل بدعت
و ہوا کی شہادت قبول کرتا ہون بجز فرقہ خطابیہ
کے (روافض سے ایک فرقہ کا نام ہے) جو جھوٹ
بولنے کو حلال جانتے ہین (اسوجہ سے نہ بوجہ کفر
ان کی شہادت کو نہین مانتا) منتقی مین امام ابو حنیفہ

المبحث السابع في حكم مخالف الحق من اهل القبلة
في باب الكفر والايمان ومعناه ان الذين اتفقوا
على ما هو من ضروريات الاسلام كحدوث العالم
وحشر الاجساد وما اشبه ذلك واختلفوا في
اصول سواها كمسئلة الصفات وخلق الاعمال
وعموم الارادة وقدم الكلام وجواز الرؤية
ونحو ذلك مما لا نزاع ان الحق فيها واحد هل
يكفر المخالف للحق بذلك الاعتقاد وبالقول
به ام لا والا فلا نزاع في كفر اهل القبلة
المواظب طول العمر على الطاعات باعتقاد
قدم العالم ونفي الحشر ونفي العلم بالجزئيات
ونحو ذلك انما الذين ذكرنا فذهب الاشعري
واكثر الاصحاب الى انه ليس بكافر وبه يشعر
ما قال الشافعي لا ارد شهادة اهل الاهواء
الا الخطابية لاستحلالهم الكذب وفي
المنتقى عن ابي حنيفة انه لم يكفر احدا من اهل
القبلة وعليه اكثر الفقهاء ومن اصحابنا من
قال بكفر المخالفين - * * قال الاستاذ
ابو اسحق الاسفرائني نكفر من يكفرنا ومن
لا فلا واختار الامام الرازي انه لا يكفر احد

من اهل القبلة و تمسك بانه لو توقف صحة الاسلام على اعتقاد الحق في تلك الاصول لكان النبي صلعم و من بعدهم يطالبونها من آمن و يفتشون عن عقايدهم ـ (شرح مقاصد)

سے منقول ہو کہ اُنہوں نے کسیکو اہل قبلہ سے کافر نہین کہا اور اسیپر اکثر فقہا ہین اور ہمارے بعضی لوگ ایسے بھی ہین جو اپنے مخالفین کو کافر کہتے ہین استاذ ابو اسحق اسفرائینی نے کہا ہو کہ جو ہم (اہلسنت) کو کافر کہتا ہے ہم اُسکو کافر کہتے ہین اور جو نہ کہے اسکو نہین کہتے۔ امام رازی نے بھلی سی بات کو اختیار کیا ہے کہ اہل قبلہ سے کسی کی تکفیر مناسب نہین اور اسپر اس دلیل سے تمسک کیا ہے کہ اگر صحت اسلام ان امور کے تحقیق پر موقوف ہوتی تو آن حضرتؐ اور انکے بعد اور لوگ (صحابہ وغیرہ) مسلمانون سے اس تحقیق کا مطالبہ کرتے اور ان امور مین اُن کے عقاید کو ٹٹولتے۔

اور **شرح مواقف** مین ہے۔ مقصد خامس اسباب مین ہے کہ آیا حق کے مخالف جو

المقصد الخامس في ان المخالف للحق من اهل القبلة هل يكفر ام لا جمهور المتكلمين و الفقهاء على انه لا يكفر احد من اهل القبلة قال الشيخ ابو الحسن في اول كتاب مقالات الاسلام من اختلف المسلمون بعد نبيهم عليه السلام في اشياء ضلل بعضهم بعضا و تبرا بعضهم عن بعض فصاروا فرقا متباينين الا ان الاسلام يجمعهم يعمهم فهذا مذهبه و عليه اكثر اصحابنا فقد نقل عن الشافعي انه قال لا ارد شهادة ... من اهل الاهواء الا الخطابية فانهم يعتقدون حل الكذب و حكي الحاكم

اہل قبلہ مین وہ کافر ہین یا نہین۔ جمہور متکلمین و فقہا اسپر ہین کہ اہل قبلہ سے کسیکو کافر نہ کہا جائے شیخ ابو الحسن (اشعری) نے اول کتاب مقالات اسلام مین کہا ہو کہ مسلمان بعد زمانہ آنحضرتؐ کے کئی چیزون مین مختلف ہوگئے ہین جنمین ایک دوسرے کو گمراہ کہتا ہے ایک دوسرے سے بیزار ہو کر جدا جدا فرقے ہوگئے ہین۔ پر اسلام سبکو جامع و شامل ہے یہہ اشعری کا مذہب ہے اور اسی پر ہمارے بعض اصحاب ہین۔ امام **شافعی** سے منقول ہے کہ اونہون نے کہا مین کسیکی شہادت اہل بدعت سے رد نہین کرتا بجز خطابیہ کی جو جہوٹ بولنے کو حلال

صاحب المختصر فی کتاب المنتقی عن ابی حنیفہ انہ لم یکفر احدا من اهل القبلہ و حکی ابو بکر الرازی مثلہ عن الکرخی و غیرہ والمعتزلہ الذین کانوا قبل ابی الحسین تجاسروا فکفروا الاصحاب فعارضہ بعضنا بالمثل فکفرهم و قد کفر المجسمہ مخالفوهم من اصحابنا و من المعتزلہ وقال الاستاذ ابو اسحق کل من یکفرنا فنحن نکفرہ والا فلا اما علی ما هو المختار عندنا وهو ان لا یکفر احد من اهل القبلہ ان المسایل التی اختلف فیها اهل القبلہ من کون اللہ عالما بعلم او موجد الفعل العبد او غیر متحیز ولا فی جہتہ ونحوها لم یبحث النبی صلعم عن اعتقاد من حکم باسلامہ فیها ولا الصحابہ ولا التابعون فعلم ان صحت دین الاسلام لا یتوقف علی معرفۃ الحق فی تلک المسایل وان الخطأ فیها لیس قادحا فی حقیقۃ الاسلام (شرح موقف)

جانتے ہین اور حاکم مصنف مختصر نے کتاب منتقی مین امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے کسی اہل قبلہ کو کافر نہین کہا ایسا ہی ابو بکر رازی نے کرخی سے نقل کیا ہے۔ معتزلہ نے (جو ابو الحسین سے پہلے تہے) کئی امور مین ہماری لوگون کو کافر کہا ہے اسکے مقابلہ مین ہماری لوگون نے بہی انکو کافر کہا ہے۔ مجسمہ نے ہمکو اور معتزلہ دونو کو کافر کہا ہے۔ استاد ابو اسحق نے فرمایا ہے جو ہمکو کافر کہتا ہے ہم اسکو کافر کہتے ہین جو نہین اسکو نہین۔ ہماری نزدیک مذہب مختار یہی ہے کہ کسی اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے کیونکہ جن مسایل مین ہمارا انکا اختلاف ہے کہ خدا تعالی اپنی علم سے عالم ہے یا ذات سے اور وہ بندے کے فعل کا موجد ہے اور وہ کسی جہتہ اور مکان مین نہین ہے۔ ان مسایل مین آنحضرت نے کسیکے اعتقاد سے جس کو اسلام سکہلایا بحث نہین کی اور نہ انکے بعد صحابہ و تابعین نے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین اسلام کی صحت ان مسایل کے تحقیق پر موقوف نہین اور انمین خطا حقیقت اسلام مین قدح نہین کرتی۔ اور شرح فقہ اکبر مین کہا ہے کہ علماء کے اس قول مین کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے اور

والجمع بین قولهم لا یکفر احد من اهل القبلہ و قولهم یکفر من یقول بخلق القرآن او استحالۃ الرؤیۃ او سب الشیخین

اس قول مین کہ جو قرآن کو مخلوق کہے شیخین (ابو بکرؓ و عمرؓ) کو گالی دے یا لعنت کرے وہ کافر ہے

اولعلهما امثال ذلك مشكل كما قال شارح
العقايد وكذا قال شارح المواقف ان جمهور المتكلمين
والفقهاء على انه لا يكفر احد من اهل القبلة
وقد ذكر في كتب الفتاوى ان سب الشيخين كفر
وكذا انكار امامتهما كفر ولا شك ان امثال
هذه المسائل مقبولة بين جمهور المسلمين فالجمع
بين القولين المذكورين مشكل انتهى ووجه
الاشكال عدم المطابقة بين المسايل الفرعية
والدلايل الاصولية التي من جملتها اتفاق
المتكلمين على عدم تكفير اهل القبلة المحمدية
ويدفع الاشكال بان نقل كتب الفتاوى
مع جهالة قائله وعدم اظهار دلايل لا يجعله
من ادلة اذ مدار الاعتقاد في المسائل الدينية
على الادلة القطعية على ان في تكفير المسلم
تترتب مفاسد جلية وخفية فلا يفيد
قول بعضهم انما ذكروه بناء على الامور التهديدية
والله عليم (شرح فقه اكبر)

موافقت ومطابقت مشکل ہے چنانچہ شرح عقاید
وشرح مواقف کے مصنفون نے کہا ہے کہ جمہور متکلمین
اور فقہا یہہ کہتے ہین کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے
اور کتب فتاوی مین یہ لکھا ہے کہ سب شیخین کفر ہے
ایسا ہی انکی امامت سے انکار کفر ہے اور ایسے مسایل
جمہور مسلمانون مین مقبول ہو رہے ہین پس ان دونو
مین مطابقت مشکل ہے یعنی ان مسایل فرعیہ اور
دلایل اصولیہ مین کہ از انجملہ عدم تکفیر اہل قبلہ پر متکلمین
کا اتفاق ہے موافقت نہین ہے۔ یہہ اشکال یون دفع
ہوسکتا ہے کہ کتب فتاوی کی نقل باوجود ناقل
کے مجہول ہونے اور دلایل کے ظاہر نہونے کے
لائق سند نہین کیونکہ مسایل اعتقادی کی بنا قطعی
دلایل پر ہے۔ علاوہ یہہ کہ مسلمان کو کافر کہنے مین
جلی وخفی مفاسد ہین۔ پس ہمین بعض لوگون کا
قول مفید نہین۔ انہون نے جو کچھہ کہا ہے تہدیداً
ڈرانے کو کہا ہے۔

یہہ آخر کتاب مین کہا ہے اور اس سے پہلے بذیل اس قول متن کے کہ ہم مرتکب کبیرہ کو کافر
نہین کہتے اور اس سے ایمان کا نام دور نہین کرتے رجوع حاشیہ صفحہ ۲۰۴ مین منقول ہوا ہے

باقی آیندہ

ہندوستان[+] کے حدیث پر عمل کرنیوالے وہابی نہین

لایق توجہ گورنمنٹ

نمبر ۲

لفظ وہابی کے آجکل کے عرف مین ایک معنی[‡] مفسد و باغی کے بھی ہین اور اس معنی کرکے اہلحدیث ہند کا وہابی نہ ہونا جس تفصیل سے نمبر سابق مین ثابت ہو چکا ہے ناظرین پر مخفی نہین ہے۔ اس نمبر مین ہم یہہ بیان کرنا چاہتے ہین کہ جو کچھہ ہم نے نمبر سابق مین بیان کیا ہے وہ صرف

+ ہندوستان سے تمام ملک ہند مراد ہے جسمین پنجاب بھی شامل و داخل ہے –

‡ انراسیل سید احمد خان بہادر سی ایس آئی نے جو انپا اور تمام گروہ اہلحدیث کا وہابی ہونا رسالہ جواب ڈاکٹر ہنٹر مین تسلیم کیا ہے وہ اور معنی کرکے ہے - چنانچہ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۱۴ مین فرماتے ہین "وہابی وہ ہے جو خالصتہً خدا کی عبادت کرتا ہو اور موحد ہو - اور اسکا اسلام ہوائے نفسانی اور بدعت کی آمیزش سے پاک ہو" - اور تہذیب الاخلاق ماہ رجب ۹۶ھ مین یہی معنی بیان فرماکر لکھتے ہین "ہم انہی معنونمین جو علانیہ بتا چکے ہین دونون قسم یعنی مقلد و لامذہب وہابیون پر اور خود اپنے پر وہابی کا لفظ اطلاق کرتے ہین" پھر ان کا یہہ تسلیم کرنا بھی جبرًا و اضطرارًا بطور مماشاة مع الخصم ہے نہ قصدًا و اختیارًا برضا و رجزم - لوگون نے انکو وہابی کہا اور محمد عبد الوہاب کیطرف منسوب کیا تو انہون نے اسکو تسلیم کر لیا کہ چلو وہابی ہین تو وہابی ہی سہی - وہابی ہونیکے معنے یہ ہین (جو بیان کئے ہین) اور اسمین برا ہی کیا ہے ورنہ خوب جانتے ہین کہ دراصل اس گروہ کا نام اہلحدیث ہے - اور اس فرقہ کے کسی آدمی کو محمد بن عبد الوہاب کی طرف منسوب ہونیکا اقبال نہین ہے - چنانچہ اسی رسالہ کے صـ۱۱ مین لکھتے ہین ڈاکٹر ہنٹر صاحب اپنی کتاب کے صـ۵۲ مین تحریر فرماتے ہین کہ وہابیت ایک ایسا طریقہ ہے جسکے رو سے مذہب اسلام ایک خالص توحید کی … ہو جاتا ہے یہ بالکل صحیح ہے لیکن اس موقع پر مین یہہ بات کہتا ہون کہ قبل اس سے کہ حال کے زمانہ کے مسلمانون

یا نواب صاحب بہوپال کی (جنکی کلام سے ہمنے اپنے دعاوی پہ استشہاد کیا ہے) رائے ہے
یا وہ عام قوم اہلحدیث ہند کی رائے ہے جہانتک ہمارے علم و تجربہ کو رسائی ہوئی ہے اس سے

نئے مذہب اسلام مین نئی باتین اور اختراعی رسمین ایجاد کین حضرت محمد رسول اللہ کے زمانہ
مین بھی اسلام کی بعینہ یہی صورت تہی۔ مذہب اسلام ابتدا مین بہت سے برسون تک ایک ایسا
مذہب رہا جسکا منشا صرف ذات باری کی پرستش تھی مگر سنہ ہجری کے دوسری صدی مین جبکہ
اسکے اصول کی نسبت علماء کے خیالات قلمبند ہوئے تو اسکے چار فرقہ قایم کئے گئے یعنی حنفی و شافعی
و مالکی و حنبلی اور کچھہ عرصہ تک مسلمانون کو یہ اختیار حاصل رہا کہ ان فرقون مین سے جس کسیکے
مسئلہ کو چاہین پسند کرین اور اسکی پیروی کرین لیکن جب بنی امیہ اور بنی عباس بادشاہ ہوے
تو انہون نے ایک حکم تمام مسلمانون کے نام اس مضمون کا جاری کیا کہ وہ ان چار فرقون مین
سے کسی ایک فرقہ کے تمام مسئلونکو قبول کرلین چنانچہ بعد اس حکم کے جو لوگ اسکی خلاف کرتے
تہے انکو سزا دیجاتی تہی چنانچہ اس جبری حکم کے باعث سے آزادانہ رای کا اظہار مسدود ہوگیا اور
مذہبی دست اندازی کا بڑا زور و شور ہوا مگر اسوقت مین بہی بہت سے آدمی ایسے تہے جو خفیہ اصلی
مذہب کے پابند تہے اور ظاہرا انکی یہ جرات نہ تہی کہ سوائے چند معتمد دمیون کے کسی سے اپنی
رائے کا اظہار کرین اور ایسے لوگ اُس زمانہ مین **اہلحدیث کہلاتے** تہے جو
حضرت رسول اللہ کے قول کے معتقد تہے اور مندرجہ بالا چارون فرقون کے مسئلون کے
پابند نہ تہے پس رفتہ رفتہ حکم مذکور الصدر اور زیادہ تشدد کے ساتھہ جاری کیا گیا یہان تک
کہ آخر کار وہ بہت سے مسلمانون کے مذہب کا ایک بڑا اصول ہوگیا اور پھر **اہلحدیث**
سے بہی عوام الناس رفتہ رفتہ عداوت کرنے لگے اور اصول شرع مین سچے مسلمانون کے نزدیک
وہ قابل ملامت قرار دئے گئے غرضکہ سنہ ۱۷۰۰ء کے شروع تک تمام مسلمانون کی یہی حالت
رہی۔ اسکے بعد عرب مین ایک ملکی لڑائی برپا ہوئی چنانچہ عبد الوہاب بادشاہ نجد کے بیٹے نے
اپنے مخالفون کو شکست دی اور خاص اپنے پیدا کئے ہوئے تخت پر بیٹھا مگر اسکا عقیدہ

بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہہ عام قوم اہلحدیث کی رائے ہے -
اسپر ہم سردست دو شہادتین (ایک داخلی ایک خارجی) پیش کرتے ہین اور

وہی تہا جو اہل حدیث کا تہا چونکہ وہ اپنے عہد مین سب سے زیادہ قوت رکہتا تہا لہذا
اُس نے علانیہ مذہب کے عقاید کی ہدایت کی اور جہانتک ہوسکا انکو جاری کیا اُسکی
وفات کے بعد اسی کے عقیدہ کا ایک اور بادشاہ تخت نشین ہوا جس نے اپنے جلوس کے
بعد بہت جلد مکہ معظمہ کی زیارت کی تیاری کی لیکن جس وقت اس نے مکہ معظمہ کے شریف
سے اپنے عقیدہ کے بموجب زیارت کرنیکی اجازت چاہی تو اس نے اسکی درخواست کو قبول
نہ کیا - اس وقت اس بادشاہ نے کہا کہ کسی شخص کو یہہ استحقاق حاصل نہین ہے کہ مجکو مکہ معظمہ
مین جانیسے روکے - چنانچہ وہ اندر گہس گیا اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دونون کو فتح
کر لیا بعد اسکے اُس نے اُن تمام دستورون اور رسمون کو موقوف کیا جو خالص مذہب
اسلام مین لوگون کی طرف سے داخل ہوگئی تہین اور جو چار نشان اس درگاہ مقدس کے
اندر گویا ان چار فرقون کے پیرؤن کے واسطے بنائے گئے تہے ان کو اور بعض اولیاء اللہ
کی قبرون کو جن کو بہت لوگ بمنزلہ بُت کے پوجتے تہے توڑ ڈالا پہر چند روز بعد اس بادشاہ
کو محمد علی بادشاہ مصر نے شکست دی جسکی سبب سے وہ مجبور ہوکر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ
سے چلا گیا - پس جاہل مسلمانون کو ان زیادتیون سے (جیسا کہ وہ اپنی رائے مین سمجہتے تہے)
جو اہلحدیث نے کی تہین نہایت رنج ہوا جسکے سبب سے جاہل قوم ترک اور عبد الوہاب
کے معتقدون کے درمیان ایک سخت عداوت پیدا ہوگئی - پس اس زمانہ سے عبد الوہاب
کے پیرو بجائے اہلحدیث کی کہلانے لگے - یہودیون نے بہی حضرت عیسی علیہ السلام
کے معتقدون کے ساتہہ ایسا ہی سلوک کیا تہا جسکو وہ نصرانی کہتے تہے - اور ہندوستان
مین اہل اسلام کی حکومت مین قوم ترک اور وہ پٹہان بادشاہ جو حنفی فرقہ کے رسمیے تہے اور
مذہبی تحمل کے بالکل مخالف تہے اور قوم مغل کے بادشاہون کے عہد مین بجز اکبر کے عہد کے

اپنی مصلحت اندیش گورنمنٹ اور ملک سے امید رکھتے ہین کہ پوری توجہ وانصاف سے ان شہادتون کو سُنین - پس اگر اِن شہادتون کو راست اور ہماری دعوی کے مصدق پادین تو جو داد ہم اُن سے چاہتے ہین وہ داد دین ✣

✣ پچھلے زمانہ کی یہی حالت رہی اِس سبب سے اُس زمانہ مین **اہلحدیث** کے پیرو بعنوان وہابی بغیر اندیشہ کے اپنے مسلمون کی ہدایت نہین کرسکتے تھے البتہ اب حکومت انگریزی کے قایم ہونے کے بعد انگریزون کے اِس اصول کے باعث کہ وہ کیسے مذہب مین مطلق دست اندازی نہین کرتے ہین **اہلحدیث** کے پیرو پہر خبردار ہوئے اور اُنہون نے علانیہ اور بلا خوف وخطر وعظ کہنے شروع کئے پس ہندوستان کے مسلمان بہی اُن سے ایسی ہی دلی عداوت رکہنے لگے جیسیکہ تُرک عرب کے **اہلحدیث** سے عداوت رکہتے تہے اور وہ بہی انکو وہابی سمجھتے تہے وہابیت کی یہہ تاریخ ہے جو صدر مین بیان کی گئی جس سے ڈاکٹر ہنٹر صاحب اس قدر خائف ہین -

اور اس رسالہ کے صفحہ ۱۱۴ مین فقرہ منقولہ صدر سے پہلے آپنے فرمایا ہے "لیکن ہم تو عام مسلمانون مین اور وہابیون مین کچھہ تفرقہ نہین پاتے اور یہہ بہی کچھہ ضرورت نہین ہے کہ وہابی وہی ہے جو صرف عبدالوہاب کا مقلد ہے - سُنی حنفی مالکی یا اہل اسلام کے دوسرے فرقہ کا آدمی بہی وہابی ہوسکتا ہے اور جہانتک ان اطراف مین ہمکو وہابیون کے دیکھنے کا اتفاق ہوا جب کسی وہابی سے پوچھا کہ تم کس فرقہ مین سے ہو ہمیشہ وہ اپنے تئین اہل سنت والجماعت ظاہر کرتا ہے وہابی وہ ہے جو خالصتہً خدا کی عبادت کرتا ہے الخ" -

یہہ کلام انریبل صاحب صاف ناطق ہے کہ اِس گروہ کا قدیمی نام اہلحدیث ہے وہابی نہین ہے اور صاحب موصوف بہی اپنے آپ اور تمام اہلحدیث ہند کو وہابی بمعنے پیرو عبدالوہاب نہین مانتے صرف لوگون کے کہنے سے اِن پر لفظ وہابی کا اطلاق تسلیم کرتے ہین پہر اس لفظ کے معنی تصحیح کرتے ہین چلئے دانے پہلے ایک شخص نے اس لفظ کو مانکر اسکی تشریح مین یہ مصرعہ کیا ہے ع وہابی کئے نہ ہے رحمان والا - **ہماری خیال** مین اس سچے اور صحیح معنی کا مصداق و محل ہوکر بہی وہابی کہلانیکی

ضرورت نہین کی - (ملاحظہ ہو)

✣ یہہ تفسیر مخالف کی زعم پر ہے — حاشیۃ الحاشیہ

داخلی شہادت کا بیان یہہ ہی کہ اہلحدیث ہند عموماً اپنے مذہب (قرآن و حدیث) کی پابند تسلیم کئے جاتے ہین اور اصل مذہب (قرآن و حدیث) رعایا کو مخالفت و بغاوت اپنی گورنمنٹ سے (جسکے زیر حکومت امن و آزادی سے شعایر مذہبی ادا کرتے ہون) سخت تاکید و تشدید سے مانع ہی چنانچہ نمبر سابق اور اس سے پہلے نمبر ون مین یہہ امر قرآن و حدیث سے ثابت کیا گیا ہے۔ اور اس بات سے بڑہکر اسکا ثبوت ہمارے رسالہ **اقتصاد فی مسایل الجہاد** مین ہی۔ پس جو شخص تمام ہندوستان مین عقیدہ اہلحدیث پر ہوگا وہ ضرور اسی اعتقاد عدم جواز مخالفت گورنمنٹ پر ہوگا ورنہ وہ اتباع و پابندی مذہب (قرآن و حدیث) سے خارج تصور کیا جاویگا اور اہلحدیث (یا بزعم مخالف وہابی) نہ کہلائیگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو کچھ ہمنے اس باب مین بیان کیا ہی یہہ صرف ہماری یا نواب صاحب بہوپال کی رای نہین ہی بلکہ یہہ عام لوگون کی رائے ہے جو قرآن و حدیث کی پابند کہلاتے ہین۔

اس شہادت سے جیسا کہ اس رائے کا عام ہونا ثابت ہوا ویسا ہی یہہ بہی ثابت ہوا کہ جو ہمنے مسلہ عدم جواز مخالفت و بغاوت گورنمنٹ بیان کیا ہی اسمین وہابیوں کہ بناوٹ و تکلف کو دخل نہین

اس معنی کو محمد بن عبد الوہاب سے کیا خصوصیت ہی۔؟ اور گروہ اہلحدیث ہند کو محمد بن عبد الوہاب سے کیا تعلق و نسبت ہی۔ کیا خالصتاً للہ خدا کو پوجنا اور اپنے دین کو آمیزش بدعت سے پاک کہنا ہندوستان یا عرب کے اہلحدیث کو محمد بن عبد الوہاب نے سکہایا ہی ؟ اس سے پہلے اس بات کو کوئی نہین جانتا تہا۔؟ فرض کیا کہ محمد بن عبد الوہاب کوئی نیک آدمی اور موحد تانہ عقیدہ پر تہا (جیسا کہ سید احمد خان صاحب نے بیان کیا ہے) مگر اس سے اسکا اس گروہ (اہلحدیث ہند) کے لئے مقتدا و پیشوا ہونا کہان ثابت ہوتا ہی۔ جس حالتمین یہہ لوگ صحابہ و ائمہ کی تقلید نہین کرتے اور انکے مقلد نہین کہلاتے تو محمد بن عبد الوہاب بیچارہ کیا چیز ہی خصوصاً ایسی حالتمین کہ انکو محمد بن عبد الوہاب سے کوئی واسطہ مریدی یا شاگردی یا استفادہ کتابی نہین ہی ہم امید کرتے ہین کہ سید احمد خان صاحب اس تسلیم کو انکار سے مبدل فرما دینگے اور جہانتک ممکن ہو بنظر خیر خواہی قوم (جسکے وہ مدعی ہین اور تادم کی سختی و تکفیر بہی وہ اس سے رک جانیکو پسند نہین کرتے) اس قوم سے اس لفظ کی اٹہا دینے کی کوشش کرینگے۔ جیسا کہ اسکے معنے فاسد کے اٹہانے مین کوشش کر چکے اور اسمین کامیاب ہوے ہین

لائق ملاحظہ صفحہ ۳۱۴ سے

جنکو قرآن وحدیث کا پابند تسلیم کیا جاتا ہی انکو گورنمنٹ سی دلی ارادت اور اسکی بغاوت سی دلی تنفر ہی۔ اور یہہ انکا مذہبی و ایمانی فرض ہی مگر اس شہادت کی صداقت **تین امور کی تنقیح** پہ موقوف ہی

اول یہہ کہ اہلحدیث قرآن وحدیث کی پابند ہین یا نہین **دوم** یہہ کہ جو آیات واحادیث ہمنی اس مسئلہ مین بیان کی ہین وہ قرآن وکتب حدیث مین موجود ہین یا نہین **سوم** یہہ کہ بصورت موجود ہونے کی انکے معنی وہی ہین جو ہمنے بیان کئے ہین یا اور۔

امر اول تو ہماری خیال مین مسلم ہے سب کوئی جانتا ہی کہ یہہ لوگ عموماً قران وحدیث کی پابند ہین بلکہ اسی خیال وخوف سی انپر برعکس گمان کیا جاتا ہے جس سے وہ انکاری ہین۔

امر دوم وسوم کی تنقیح سہل ہے جسکو اسمین شک ہو وہ کسی واقف قرآن وحدیث سی حسب نشاندہی ہماری تحریرات کی آیات وحدیث نکلوا کر دیکھہ لے۔ پہر کسی عربی دان (عیسائی ہو خواہ یہودی وغیرہ سی جو فرقہ اہلحدیث کا طرفدار نہو) اسکے تراجم ومعانی پوچھہ لے وہ ہماری بیان سی سر مو تفاوت نہ پاویگا اور اس شہادت کی صداقت کا اسکو یقین ہوگا۔

خارجی شہادت کا بیان طویل ہی مگر ہم اسکا خلاصہ بیان کرتے ہین۔ ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۲ مطبوعہ نومبر ۱۸۷۹ئہ مین ہمنی ایک اشتہار جاری کیا تہا جسمین اپنی رسالہ الاقتصاد فی مسایل الجہاد کی اصل اصول مسایل کو بیان کرکے اسکی اشاعت وطبع کی بابت عام اہلحدیث سی مشورہ لیا تہا پس سیکڑون ملکہ ہزارون نے اپنا توافق رائی ظاہر کیا اور اس رسالہ کی شاعت وطبع کا مشورہ دیا اور اس زمانہ سی ابتک اس رسالہ کی مطالبہ مین لوگون کے خطوط چلے آتی ہین اور اسکی طبع واشاعت لوگ دلسی چاہتی ہین اس سی بہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہ رائی عام رائی ہی صرف ہماری یا نواب صاحب بہوپال کی رائے نہین ہی۔

اس شہادت مین امر تنقیح صرف ایک ہی امر ہے کہ وہ تحریرات وخطوط موجود ہین یا نہین سو جسکو شک ہو وہ ہماری پاس آئی یا جس سبیل سے ممکن ہو وہ تحریرات دیکھہ لی۔ ہمنی چاہا تہا کہ بطور تمثیل دس بیس جامع کی تحریرات واسامی اُن علماء ورؤساء زمرہ اہلحدیث کو جنہونی اسپر دستخط کئی ہین اس نمبر مین درج کرین مگر طوالت مضمون سابق اور تنگی جگہ نی اسکی اجازت نہین دی۔ خیر یہہ امر پہر کسی موقعہ پر بہی یاد باقی بصفحہ باقی

صفحہ نمبر ۲۸۹ ۳۲۰ سے لایق توجہ گورنمنٹ و اعیان مذہب

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر دہم — **معہ** — **جلد چہارم**

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب محمدیہ اہل السنۃ

بابت ذیقعدہ ۱۲۹۸ھ مطابق اکتوبر ۱۸۸۱ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب: درجہ	مرتبہ		قیمت سالیانہ: بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس ۔	للعہ	سے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عالہ غنیا و لائبریری و سوسائیٹی ہا	عہ	سے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	سے	عمر ۸ر
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ یا ہو اس سے زیادہ آمدنی نہ رکھین اور رسالہ پیشگی داخل کرین	سے	۱۲ر
۵	للّہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ یا ہو ایکی آمدنی نہ رکھین مگر علمیت رکھین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعا خیر

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتونکی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب برآری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے ❊

۲ ۔ جنکے نام اصل رسالہ یا اُسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اُسی مہینے سے قیمت حسب [illegible] جس مہینے کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ اصل رسالہ یا صرف ضمیمہ واپس کرین ❊

۳ ۔ خط و کتابت متعلق پرچہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل [illegible] اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے ۔ ❊

راقم ابو سعید محمد حسین ۔ لاہور ۔ محلہ سید مٹھہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

کیا اشاعۃ السنہ کا دیر سے نکلنا ناظرین وخریدارون کی قلت رغبت و نادہندگی قیمت کا موجب ہوسکتا ہے ؟

یہہ رسالہ اگر ملکی اخبار ہوتا اور ملکی حالات و واقعات سے بحث کرتا تو اسکے مقرری وقت سے ادنی تجاوز کا بہی اُن امور کا موجب ہونا ضروری تہا۔ کیونکہ ملکی حالات و واقعات کا تازہ بتازہ علم ملک کے لیئے اُن نتائج واغراض کا مثمر ہوسکتا ہے جو اخبارون سے مدنظر و مطلوب ہوتے ہین ورنہ وقت گذر جانیکے بعد ایک کسی امر کا علم مشت بعد از جنگ کے مشابہ ہوتا ہے اور وہ اخبار جسکے ذریعہ سے وہ علم حاصل ہو تقویم پارینہ کا مصداق بنجاتا ہے۔ مگر جسحالت مین یہہ رسالہ ملکی حالات و واقعات سے بحث نہین کرتا بلکہ اُن مسایل دین سے بحث کرتا ہے جو توقف و تطاول زمانہ سے پارینہ نہین ہوتے تو پہر اسکا دیر سے نکلنا اُن امور کا موجب کیونکہ ہوسکتا ہے۔ بلکہ سچ پوچہو تو اسکا یہہ توقف والتوا مزید اشتیاق و فور رغبت شایقین کا موجب ہونا چاہیئے ❊

دیکہو روزہ دار کو دن بہر کی انتظار کے بعد کہانا ملتا ہے تو وہ اس سے کیسا حظ اُٹہاتا ہے۔ **جمعہ** سات روز کے وقفہ سے آتا ہے تو اپنے شایقین کو کیا لُطف دکہاتا ہے۔ **عید** کا چاند سال کے بعد آتا ہے تو اُسکا نظارہ اور بہی سرور و حلاوت بخشتا ہے ❊

یہی حال شایقین و ناظرین اشاعۃ السنہ کا ہونا چاہیئے جب وہ بعد انتظار اُن کو جلوہ دکہائے بشرطیکہ اسکے مشاہدہ جمال سے انکو حلاوت ایمانی و فرحت روحانی حاصل ہوتی ہو۔ اور جنکو یہہ کیفیت حاصل نہین انکو اسکا متواتر وصال بہی صحبت ناجنس اور اکتساب بالہی پہر انکو دیرسی کی شکایت ہی کیا ہے۔

بقیہ مبحث اثبات نبوت

تتمہ مقدمہ سابعہ

(جسکو نمبر سابق مین حضرت کاتب نے مقدمہ سابقہ لکھا ہے ناظرین اسکو درست کرلین)

اس مقدمہ سابعہ مین باوجود اشکال کے کسی قدر طول بھی ہوگا اشکال کا علاج تو ہم شروع مقدمہ مین بتا چکے ہین - طوالت پر ناظرین معطاف فرماوین - اور اس مبحث کی معانی و مبانی کو خیال مین لاوین اور پہر داد دین کہ ایسے معانی مختصر الفاظ سے کیونکر ادا ہو سکتے ہین - ؟

اور اگر ہم یہ خیال کرتے ہین کہ وہ صفات انسان کی خوبصورتی اور اسکے خط وخال کی خوش رنگی ہے تو ہمکو یہ خیال آتا ہے کہ یہہ صفات تو انسان کی نسبت پھولون اور پتون مین بڑہکر موجود ہین - پس چاہیے کہ انسان ان چیزون کو بدرجہ اول کہا جاوے اور اگر یہہ سوچتے ہین کہ وہ صفات انسان کا کھانا پینا غضب و شہوت وغیرہ ہین تو یہ بھی سمجھہ مین آتا ہے کہ یہہ صفتین انسان سے بمراتب زاید ہاتھی - گھوڑے - گدہے - شیر - بھیڑئے - خنزیر - بندر مین پائی جاتی ہین - پس اگر انسانیت کثرت شہوت سے عبارت ہے تو بندر انسان کامل ہے جو اس صفت مین سب سے بڑہکر ہے - اسکے بعد خنزیر وغیرہ سانڈ جانور - اور اگر پہاڑ کھانا مار ڈالنا انسانیت کے کام ہین تو شیر بھیڑیا انسان کھلانے کے زیادہ مستحق ہین - اور اگر بہت کہانا انسانیت ہے تو ہاتھی سب سے زیادہ اس نام کا استحقاق رکھتا ہے حالانکہ ان سب حیوانات کو باوجود کمالیت صفات مذکورہ کے کوئی انسان نہین سمجھتا ٭

ان سب صفات سے بہتر بعض **صفات** ہم انسان مین ایسی ہی پاتے ہین جو بادی الرای مین حیوانات وجمادات مین پائی نہین جاتی۔ جیسی عجیب عجیب صنعتین بنانا بہادری وغیرہ اخلاق فاضلہ کا محل ہونا۔

عامہ خلائق جنکو صرف **بادی الراے** پر نظر ہوتی ہے ان ہی صفات کو مناط انسانیت سمجھتے ہین۔ اسیواسطے جمہور خلائق ان ہی صفات کے تحصیل و محافظت مین شب و روز سرگرم ہین اور جنمین یہہ صفات ہین وہ انسان کامل خیال کئے جاتے ہین مگر تعمق و **غور نظر** سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ صفات بہی مدار و مناط انسانیت نہین ہین۔

ان صفات کا کچھہ نہ کچھہ اثر واصلیت اور حیوانات مین بہی پائی جاتی ہے **مثلاً** بہادری کی اصلیت غصہ کرنا اور انتقام کا طالب ہونا اور سختی وہلاکت کی جگہہ ثابت قدم رہنا ہی سو بہتیرے حیوانات مین پایا جاتا ہے۔ عجائب صنعتین بھی بعض حیوانات سے سرزد ہوتی ہین **دیکھو** بیا کیسا گہر بناتا ہے جو انسان سے بجز تکلیف بن نہین سکتا **شہد** کی مکہی بلا پرکار وصناعی آلات کے ایسا مسدس چہتا بناتی ہے جو انسان سے بدون آلات تیار ہونا مشکل ہے۔ اسکے نظایر اور بہت ہین جنکا ذکر اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۲ مین گذرا ہے۔ **بلکہ** مدار و مناط انسانیت اور ہی امور وصفات ہین جن سب کا مآل و مرجع اسکی **دو صفتین** ہین۔ **ایک قوت عقلیہ** جو ادراک کلیات سے عبارت ہے اور اُسی کی نظر سے انسان کو ناطق یعنے مدرک کلیات **کہا** جاتا ہے۔ اِس قوت کی دو شاخین ہین **ایک** وہ جسکو نظام بشری واسباب دنیاوی سے تعلق ہے اور ان ہی کے متعلق اس نظام بشری و دنیاوی سے قواعد وضوابط استنباط کرنا اسکا کام ہے **دوسری شاخ** وہ جسکو غیب بالغیب سے تعلق ہے اور ورود علوم وضوابط وہبی ہونا اسکا فعل ہے۔

دوسری قوت عملیہ ہے اسکی بہی **دو شاخین** ہین **ایک** اعمال کو بطریق ارادہ واختیار[*]

* ارادہ اختیاری جسکی ترک بھی اختیاری ہو۔ نہ طبعی جسمین ترک واخذ دونون اضطراری ہوتی ہین۔

وجود مین لانا جس سے عمل انسانی کو بھایم وحیوانات کے افعال سے تمیز ہوتی ہے -

ہر چند حیوانات و بہایم بہی عمارہ عمدہ افعال کرتے ہین چنانچہ ابھی ہم ذکر کر چکے ہین مگر وہ جو کچہہ کرتے ہین طبعًا و اضطرارًا کرتے ہین - ارادۃ و اختیارًا نہین کرتے اسپر یقینی دلیل یہہ ہے کہ انسان جو فعل کرتا ہے اسکا اثر و رنگ اسکے دل مین پیدا ہوتا ہے بخلاف حیوانات و بہایم کے کہ وہان اثر و رنگ پیدا نہین ہوتا - انسان جس کام کو اچھا سمجھکر کرتا ہے اس سے اسکے دل پر فرحت و نورانیت و سرور پیدا ہوتا ہے اور جس کام کو وہ برا سمجھکر عمل مین لاتا ہے اس سے اُسکے دلپر ظلمت و کدورت پیدا ہوتی ہے اور یہہ امر حیوانات و بہایم سے مشاہدہ مین نہین آتا -:

دوسری شاخ قوت عملیہ کی روحانی حالات و عالی مقامات ہین جیسے اپنے خالق سے اُنس و محبت رکھنا اسپر بہروسا کرنا و علی ہذالقیاس -

ان دونون صفتون اور اسکے شاخون کا صرف انسان مین (نہ اسکے ہمجنس اور حیوانات مین) پایا جانا مشاہدہ و تجربہ سے ثابت ہے اسلئے انکا اثبات و بیان دلایل انسانون کے لئے چندان ضروری نتھا - مگر چونکہ اکثر انسان بہیمی حجابون مین مستور ہوکر اپنی انسانیت سے غافل ہین - اسلئے ان صفتون اور انکی شاخون کے وجود پر ان لوگون کو آگاہ کرنا ضروری ہے قوت عقلیہ و عملیہ کی پہلی دونون شاخون کے وجود پر انسانون کا طریق تمدن و طرز معاشرت گواہ ہے ہم صاف مشاہدہ کرتے ہین کہ اگرچہ انسان کہانے - پینے - مباشرت کرنے - سردی کے وقت دہوپ مین بیٹھنے - آگ تاپنے اور گرمی کے وقت سایہ مین بیٹھنے وغیرہ طبعی کامون مین اور حیوانات سے مشارکت رکھتا ہے مگر وہ ان سبھی کامون مین اور حیوانات سے تین امور مین امتیاز رکھتا ہے اول یہہ کہ ان کامون کے لئے اُسکے دل مین باعث و محرک ایک کلی راے پیدا ہوتی ہے جو اُن کامون کا نشیب و فراز و انجام و آغاز بتاتی ہے مثلاً کہانے مین یہہ راے کلی پیدا ہوتی ہے کہ کہانا پینا زیست انسان کا مدار ہے جو شخص کہانا نہین

کہاتا وہ کوئی کام کر نہین سکتا - مباشرت مین یہہ رائے کہ انسان کی صحت شخصی وحفظ
نوعی اسپر موقوف ہی جو انسان وقت ضرورت اس سی معطل رہتا ہے وہ ذاتی نقصان
بہی پاتا ہے اور نسل انسانی کو بھی نقصان پہنچاتا ہے - اس طرح کی رائے کلی حیوانات کے
طبعی افعال مین پائی نہین جاتی † - انکو صرف طبعی جذبات ومخصوص حرکات ان افعال مین باعث
ہوتے ہین **مثلا** کہانے پینے پہ باعث صرف بہوک وپیاس ہوتی ہے جسکے ساتھ کوئی نفع
ومنفعت کلی انکے خیال مین نہین ہوتی - جوڑہ کیطرف متوجہ ہونے پہ صرف شہوت باعث
ہوتی ہے اسمین غایۃ ومصلحت کلی انکی سمجہہ مین نہین آتی -

† اگر حیوانات کے افعال مین باعث ومحرک کوئی رائے کلی پائی جاوے تو ضرور ان افعال کا اثر وزنگ
انمین پیدا کرے مگر ہم یہہ اثر حیوانات مین نہین پاتے - پرندہ یا چرندہ جانور جب کسی دام مین پہنستا
اور صدمہ اوٹہاتا ہے تو اس سے کوئی عام نتیجہ نہین نکالتا - اسیواسطے اگر اسکو اس دام سی چہوٹکر
پہر اس دام کے پاس آنے کا اتفاق ہوتا ہے تو اسمین مبتلا ہو جاتا ہے اور دوسرا جانور
جو ہنوز دام مین نہین پہنسا اسکو دیکہہ کر اس سے نتیجہ نہین نکالتا اور اس دام سے نہین بچسکتا
اگر کہو کہ بعض انسان بھی ایسے ہوتے ہین کہ جس کام مین وہ نقصان پاتے ہین یا کسیکو
نقصان پاتے ہوئے دیکہتے ہین اس سے بچ نہین سکتے تو اسکا **جواب** یہہ ہی کہ وہ انسان بھی
ان جانورون سے بڑہکر نہین ہین **ہان** انمین انمین اتنا فرق ہے کہ انمین نتیجہ نکالنے اور بچ
جانیکا مادہ وطاقت ہی انکی انسانیت سی بہیمیت کا پردہ کہلے تو وہ اس مادہ سے کام لے سکتے ہین
بخلاف ان جانورون کے کہ انمین یہہ مادہ ہی نہین ہی اور وہ اس سی کبہی کام نہین لیسکتے جو لوگ انسان
کے سوای اور حیوانات کیلئے نفوس اور ادراک کلی تجویز کرتے ہین وہ بعض حیوانات کی افعال کو قوانین وضوابط
پر مبنی بتاتے اور ان قوانین کو بیان کرتے ہین چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۲ مین بصفحہ ۸۴ انکے اقوال
کی تفصیل منقول ہے **مگر غور** کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قوانین وضوابط ان ہی لوگون کی عقل
کی استنباط ہین جیسے کوئی دانشمند دوسرے کے قول وفعل سے بعد الوقوع ایسے نکات نکالتا ہی جنسی اس

انسان کو اپنے افعال مین بعض اوقات ایسی بھی کلّی رائے باعث و محرک ہوتی ہے جسمین اسکی طبعی غرض کچھہ دخل نہین رکھتی بلکہ اس غرض طبعی کی اسمین مخالفت پائی جاتی ہے اور اسکو صرف مصلحت عام و اصلاح و تہذیب نظام مدنظر ہوتی ہے جیسے خود بھوکے رہنا - اور اپنا کھانا دوسرے محتاج کو جو اس سے زیادہ مضطر و ہلاکت کا خوف رکھتا ہو دیدینا - یا اپنی شہوت کو غیر محل مین نہ نکالنا وعلی ہذا القیاس +

امر دوم یہہ کہ وہ اپنے کام مین شایستگی بھی مدنظر رکھتا ہے یہہ امر بھی حیوانات مین پایا نہین جاتا - انکو صرف دفع ضرورت و قضا حاجت طبعاً مطلوب ہوتی ہے - انسان حاجت روائی سے علاوہ اپنی کارآمدنی چیزونمین یہہ بھی چاہتا ہے کہ اسمین اسکی آنکھ کو ٹھنڈک اور دلکو لذت حاصل ہو - اسی خیال سے عورت خوبصورت چاہتا ہے - مکان عمدہ و بلند - کھانا لذیذ و لباس فاخرہ حیوانات کو اس امر کا خیال نہین ہوتا +

امر سوم یہہ کہ وہ ان ضوابط و قواعد حسن معاشرت کو دوسری بنی نوع سے اخذ کرتا ہے اور نوع انسانمین افادہ و استفادہ تعلیم و تعلم ضوابط جاری ہے - ضبط قواعد و استخراج نتایج اگرچہ انسان کا نوعی خاصہ ہے مگر اسکا تحقق و وجود اس نوع کے بعض افراد مین ہوتا ہے نہ سبھی افراد مین - اور نوعی احکام ایسے بہت ہوتے ہین جو صرف بعض افراد مین پائے جاتے ہین - دیکھو شہد کی مکھیون مین صرف ایک مکھی (یعسوب نامی) جو سردار کھلاتی ہے اپنے نوع کی تدبیر و سیاست کرتی ہے - یہہ امر باوجودیکہ اسکا خاصہ نوعی ہے ہر ایک مکھی کو حاصل نہین - دور کیون جاؤ انسان ہی کے اور خواص نوعی دیکھہ لو - جبن و شجاعت و عقل و حماقت و خیاطت و کتابت وغیرہ انسان کے خواص نوعی ہین - مگر سبھی انسان نامرد و بہادر و ذکی و احمق و درزی

بقیہ حاشیہ صفحہ ... شخص کو شعور بھی نہین ہوتا اُن قوانین و ضوابط کے حیوانات کے خیال مین موجود ہونے پر کوئی دلیل قایم نہین ہے اور اسکے نفی پر وہ کامل دلیل موجود ہے جو ہمنے بیان کی ہے کہ اگر افعال حیوانات کے اصول و ضوابط ان کے خیال مین ہوتے تو ان کا اثر ورنگ انمین پیدا ہوتا جس سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ حیوانات کے لئے عقل و نفس ناطقہ و ادراک ... +

دکھاتے نہین ہوتے ٭

بناء علیہ بعض انسان اس قدر عقل رکھتے ہین جس سے وہ خود اپنے کامون کے لئے قواعد وضوابط کلی مقرر کر لین اور بعضے ایسے ہین جنکے دل مین ضوابط کا خیال گذرتا ہے مگر وہ اپنی عقل سے استنباط نہین کر سکتے - یہہ لوگ جب کسی دانشمند کو سنتے ہین کہ اس نے کارآمد فی ضوابط و قواعد مقرر کئے ہین تو اُن کو دل سے قبول کرتے ہین اور دانتون سے مضبوط پکڑتے ہین کیونکہ انکو اپنے خیالی اور اجمالی ضوابط کے موافق پاتے ہین - اسکی

تشریح ایک مثال سے کیجاتی ہے -

بعض آدمی جنگلی (یا وحشی) بہوکے اور پیاسے ہوتے ہین اور کھانا پانی نہین پاتے تو نہایت تکلیف اٹہاتے ہین اور کھانے پینے کی کوئی سبیل نہین پاتے پہر ایک دانشمند شہری واقف کار دیکھتے ہین کہ جب وہ اسی بہوک و پیاس مین مبتلا ہوتا ہے تو کھانیکے لئے اناج تلاش کرتا ہے پھر اسکا بیج بوتا ہے پہر اسکو پانی دیتا ہے پہر کھیتی پکنے کے وقت کاٹتا ہے پہر غلہ کو بہس سے جدا کرتا ہے پہر اس غلہ کو وقت حاجت کے لئے سنبہال رکھتا ہے اور پانی کے لئے کنوان کہودتا ہے یا چشمے اور نہرین تلاش کرتا ہے - اور پانی رکھنے کے لئے مٹکے ٹہلیا مشک وکوزہ بہم پہنچاتا ہے - پہر جب وہ تجربہ سے جان لیتا ہے کہ اگر وہ کچا اناج اور ناپختہ بقولات کھائیگا تو اسکا معدہ درد کریگا تو اس اناج کے لئے پیسنا پکانا تجویز کرتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس سبہی کامون کے قوانین وضوابط مقرر کرتا ہے پس وہ جنگلی (یا وحشی) اس دانشمند شہری کے ضوابط و قوانین کو بدل باور کرتا ہے - اور اُنکے سیکہنے اور عمل مین لانے مین دل سے کوشش کرتا ہے - اسی طریق سے بڑی بڑی شہرون اور آبادیون مین ضوابط و قوانین پائے جاتے ہین جو اب کمال شہرت کو پہنچ گئے ہین اور انپر جمہور خلایق متفق ہین - ایک زمانہ مین وہ نہایت کم تہے اور بعض بالکل نتہے - اسبات پر اکثر معمورات زمین خصوصاً یورپ کے ابتدائی حالات اور اس زمانہ تہذیب و ترقی کے حالات کا باہم مقابلہ کرنا یقین دلاتا ہے ٭

یہہ تینون امر انسان کے طبعی الہامات سے مل جل جاتے ہین جیسے سانس لینے سے (جو طبعی وضروری امر ہے) اسکو چھوٹا یا بڑا کرنا ملجاتا ہے -

پھر یہ تینون امر (لوگون کی مزاج اور عقلون کے مختلف ہونے کے سبب) لوگون مین مختلف طور پر پائے جاتے ہین کسی مین کامل کسی مین ناقص کسی مین متوسط اسیوجہ سے جو کام ودنیاوی انتظام ان امور کے ذریعہ سے لوگ کرتے ہین مختلف ہوتے ہین - ان مختلف انتظامون کے درجات ومراتب بیشمار ہین پر ہم بغرض افہام ناظرین انکے **دو حدین** بیان کردیتے ہین بقیہ درجات کو ناظرین خود قیاس کر سکتے ہین +

ایک وہ حد جس سے کسی جگہہ کے لوگ خواہ کیسے ہی چھوٹی بستیون اور پہاڑون اور جنگلون کے رہنے والے ہون خالی نہین ہوتے جیسے بول چال وباہمی تخاطب کے لئے سیدھے سیدھے الفاظ واصطلاحات مقرر کرنا جسطرح ہو سکے کھیتی کرنا درخت لگانا کنوئین کھودانا - جانورون کو قابو مین لاکہ انسے کام لینا برا بھلا چھونپڑا یا چھپر رہنے کے لئے بنالینا اچھا برا کپڑا یا کمبل اوڑہنے کو بنوالینا - اپنی غرض کے موافق جورو کرلینا - جیسے بن پڑے بچون کی تربیت وتعلیم کرنا - اپنے تنازعات ومعاملات کے تصفیہ کے لئے کوئی سردار یا ممبر بنالینا وعلی ہذالقیاس اس حد کو **ادنی** یا ابتدائے **حد نظام** کہا جاتا ہے +

دوسری حد وہ جو بڑے بڑے شہرون اور شایستہ ملکون مین پائی جاتی ہے جہان لوگ بکثرت رہتے ہین - مین بڑے بڑے تجربہ کار ہوشیار ہوتے ہین وہ ان سبہی کامون کو جو حد اول مین مذکور ہوئی تہذیب وشائستگی سے کرتے ہین اور انکے اصول وقواعد بھی عمدہ بنلاتے ہین - جنکی تفصیل اسمقام مین محض تطویل ہے - ہر ایک کام زراعت - تجارت اکل وشرب - لباس سہنا کہنا - تربیت اولاد - صحبت ابنائے جنس - سکونت - سیاحت - ریاست حکومت - صناعت وغیرہ مین شایستگی وترقی مہذب شہرون اور ولایتون کے رہنیوالون کی کس وناکس پر عیان ہے - اس حد کو **اعلی** یادرجہ دوم کی **حد نظام** دنیاوی کہا جاتا ہے

پہر ہم یہہ بھی دیکھتے ہین کہ ان امور ثلثہ اور ان انتظامات رجوان سے متفرع ہین ہکے اصل اصول پہ سبہی لوگ شہری دیہاتی حضری بدوی متفق ہین کسی اقلیم کے لوگ رجو صحت اعتدال پر ہین) ان امور وانتظامات کے اصل اصول سے مخالف نہین ہین۔ کسی کو اختلاف ہے تو صرف انکی کیفیت یا کمیت مین ہے مثلاً نعش مُردہ کو زندون سے الگ کرنا اتفاقی امر ہے اور اسکے اصل اصول بد بو سے بچنا اور مُردہ کی نعش بگڑنے کو نہ دیکہنا بھی اتفاقی ہے۔ اختلاف ہے تو اسکی کیفیت مین کوئی یہ امر مُردہ کو جلانے سے عمل مین لاتا ہے کوئی دفن کرنے سے کوئی دریا برد کرنے سے۔ ایسا ہی چوری کرنا اتفاقی بد ہے۔ اختلاف ہے تو اسمین ہے کہ چوری کی حد کیا ہے اور سزا کیا۔ وعلی ہذا القیاس زنا وغیرہ کو سمجھنا چاہیے ۔

بعض لوگون کا ان امور واصول کے برخلاف زنا کرنا چوری کرنا اس اتفاق مین خلل انداز نہین ہو سکتا ہے کیونکہ ان لوگون مین بعض تو مسلوب الحواس ومجنون ہین رجو قوات عقلیہ انسانی کے سبب بہائم سے ملحق ہین) اور بعض جو باہوش حواس کے ساتھ یہ کام کرتے اور دیدہ ودانستہ بہائم بنتے ہین وہ اپنے دل سے خوب جانتے ہین کہ یہہ فعل بد ہین جو کسی کی بہو یا بیٹی سے زنا کرتا ہے اگر اسکی بہو یا بیٹی سے کوئی زنا کرے تو دیکھو اسکو کیسا برا معلوم ہوتا ہے اور اسپر وہ کیسی غیرت کرتا ہے ۔

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ نوع انسان مین قوت عقلیہ وعملیہ کے پہلی دو شاخین موجود ہین جنسے وہ اور حیوانون سے امتیاز وخصوصیت رکھتا ہے ۔

اب رہی اسکی **دوسری دو شاخین** قوت عقلیہ وعملیہ وہ بھی مشاہدہ حال انسان سے ثابت ہین۔ ہم صاف مشاہدہ کرتے ہین کہ بعض انسان ایسے علوم وقوانین بیان کرتے ہین جنکو ظاہری نظام دنیاوی سے اخذ نہین کیا جا سکتا۔ اور خواہ کیسی ہی قوت فکری واستنباطی صرف کرین اس عالم دنیوی مین اُن علوم کا سُراغ نہین ملتا۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اُن علوم کا القا انسان پر غیب الغیب سے بذریعہ وحی ہوتا ہے اسکا تفصیلی بیان مقدمہ سادسہ

کفر و کافر

(اس مضمون مین ہمکو اس کفر سے بحث نہین جو مذہب اسلام کے مخالف مذاہب پر اطلاق کیا جاتا ہے بلکہ اس کفر سے بحث ہے جو اہل اسلام کا اپنے ہی گہر مین خرچ ہے ایک مسلمان دوسرے کو بعض افعال و اقوال و اعتقادات کے سبب جنکو اپنے خیال مین کفر سمجہتا ہے اس کفر کا خطاب دیتا ہے)

لفظ کفر (چنانچہ بیضاوی و قاموس وغیرہ مین ہے) اصل لغت عرب مین کاف کی زبر سے ہے اور اسکے لغوی معنے ستر اور ڈہانکنے کے ہین اسی سے زمیندار کو جو زمین مین تخم زراعت کو چہپاتا ہے کافر کہا جاتا ہے اور رات کو جو ہر چیز کو اپنی تاریکی مین ڈہانک لیتی ہے نیز کافر کہا جاتا ہے ایسا ہی پہل کے خوشہ یا غلاف کو کافور اور دریا اور بڑی نہر اور بڑے جنگل اور سیاہ بادل کو کافر کہا جاتا ہے ۔ یہ تمام معنی ستر مین شامل ہوتی ہین ۔

والكفر لغة ستر النعمة واصله الكفر بالفتح وهو الستر ومنه قيل للزارع والليل كافر ولكمام الثمرة كافور ۔ بیضاوی

كفر عليه يكفر غطاه والشيء ستره والكافر الليل والبحر والوادي العظيم والنهر الكبير والسحاب المظلم والزارع ۔ (قاموس)

اسی معنے کی مناسبت سے عرف مین کفر کے معنے انکار کے بہی مستعمل ہین منکر نعمت کو کافر کہا جاتا ہے ایسا ہی ہر چیز (الہی ہو خواہ آدمی کی) کے منکر کو کافر کہا جاتا ہے ۔

ونعمة الله جحدها ۔ كافر جاحد لنعم الله ۔ (قاموس)

اسی محاورہ سے کفار عرب نے دین سے انکار کو کفر سے تعبیر کیا ہے اور اسکو خوشی و فخر سے اپنی طرف نسبت کیا ہے چنانچہ انہون نے انبیا کو یہ کہنا (کہ جو تم لیکر آئے ہو ہم اسکے کافر ہین) سورہ ہود و حم سجدہ مین منقول ہے

قالوا انا كفرنا بما ارسلتم به ۔ ابراہیم ع۲

فانا بما ارسلتم به كافرون ۔ حم سجدہ ع۲

اسی محاورہ سے انبیاء اور مومنون نے بہی جہوٹے معبودون سے انکار کرنیکو کفر کہا اور اسکو خوشی سے اپنی طرف نسبت کیا چنانچہ ابراہیم اور انکے تابعین نے بت پرستون کو کافرون سے کہا

اذ قالوا لقومهم انا برآء منكم ومما تعبدون من دون الله كفرنا بكم ۔ ممتحنہ ع۱

کہ ہم تمہارے معبودوں سے بیزار و کافر (یعنی منکر) ہین -
اور خود خدا جل و علی نے اپنے مومن بندون کو باطل معبودون سے کفر کرنیکا حکم دیا چنانچہ فرمایا ہے

ومن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی - البقرہ ۲۴۶ -	جسنے طاغوت سے کفر کیا اور خدا پر ایمان لایا اُس نے مضبوط رسی کو ہاتھہ مارا

اور اصطلاح شرع مین کفر دین اسلام سے انکار کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کو جو اُن سے بطور تواتر و یقین ثابت ہو نماننے کا نام ہے جسکا لازمہ و حکم دائرہ اسلام سے خروج اور عذاب جہنم مین خلود ہے - اس معنی اصطلاحی پر نقل و دلیل اور ان باتون کی (جنکے انکار سے یقینا آنحضرت کی تکذیب لازم آتی ہے) تمثیل و تفصیل اشاعۃ السنہ جلد ۳ مین بضمن مضمون (التفرقہ بین الاسلام والزندقۃ) بخوبی ہو چکی ہے جسکی ملاحظہ سے تکذیب و تکفیر کا عمدہ قانون معلوم ہو سکتا ہے اس مقام مین صرف اس قدر بیان مقصود ہے کہ شرع اور اہل شرع مین ہر جگہہ کفر کا اطلاق اسی معنے اصطلاحی سے ہوا ہے یا کہین اس سے اور معنی بھی مراد ہین -

قرآن و حدیث مین غور و تتبع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مواضع مین تو لفظ کفر کا اطلاق اسی معنی اصطلاحی سے ہوا ہے مگر بعض مواضع مین اس لفظ کفر سے یہ معنی اصطلاحی مراد نہین ہین بلکہ اس کفر کے معنی لغوی کفران نعمت یا کفر عملی جسمین یہ کفران نعمت پایا جاتا ہے مراد ہین -

ہر چند کلام و خطاب شارع مین معنی اصطلاحی معنی لغوی سے مقدم ہین اور وہی لفظ شارع کے حقیقی معنے ہین مگر جس محل مین معنی اصطلاحی کے مراد ہونے سے خود کلام شارع مانع ہو وہان لغوی معنی مقدم ہین اور وہی کلام شارع کے حقیقی معنی ہین -

جو لوگ ان باتون کو نہین جانتے وہ شارع کے بعض افعال و اقوال کو کفر کہنے سے ان افعال و اقوال کو حقیقی و اصطلاحی کفر پر محمول کرتے ہین - اور ان کے مرتکبین کو خواہ وہ مسلمان

مصدق اسلام ہون کافر کہدیتے ہین بلکہ بقیاس اُن افعال و اقوال کے اُن کے نظائر و امثال کو اپنے اجتہاد سے کفر قرار دیکر اُن کے مرتکبین کو بھی دائرہ اسلام سی خارج سمجھتے ہین۔ اِس مضمون سے ان ہی لوگون کی ہدایت و نصیحت اور اہل اسلام کی تکفیر سے ممانعت مدنظر ہے ؎

پس واضح ہو کہ جن افعال و اقوال پر شارع نے لفظ کفر اطلاق کیا ہے یا اسکا ہم معنی کوئی اور لفظ (جیسے لا ایمان یلب دین) استعمال فرمایا ہے یا ان پر حکم کفر (عدم دخول جنت) لگادیا ہے و مع ذلک اُس سی معنے اصطلاحی کفر کا ارادہ نہین کیا گیا ہین۔ **ازانجملہ قتل**

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر۔ (صحیح بخاری) عن ابی موسے الاشعری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حمل علینا السلاح فلیس منا۔ (**مسلم**)

مسلمان ہے جسکی نسبت آنحضرت نے فرمایا ہے کہ مومن کو گالی دینا فسق ہے اور اسکو قتل کرنا کفر ہے ایسا ہی دوسری حدیث مین ارشاد کیا کہ جو ہم (مسلمانون) پر ہتھیار اُٹھاوے وہ ہم مین سے نہین۔

پہلی حدیث مین کفر سے کفران نعمت خداوندی اور کفر عملی مراد ہے اور دوسری حدیث مین مسلمانون پر ہتیار اٹھانے والے کے مسلمان نہونیسے یہہ مراد ہے کہ اسکا عمل اسلام کا فعل نہین اور دونون حدیثون مین یہہ مراد نہین کہ مومن کا قاتل دین اسلام سی خارج ہے +

اسپر دلیل قرآن کی آیت وہ ہے جسمین قاتل مومن کو مومن کہا ہے چنانچہ فرمایا ہے

وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما۔ (حجرات ع ۱۳)

کہ اگر مسلمانون کی دو جماعتین آپس لڑین تو انکی صلح کرادو۔ اِس آیت میں لڑنے والون کو مومن کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون سے لڑنیوالا اسلام سے خارج نہین ہوتا۔ اگرچہ اسکا یہہ فعل کافرون کا فعل ہے۔ صحیح بخاری مین اسی مضمون کا ایک باب ہی جسکا حاصل یہہ ہی کہ گناہ

باب المعاصی من امر الجاھلیۃ ولا یکفر صاحبھا بارتکابھا الا بالشرک لقول النبی صلعم

کفر کے کام ہین مگر انکا مرتکب بجز شرک کے کافر نہین ہوتا کیونکہ آنحضرت نے ابوذر صحابی جلیل الشان کامل الایمان

عن الشعبي عن جرير انه سمعه يقول ايما عبد ابق عن مواليه فقد كفر حتى يرجع اليهم ـ مسلم
تعیاںیے کہ جو غلام اپنے میاں سے بھاگ جاوے وہ کافر ہے جبتک اُسکے پاس نہ آوے۔

از انجملہ جھوٹ بولنا گالی دینا عہد کا توڑنا وعدہ خلافی کرنا جنکو آنحضرت نے خصایل نفاق جو کفر کا مرادف ہے قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلعم اربع من كن فيه كان منافقا خالصا ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها اذا حدث كذب واذا عاهد غدر واذا وعد اخلف واذا خاصم فجر ـ مسلم
چار چیزین ہین جسمین وہ ہون پورا منافق ہے جسمین ایک اُنمین سے ہو اُسمین ایک خصلت نفاق ہے جب بات کہے جھوٹ بولے جب عہد کرے توڑ دے جب وعدہ دے اسکا خلاف کرے

جب جھگڑے گالی بکنے لگے۔ ایک حدیث مین یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت نے کم خطبہ فرمایا ہوگا جسمین یہہ نہ کہا ہو کہ جسکی امانت نہین

عن انس قال قلما خطبنا النبي صلعم الا قال لا ايمان لمن لا امانة له ولا دين لمن لا عهد له ـ مشكوة
اسکا ایمان نہین اور جسکا وعدہ نہین اسکا دین نہین

از انجملہ زنا چوری۔ شرب خمر ہے جنکی نسبت آنحضرت نے فرمایا ہے کہ زانی زنا کے وقت اور چور چوری کے وقت اور شراب خوار شراب نوشی کے وقت مومن نہین ہوتا اور یہ کہنا ایسا ہی جیسا کہ یہہ کہنا کہ وہ کافر ہین۔

عن ابي هريرة ان النبي صلعم قال لا يزني الزاني حين يزني وهو مومن ولا يسرق السارق حين يسرق وهو مومن ولا يشرب الخمر حين يشربها وهو مومن والتوبة معروضة بعد ـ

و از انجملہ تکبر ہے جسکو آنحضرت نے شرک و کفر کے برابر ٹھہرایا اور اُسکی نسبت فرمایا کہ

عن عبد الله بن مسعود عن النبي صلعم قال لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبرياء ـ
جسکے دل مین ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا وہ بہشت مین نہ جاویگا۔ ایسا ہی آپنے چغلی کھانے ہمسایونکو فریب دینے۔ قطع رحم کرنے ہمسایو نکو تکلیف دینے کسیکا حق دبا لینے پر بہشت سے

عن حذيفة قال سمعت رسول الله صلعم يقول لا يدخل الجنة نمام ـ مسلم

محروم ... (handwritten margin note, partly illegible)

وعنہ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا یدخل الجنة قتات ۔ مسلم

ایک حدیث میں ہے چغل خور بہشت میں داخل نہوگا۔

عن جبیر بن مطعم انہ سمع النبی صلعم یقول لا یدخل الجنة قاطع ۔ بخاری

ایک حدیث میں ہے سخن چین بہشت میں نجاویگا۔

عن ابی شریح ان النبی صلعم قال واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن قیل من یا رسول اللہ قال الذی لا یأمن جارہ بوائقہ ۔ (بخاری)

عن ابی امامة ان رسول اللہ قال من اقتطع حق امرء مسلم بیمینہ فقد اوجب اللہ لہ النار وحرم علیہ الجنة فقال لہ رجل وان کان شیئا یسیرا قال وان کان قضیبا من اراک ۔ مسلم

عن ابی ہریرة ان رسول اللہ قال من حمل علینا السلاح فلیس منا ومن غشنا فلیس منا

ایک حدیث میں ہے قاطع رحم بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے تین بار قسم کھا کر فرمایا کہ جو شخص ہمسایوں کو امن نہ دیگا وہ بہشت میں داخل نہوگا ایک حدیث میں ہے کہ جو کسی مسلمان کا حق قسم کھا کر دبالیگا اسکے لئے دوزخ واجب ہوچکی اور بہشت حرام ہوئی اگرچہ ڈھاک کی چھڑی ہو اور ایک حدیث میں ہے کہ جو ہم مسلمانوں کو دھوکا دے وہ مسلمان نہیں ہے۔

اسی قسم کے اور کئی افعال واقوال ہیں جنکو آنحضرت نے صاف کفر ٹھہرایا ہے یا کفر کا ہم معنی لفظ اطلاق فرمایا ہے۔ یا انپر حکم کفر یعنی دوزخ میں رہنا اور بہشت میں نہ جانا لگادیا ہے۔ ان احادیث میں بھی لفظ کفر سے کفر شرعی واصطلاحی کے مراد نہیں ہیں اور نہ ان کے مرتکبین پر حکم کفر شرعی (اسلام سے خروج اور عذاب جہنم میں خلود) کا لگانا مقصود ہے بلکہ کفر سے وہی معنی لغوی کفران نعمت یا کفر عملی مراد ہے اور اسکے سزا میں جو بہشت میں داخل نہ ہونے اور دوزخ میں جانیکا ذکر ہوا ہے اسکے یہہ معنی ہیں کہ اولی دخول بہشت نہوگا ان گناہوں کی سزا بھگت کے دخول بہشت نصیب ہوگا۔ اور یہہ معنی نہیں ہیں کہ ان افعال کا مرتکب ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور کبھی بہشت میں نجاویگا ÷

اسپر دلایل متعدد آیات و احادیث ہین۔ آیات قرآن مجید مین بہت ایسی ہین جنمین کفر و شرک کے سوائے سب معاصی کے عفو کا جواز نکلتا ہے۔

از انجملہ ایک آیت یہ† ارشاد ہے۔ ای نبی میرے بندون کو جنہون نے اپنے نفسون پہ زیادتی کی ہے کہدے کہ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہون وہ سبھی گناہون کو بخش دیگا۔

قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا انه هو الغفور الرحیم۔ زمر ع ۵۔

اِس معافی سے شرک کا مستثنی ہونا اس آیت مین پایا جاتا ہے جسکا ذکر مثلہ مین صحیح بخاری کی عبارت مین گذرا۔ اور کفر کا مستثنی ہونا بہت آیات مین پایا جاتا ہے جن مین کافرون کے لئے خلود نار کا ذکر ہے۔

اور احادیث جن سے کفر و شرک کے سوا اور گناہون کے ارتکاب سے کافر نہونا اور ان کے عوض وسزا مین ہمیشہ دوزخ مین نرہنا ثابت ہوتا ہے بیشمار ہین از انجملہ چند احادیث بطور مشت نمونہ خروار نقل کیجاتی ہین۔

اول حدیث جبریل جسمین انہون نے آنحضرت سے ایمان کا سوال کیا اور آپ نے اُس کے جواب مین صرف یقین کرنے اور مان لینے خدا و رسول و ملایکہ و روز قیامت و تقدیر خیر و شر کو ذکر فرمایا جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اصل حقیقت ایمان مین عمل داخل نہین۔ ہوتا تو ایسے محل بیان مین اسکا ذکر فرو گذاشت نہوتا۔

عن عمر بن الخطاب فی قصة جبرئیل قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن بالله وملئكته وکتبه ورسله والیوم الآخر وتؤمن بالقدر خیره وشره قال صدقت بخاری مسلم

دوم حدیث عبادہ بن صامت کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو گواہی دیتا ہے کہ

† تفسیر فتح البیان مین اس آیت کی تفسیر ہماری مدعا کے مفید عمدہ طرز و استدلال سے مرقوم ہے۔ ناظرین اہل علم اس تفسیر کا مطالعہ کرین۔

عن عبادة بن صامت قال قال رسول الله صلعم من قال اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له وان محمدا عبده ورسوله وان عیسی عبد الله وابن امته وکلمته القاها الی مریم وروح منه وان الجنة حق وان النار حق ادخله الله الجنة علی ما کان من عمل۔ مسلم

خدا وحدہ لاشریک ہی اور محمد صلعم اور عیسی علیہ السلام کے رسول اور اسکے بندے ہین اور بہشت و دوزخ برحق ہے خدا اسکو بہشت مین داخل کردیگا خواہ اسکے عمل کیسے ہی ہون (یعنی تہوڑے ہون یا بہت اچھے ہون یا برے۔ اچھے ہوئے تو پہلے ہی سے بہشت مین داخل کریگا برے ہوے تو انکی سزا بہگتا کر یا معافی دیکر)

سوم حدیث ابوذر کہ آنحضرت نے فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اسی پر مرا

عن ابی ذر قال قال رسول الله ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات علی ذلک الا دخل الجنة قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق ثلاثا۔ مسلم

وہ بہشت مین داخل ہو رہیگا۔ مینے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ اُس نے زنا یا چوری کی ہو آپ نے فرمایا اگرچہ زنا یا چوری کی ہو ابوذر نے تین بار یہہ سوال کیا اور آنحضرت نے یہی جوابدیا۔

چہارم حدیث معاذ کہ آنحضرت نے معاذ کو بلایا اور فرمایا جس نے دل سے شہادت

عن انس بن مالک ان النبی صلعم ومعاذ بن جبل ردیفه علی الرحل فقال یا معاذ ما من عبد یشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله الا حرمه الله علی النار قال یا رسول الله فلا اخبر بها الناس فیستبشروا قال اذا یتکلوا فاخبر بها معاذ عند موته تاثما۔ مسلم

دی کہ خدا کے سوے کوئی معبود نہین اور محمد صلعم خدا کا رسول ہی۔ اسپر خدا نے آگ کو حرام کیا (یعنی اُس مین ہمیشہ رہنا) معاذ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا مین لوگونکو یہہ خوشخبری نہ سناؤن آپنے فرمایا تب وہ سُنکر اسپر بہروسہ کر لینگے اور عمل چہوڑ دینگے (یعنی غلطی سے اسکے معنی یہہ سمجہ لینگے کہ کلمہ پڑہنے سے آگ مین جانا مطلق ہی حرام) پہر معاذ نے بوقت موت بخوف گناہ کتمان اس حدیث کو لوگون کے پاس بیان کیا۔

پنجم حدیث عباس بن عبد المطلب کو آنحضرت نے فرمایا جو خدا کو اپنا رب اور محمد صلعم کو رسول اور اسلام کو دین ماننے مین راضی ہو اُس نے ایمان کا مزہ چکھہ لیا۔

عن عباس بن عبد المطلب انه سمع رسول الله یقول ذاق طعم الایمان من رضی بالله ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا

ششم حدیث انس کہ آنحضرت نے فرمایا آگ سے وہ شخص (بھی) نکالا جاویگا جس نے لا اله الا الله کہا اور اسکے دل مین جو کے دانہ برابر ایمان ہوگا اور وہ (بھی) نکالا جاویگا جسکے دل مین گیہون کے دانہ برابر ایمان ہوگا اور وہ (بھی) نکالا جاویگا جسکے دل مین ایک ذرہ کے برابر ایمان ہوگا۔

عن انس ان النبی صلعم قال یخرج من النار من قال لا اله الا الله وفی قلبه وزن شعیرة من خیر ویخرج من النار من قال لا اله الا الله وفی قلبه وزن برة من خیر ویخرج من النار من قال لا اله الا الله وفی قلبه وزن ذرة من خیر وفی روایة من ایمان مکان خیر

ہفتم حدیث ابو سعید خدری جسمین فرشتون و مومنون و انبیاء کی شفاعت کا ذکر کر کے فرمایا ہے کہ ملایکہ و انبیاء و مومن شفاعت کر چکے اب ارحم الراحمین باقی رہا پھر آگ سے خدا ایسے لوگون کی مٹھی نکالیگا جنھون نے کوئی نیک عمل نکیا ہوگا۔

عن ابی سعید الخدری فی حدیث طویل شفعت الملئکة وشفع النبیون وشفع المومنون ولم یبق الا ارحم الراحمین فیقبض قبضة من النار فیخرج بها قوما لم یعملوا خیرا قط وفی روایة بغیر عمل عملوه

ہشتم حدیث انس رضی الله عنه کہ آنحضرت نے فرمایا تین چیزین ایمان کی جڑین ہین جو لا اله الا الله کہے اس سے رک جانا۔ نہ اسکو گناہ (یعنی سوائے کفر و شرک) کے سبب کافر کہو اور نہ کسی عمل سے (بجز کفر و شرک) اسلام سے نکالو باقی دو چیزون کا ذکر بضمن حاشیہ صفحہ ۲۶ نمبر سابق مین گذرا

عن انس قال رسول الله ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال لا اله الا الله (ابوداؤد)

اس مضمون کی حدیثین اور بہت ہین جنسے ثابت ہوتا ہے کہ کبایر سے بدرجہ احادیث سابقہ الذکر جنپر شارع نے کفر کا اطلاق کیا ہے اور انکی سزا مین بہشت کو حرام فرمایا ہے) کفر شرعی اصطلاحی مراد نہین۔ اور نہ اسکی سزا سے یہہ مراد ہے کہ ہمیشہ دوزخ مین رہیگا۔

یہہ جو کچہہ ہمنے کہاہے اور اسکے مطابق احادیث کا مطلب بیان کیاہے اکثر سلف اور تمام اہلحدیث اور جمہور فقہا و متکلمین اہلسنت کا قول ہے جنکے مذہب و اعتقاد مین اصل ایمان (جسپر دخول جنت و عدم خلود نار کا مدار ہے) تصدیق یا تصدیق معہ اقرار توحید و رسالت کا نام ہے۔ اور اعمال حسنہ کا کرنا اور اعمال بد سے بچنا اصل ایمان کی شرط یا جزء نہین صرف اسکے کمال کا جزو ہے۔ انکے نزدیک جو

+ قد لا يجعل تارك العمل خارجا عن الايمان بل يقطع بدخول الجنة وعدم خلوده في النار وهو مذهب اكثر السلف وجميع ائمة الحديث وكثير من المتكلمين والمحكي عن مالك والشافعي والاوزاعي وعليه اشكال ظاهر وهو انه كيف لا ينتفي الشيء اعني الايمان مع انتفاء ركنه اعني الاعمال وكيف يدخل الجنة من لم يتصف بما جعل اسم الايمان وجوابه ان الايمان يطلق على ما هو الاصل والاساس في دخول الجنة وهو التصديق وحده او مع الاقرار وعلى ما هو كامل المنجي بلا خلاف وهو التصديق مع الاقرار والعمل على ما اشير اليه بقوله تعالى انما المومنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم الى قوله اولئك هم المومنون حقا۔ (شرح مقاصد)

باب قول النبي صلعم بني الاسلام على خمس وهو قول وفعل ولابي ذر عن الكشميهني وعمل بدل فعل وهو اعم من عمل القلب والجوارح لتدخل العبادات والاعتقادات وهو موافق لقول السلف اعتقاد بالقلب ونطق باللسان وعمل بالاركان وارادوا بذلك ان الاعمال شرط كماله۔ الى ان نقل عن بعض المعتزلة ان الايمان العمل والنطق والاعتقاد ثم قال والفارق بينه وبين قول السلف انهم جعلوا الاعمال شرطا في الكمال والمعتزلة جعلوها شرطا في الصحة۔ (قسطلانی)

ولا نكفر مسلما بذنب من الذنوب وان كانت كبيرة اي كما يكفر الخوارج مرتكب الكبيرة اذا لم يستحلها ولا نزيل عنه اسم الايمان ونسميه اي مرتكب الكبيرة مومنا حقيقة اي لا مجازا لان الايمان هو التصديق بالجنان والاقرار باللسان واما العمل بالاركان فهو من كمال الايمان وجمال الاحسان عند اهل السنة والجماعة وشرط او شطر عند الخوارج والمعتزلة (شرح فقه اكبر امام الائمة ابو حنيفه عليه الرحمة)

شخص تصدیق و اقرار توحید رسالت کے ساتھہ طاعات کا ملتزم اور معاصی سے مجتنب ہے وہ مومن کامل الایمان ہے جو اولی دخول بہشت کا بلامس عذاب مستحق و امیدوار ہے۔ اور جو کسی طاعت مین قاصر ہے یا کسی گناہ کا مرتکب ہے وہ مومن ناقص الایمان ہے جو گناہ کی سزا بھگت کر بہشت مین جانیکی امید رکھتا ہے۔

امام بخاری نے اسی مذہب کے مطابق اور اسی معنی کے ارادہ سے[+] اپنی کتاب کے متعدد ابواب مین نماز۔ روزہ۔ زکوۃ۔ کھانا کھلانے مسلمانون کو زبان کے ایذا سے بچانے وغیرہ اعمال حسنہ کو جزو ایمان و اسلام ٹھہرایا ہے اور اُنکے مقابل اعمال بد ناشکری خاوند۔ بغض انصار۔ جھوٹ۔ وعدہ خلافی۔ خیانت وغیرہ اعمال بد) کو کفر و نفاق مین داخل کیا

قال ابو عبد اللہ لا یکون ھذا مومنا تاما و لا یکون لہ نور الایمان۔ (مشکوۃ و صحیح بخاری صفحہ ۳۳۶)

چنانچہ اُس حدیث کی تفسیر مین جسمین زانی کو بے ایمان کہا گیا ہے صاف فرمایا ہے کہ وہ بوقت زنا مومن کامل نہین ہوتا اور اسمین نور ایمان نہین ہوتا۔

[+] قال الامام ابو الحسن علی بن خلف بن بطال المالکی المغربی فی شرح صحیح البخاری فی باب من قال ان الایمان هو العمل **فان قیل** قد قدمتم ان الایمان هو التصدیق **قیل** التصدیق هو اول منازل الایمان ویوجب للمصدق الدخول فیه ولا یوجب له استکمال منازله ولا یسمی مومنا مطلقا اذ المطلق یحمل علی الفرد الکامل هکذا قالوا) هذا مذهب جماعة اهل السنة ان الایمان قول وفعل قال ابو عبید وهو قول مالك والثوری والاوزاعی ومن بعدهم من ارباب العلم والسنة الذین کانوا مصابیح الهدی وائمة الدین من اهل العراق والحجاز والشام وغیرهم قال ابن بطال وهذا المعنی اراد البخاری اثباته فی کتاب الایمان وعلیه بوب ابوابه کلها فقال باب امور الایمان وباب الصلوة من الایمان وباب الزکوة من الایمان وباب الجهاد من الایمان وسائر ابوابه وانما اراد الرد علی المرجئة فی قولهم ان الایمان قول بلا عمل وتبیین غلطهم وسوء اعتقادهم ومخالفتهم للکتاب والسنة ومذاهب الائمة (شرح صحیح مسلم للنووی)

اِس مذہب اہلسنت محدثین و سلف صالحین کے علاوہ اسباب ہین اور بہت مذاہب ہین جنکی نقل و تفصیل کتب عقاید و شروح کتب حدیث مین موجود ہے ہم اسمقام مین ان مذاہب کا حاصل بلا تعرض دلائل نقل کرتے ہین۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ اس مذہب کے مخالف کون لوگ ہین پہس وہ انکی موافقت سے بچین۔

ازانجملہ ایک مذہب خوارج ہے جو قایل ہین کہ عمل ایسا جزو ایمان ہے کہ ایک حکم کے ترک کرنے۔ اور ایک گناہ کے مرتکب ہونے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ دوزخ مین رہتا ہے۔

وازانجملہ مذہب معتزلہ ہے جو خوارج کے طرح عمل کو داخل ایمان سمجھتے ہین مگر تارک طاعات و مرتکب گناہ کو کافر نہین کہتے بلکہ کفر و اسلام مین معلّق رکھتے ہین (یہہ دونون مذہب تشدید و افراط مین ہین۔ اور انکے مقابل دو مذہب آیندہ تقصیر و تفریط مین ہین۔

وازانجملہ مذہب مرجیۂ‡ ھے جو مجرد تصدیق کو ایمان سمجھتے ہین اور عمل کو کسیطرح ایمان مین دخل

---

‡ والمذہب الرابع وھو ان یکون الایمان اسما لفعل القلب واللسان والجوارح علی مایقال انه اقرار باللسان و تصدیق بالجنان و عمل بالارکان فمن جعل تارک العمل خارجا عن الایمان داخلا فی الکفر والیه ذھب الخوارج او غیر داخل فیه وھو القول بالمنزله بین المنزلتین والیه ذھب المعتزله۔ (شرح مقاصد و مثله فی شرح البخاری للقسطلانی و شرح الفقه الاکبر وغیرھا کما مر)

‡ ثم المرجیة المذمومة من المبتدعة لیسوا من القدریة بل هم طائفة قالوا لایضر مع الایمان ذنب ولا ینفع مع الکفر طاعة فزعموا ان احدا من المسلمین لایعاقب علی شئ من الکبایر۔ (شرح فقه اکبر)

الفرقة الرابعة من کبار الفرق الاسلامیة المرجیة یقولون لایضر مع الایمان معصیة کما لاینفع مع الکفر طاعة۔ (شرح مواقف)

نہین جانتے نہ اصل حقیقت ایمان مین جیساکہ خوارج و معتزلہ کہتے ہین اور نہ اسکے کمال مین
جیساکہ محدثین سمجھتے ہین انکا مقولہ ہے لا یضر مع الایمان معصیة ولا ینفع مع الکفر طاعة
یعنی ایمان کے ہوتے کسی گناہ کا ضرر نہین پہنچتا اور کفر کے ہوتے کوئی عمل نیک نفع نہین دیتا
وازانجملہ مذہب کرامیہ ہے جو تصدیق کو بہی ایمان سے خارج سمجھتے ہین صرف زبانی
اقرار توحید و رسالت کو گو دل مین کفر و انکار ہو صحت ایمان کے لئے کافی سمجھتے ہین۔
اُن مذاہب کی شاخین بعضے اور مذاہب بہی ہین جنکی نقل و تفصیل شرح مقاصد و شرح مواقف
و قسطلانی شرح بخاری مین موجود ہے۔

اس بیان مذاہب سے ثابت ہوا کہ جو مطلب احادیث مذکورہ کا ہمنے بیان کیا ہے اہلسنت
و محدثین و فقہا امت کے نزدیک بہی ان احادیث کا وہی مطلب ہے۔ اور ان کے نزدیک
بہی مرتکب کبیرہ کافر و اسلام سے خارج نہین ہے اور اس مطلب کا خلاف خوارج و معتزلہ کا
مذہب ہے۔

یہہ افعال و اقوال فسق کی نسبت کتاب و سنت کا حکم اور علماء اہلسنت کا قول بیان کیا گیا ہے یہی
فسق اعتقادی (جسکو بدعت سے تعبیر کیا جاتا ہے) کا حکم ہے۔ جن احادیث سے مرتکب کبیرہ کا
کافر ہونا ثابت ہوتا ہے اُن ہی احادیث سے معتقد بدعت کا کافر ہونا ثابت ہوتا ہے اور جو
علماء اہلسنت محدثین متکلمین و فقہا مرتکب کبیرہ کو کافر نہین کہتے وہی علما مبتدعین اہل قبلہ
کو کافر خارج از اسلام نہین جانتے۔ اور اہل بدعت کی روایت و شہادت کو قبول رکہتے ہین
اسباب مین محدثین و فقہا کے اقوال ہم اشاعة السنہ نمبر ۔ جلد اول مین بسط و تفصیل

+ وقالت الکرامیة وبعض المرجیة الایمان هو الاقرار باللسان دون عقد القلب (شرح م)
والیه ذهب الکرامیة حتی ان من اضمر الکفر واظهر الایمان یکون مومنا
(ای عندهم) الا انه یستحق الخلود فی النار ومن اضمر الایمان اظهر الکفر لا یکون مومنا
وقالت الکرامیة هو النطق بکلمتی الشهادة فقط (قسطلانی)

سے نقل کر چکے ہین - اس مقام مین بعض اور اقوال محدثین + و فقہا اور اقوال متکلمین نقل کئے جاتے ہین -

امام نوادی شرح صحیح مسلم مین فرماتے ہین تو جان لے اہل حق کا یہی مذہب ہے

واعلم ان مذهب اهل الحق انه لا يكفر احد من اهل القبلة بذنب ولا يكفر اهل الاهواء و البدع وان من جحد ما يعلم من دين الاسلام ضرورة حكم بردته وكفره الا ان يكون قريب عهد بالاسلام او نشاء ببادية بعيدة او نحوه ممن يخفى عليه فيعرف ذلك فان استمر حكم بكفره وكذا حكم من استحل الزنا والخمر والقتل او غير ذلك من المحرمات التي يعلم تحريمها ضرورة - (شرح نووی)

کہ کوئی اہل قبلہ کسی گناہ کے بدلے کافر نہ سمجھا جاوے اور اہل بدعت کو بدعت کے سبب کافر نہ کہا جاوے - ہان جو ایسی بات سے انکار کرے جو دین سے بداہتہً معلوم ہو جیسے حشر اجساد یا نماز روزہ وغیرہ قطعی احکام + تو حکم اسکو مرتد کہا جاوے بجز ایسے شخص کے جو نو مسلم اور احکام اسلام سے ناواقف ہو یا کسی جنگل مین بلاد اسلام سے دور رہ کر پرورش پایا ہو اسکو ان باتون سے آگاہ کیا جاوے پھر بھی نہ مانے تو اسکو کافر کہا جاوے ایسا ہی اس شخص کو کافر کہا جاوے جو زنا شراب خوری وغیرہ محرمات قطعیہ کو حلال جانے -

---

+ اسبات کو ناظرین خیال مین رکھین - اور جہان کہین استحلال معصیت پر حکم تکفیر لگایا گیا ہے اس مین اس کا لحاظ کرین -

+ محدثین کے اقوال اہلحدیث کی فہمایش کے لئے ہین - اور فقہا و متکلمین کے اقوال اہل تقلید کیلئے - اب اس مسئلہ مین نہ اہلحدیث کو جائے کلام ہے نہ مقلدین فقہا کو - اہلحدیث کے ان اقوال سے تسکین نہ ہو تو وہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد اول کا مطالعہ کریں - اور جو خود کچھ علم رکھتے ہین وہ صحیح بخاری و مسلم کو کھولکر دیکھ لین کہ ان مین کس کثرت سے اہل ہوا الخوارج وغیرہ کی روایتین موجود ہین اور جو لوگ تازہ مجتہد بخاری و مسلم کی روایات کو بھی نہ مانین وہ عمل بالحدیث کا نام نہ لین جبتک کہ اپنے عمل کے لئے ایسی کتابین تصنیف نہ کرلین جنمین اہل بدعت کی روایتین نہون -

اور شرح مقاصد مین کہاہے - بحث ہفتم اہل قبلہ مخالفین حق کے کفر و ایمان کے بیان

المبحث السابع فی حکم مخالف الحق من اهل القبلة فی باب الکفر والایمان ومعناه ان الذین اتفقوا علی ما هو من ضروریات الاسلام کحدث العالم وحشر الاجساد وما اشبه ذلک واختلفوا فی اصول سواها کمسئلة الصفات وخلق الاعمال وعموم الارادة وقدم الکلام وجواز الرؤیة ونحو ذلک مما لانزاع ان الحق فیها واحد هل یکفر المخالف للحق بذلک الاعتقاد وبالقول به ام لا فلانزاع فی کفر اهل القبلة المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفی الحشر ونفی العلم بالجزئیات ونحو ذلک اما الذین ذکرنا فذهب الاشعری واکثر الاصحاب الی انه لیس بکافر وبه یشعر ما قال الشافعی لا ارد شهادة اهل الاهواء الا الخطابیة لاستحلالهم الکذب وفی المنتقی عن ابی حنیفة انه لم یکفر احدا من اهل القبلة وعلیه اکثر الفقهاء ومن اصحابنا من قال بکفر المخالفین - قال الاستاذ ابو اسحق الاسفرائنی نکفر من یکفرنا ومن لا فلا واختار الامام الرازی انه لا یکفر احد

مین اس سے مراد یہہ ہے کہ جو لوگ ضروریات اسلام (جیسے عالم کا حادث ہونا اور قیامت کو جسمون کا اٹھایا جانا اور اسی قسم کے اور مسایل) پر اتفاق رکھتے ہین اور ان مسایل کے سواء اور مسایل مین (جیسے مسئلہ صفات باری اور خدا کے ارادہ کا عام ہونا اور اسکی کلام قدیم ہونا اور اسکے دیدار کا ممکن ہونا اور اسی قسم کے اور مسایل جنمین بالاخلاف حق ایک ہی جانب مین ہے الحق سے مخالف ہین آیا یہ لوگ کافر ہین یا نہین - اور ہمین نزاع نہین کہ جو اہل قبلہ ہو کر اور تمام عمر طاعات پہ رہکر عالم کو قدیم کہے اور حشر جسمانی اور خدا کے علم متعلق جزئیات کی نفی کرے وہ کافر ہے - اُن لوگون کے حق مین جنکے کفر مین نزاع ہے - شیخ (ابو الحسن) اشعری کا یہہ قول ہے کہ وہ کافر نہین - اسی کیطرف امام شافعی کا کلام مشعر ہے جو آپنے کہا ہے کہ مین تمام اہل بدعت و ہوا کی شہادت قبول کرتا ہون بجز فرقہ خطابیہ کے (روافض سے ایک فرقہ کا نام ہے) جو جھوٹ بولنے کو حلال جانتے ہین (اسوجہ سے نہ بوجہ کفر ان کی شہادت کو نہین مانتا) منتقی مین امام ابو حنیفہ

من اهل القبلة وتمسك بانه لو توقفت صحة الاسلام على اعتقاد الحق في تلك الاصول لكان النبي صلعم ومن بعدهم يطالبونها من آمن ويفتشون عن عقايدهم - (شرح مقاصد)

سے منقول ہے کہ اُنہون نے کسیکو اہل قبلہ سے کافر نہین کہا اور اسیپر اکثر فقہا ہین اور ہمارے بعض لوگ ایسے بہی ہین جو اپنے مخالفین کو کافر کہتے ہین استاذ ابو اسحق اسفرائینی نے کہا ہے کہ جو ہم (اہلسنت) کو کافر کہتا ہے ہم اسکو کافر کہتے ہین اور جو نہ کہے اسکو نہین کہتے - امام رازی نے بھی اسی بات کو اختیار کیا ہے کہ اہل قبلہ سے کسی کی تکفیر مناسب نہین اور اسپر اس دلیل سے تمسک کیا ہے کہ اگر صحت اسلام ان امور کے تحقیق پر موقوف ہوتی تو آن حضرت اور انکے بعد اور لوگ (صحابہ وغیرہ) مسلمانون سے اس تحقیق کا مطالبہ کرتے اور ان امور مین اُن کے عقاید کو ٹٹولتے -

اور **شرح مواقف** مین ہے - مقصد خامس اسباب مین ہے کہ آیا حق کے مخالف جو

المقصد الخامس في ان المخالف للحق من اهل القبلة هل يكفر ام لا جمهور المتكلمين والفقهاء على انه لا يكفر احد من اهل القبلة قال الشيخ ابو الحسن في اول كتاب مقالات الاسلاميين اختلف المسلمون بعد نبيهم عليه السلام في اشياء ضلل بعضهم بعضا وتبرا بعضهم عن بعض فصاروا فرقا متباينين الا ان الاسلام يجمعهم ويعمهم فهذا مذهبه وعليه اكثر اصحابنا فقد نقل عن الشافعي انه قال لا ارد شهادة احد من اهل الاهواء الا الخطابية فانهم يعتقدون حل الكذب حكى الحاكم

اہل قبلہ مین وہ کافر ہین یا نہین - جمہور متکلمین وفقہا اسیپر ہین کہ اہل قبلہ سے کسیکو کافر نہ کہا جاے شیخ ابو الحسن (اشعری) نے اول کتاب مقالات اسلام مین کہا ہے کہ مسلمان بعد زمانہ آنحضرت کے کئی چیزون مین مختلف ہو گئے ہین جنمین ایک دوسرے کو گمراہ کہتا ہے ایک دوسرے سے بیزار ہو کر جدا جدا فرقے ہو گئے ہین - پر اسلام سبکو جامع وشامل ہے یہہ اشعری کا مذہب ہے اور اسی پر ہمارے بعض اصحاب ہین - امام **شافعی** سے منقول ہے کہ اونہون نے کہا مین کسیکی شہادت اہل بدعت سے رد نہین کرتا بجز خطابیہ کے جو جھوٹ بولنے کو حلال

صاحب المختصر في كتاب المنتقى عن ابي حنيفة
انه لم يكفر احدا من اهل القبلة وحكى ابو بكر
الرازي مثله عن الكرخي وغيره والمعتزلة
الذين كانوا قبل ابي الحسين تجاسروا فكفروا
الاصحاب فعارضه بعضنا بالمثل فكفرهم وقد
كفر المجسمة مخالفوهم من اصحابنا ومن المعتزلة
وقال الاستاذ ابو اسحق كل من يكفرنا
فنحن نكفره والا فلا ۱ اما على ما هو المختار
عندنا وهو ان لا يكفر احد من اهل القبلة
ان المسايل التي اختلف فيها اهل القبلة من
كون الله عالما بعلم او موجدا لفعل العبد او غير
متحيز ولا في جهة ونحوها لم يبحث النبي
صلعم عن اعتقاد من حكم باسلامه فيها
ولا الصحابة ولا التابعون فعلم ان صحة
دين الاسلام لا يتوقف على معرفة الحق
في تلك المسايل وان الخطأ فيها ليس قادحا
في حقيقة الاسلام (شرح موقف)

جانتے ہین اور حاکم مصنف مختصر نے کتاب منتقی
مین امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے
کسی اہل قبلہ کو کافر نہین کہا ایسا ہی ابو بکر رازی
نے کرخی سے نقل کیا ہے۔ معتزلہ نے (جو ابو الحسین
سے پہلے تھے) کئی امور مین ہمارے لوگون کو
کافر کہا ہے اسکے مقابلہ مین ہمارے لوگون نے
بھی انکو کافر کہا ہے۔ مجسمہ نے ہمکو اور معتزلہ دونو
کو کافر کہا ہے۔ استاد ابو اسحق نے فرمایا ہے
جو ہمکو کافر کہتا ہے ہم اسکو کافر کہتے ہین جو نہین
اسکو نہین۔ ہمارے نزدیک مذہب مختار یہی ہے
کہ کسی اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے کیونکہ جن مسایل
مین ہمارا انکا اختلاف ہے کہ خدا تعالی اپنے علم سے
عالم ہے یا ذات سے اور وہ بندے کے فعل کا موجد
ہے اور وہ کسی جہت اور مکان مین نہین ہے۔ ان
مسایل مین آنحضرت نے کسیکے اعتقاد سے جس کو
اسلام سکھلایا بحث نہین کی اور نہ انکے بعد صحابہ
و تابعین نے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین اسلام
کی صحت ان مسایل کی تحقیق پر موقوف نہین اور انمین خطا حقیقت اسلام مین قدح نہین کرتی۔
اور شرح فقہ اکبر مین کہا ہے کہ علماء کے اس قول مین کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے اور

والجمع بين قولهم لا يكفر احد من اهل القبلة وقولهم
يكفر من يقول بخلق القران او استحالة الرؤية او سب الشيخين

اس قول مین کہ جو قرآن کو مخلوق کہے یا شیخین
(ابو بکر و عمر رض) کو گالی دے یا لعنت کرے وہ کافر ہے

اولعلهما امثال ذلك مشكل كما قال شارح العقايد وكذا قال شارح المواقف ان جمهور المتكلمين والفقهاء على انه لا يكفر احد من اهل القبلة وقد ذكر في كتب الفتاوى ان سب الشيخين كفر وكذا انكار امامتهما كفر ولا شك ان امثال هذه المسئلة مقبولة بين جمهور المسلمين فالجمع بين القولين المذكورين مشكل انتهى ووجه الاشكال عدم المطابقة بين المسايل الفرعية والدلايل الاصولية التي من جملتها اتفاق المتكلمين على عدم تكفير اهل القبلة المحمدية ويندفع الاشكال بان نقل كتب الفتاوى مع جهالة ناقله وعدم اظهار دلائله الصحيحة من ناقله لا يصلح للاعتماد في المسايل الدينية المبنية على الادلة القطعية على ان في تكفير المسلم قد يترتب مفاسد جلية وخفية فلا يفيد قول بعضهم انما ذكروه بناء على الامور التهديدية والتغليظية (شرح فقه اكبر)

موافقت و مطابقت مشکل ہے چنانچہ شرح عقاید و شرح مواقف کے مصنفون نے کہا ہے کہ جمہور متکلمین اور فقہا یہہ کہتے ہین کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے اور کتب فتاوی مین یہ لکھا ہے کہ سب شیخین کفر ہے ایسا ہی انکی امامت سے انکار کفر ہے اور ایسے مسایل جمہور مسلمانون مین مقبول ہو رہے ہین پس ان دونو مین مطابقت مشکل ہے یعنی ان مسایل فرعیہ اور دلایل اصولیہ مین کہ از انجملہ عدم تکفیر اہل قبلہ پر متکلمین کا اتفاق ہے موافقت نہین ہے یہہ اشکال یون دفع ہو سکتا ہے کہ کتب فتاوی کی نقل باوجود ناقل کے مجہول ہونے اور دلایل کے ظاہر نہونے کے لایق سند نہین کیونکہ مسایل اعتقادی کی بنا قطعی دلایل پر ہے۔ علاوہ یہہ کہ مسلمان کو کافر کہنے مین جلی و خفی مفاسد ہین پس یہہ نہین بعض لوگون کا قول مفید نہین۔ انہون نے جو کچھ کہا ہے تہدیدا (ڈرانے کو) کہا ہے۔

یہہ آخر کتاب مین کہا ہے اور اس سے پہلے ذیل اس قول متن کے کہ ہم مرتکب کبیرہ کو کافر نہین کہتے اور اس سے ایمان کا نام دور نہین کرتے رجوع حاشیہ صفحہ ۲۰۴ مین منقول ہوا ہے

باقی آیندہ

ہندوستان کے حدیث پر عمل کرنیوالے وہابی نہیں

لایق توجہ گورنمنٹ

نمبر ۲

لفظ وہابی کے آجکل کے عرف مین ایک معنی مفسد و باغی کے بھی ہین اور اس معنی کر اہلحدیث ہند کا وہابی نہ ہونا جس تفصیل سے نمبر سابق مین ثابت ہو چکا ہے ناظرین پر مخفی نہین ہے اس نمبر مین ہم یہہ بیان کرنا چاہتے ہین کہ جو کچھہ ہم نے نمبر سابق مین بیان کیا ہے وہ صرف

+ ہندوستان سے تمام ملک ہند مراد ہے جسمین پنجاب بھی شامل و داخل ہے -

آنریبل سید احمد خان بہادر سی ایس آئی نے جو انیا اور تمام گروہ اہلحدیث کا وہابی ہونا رسالہ جواب ڈاکٹر ہنٹر مین تسلیم کیا ہے وہ اور معنی کر ہے - چنانچہ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۴ مین فرماتے ہین "وہابی وہ ہے جو خالصۃً خدا کی عبادت کرتا ہو اور موحد ہو - اور اسکا اسلام ہوائے نفسانی اور بدعت کی امیزش سے پاک ہو" - اور تہذیب الاخلاق ماہ رجب ۱۲۹۲ھ مین یہی معنی بیان فرما کر لکھتے ہین "ہم انہی معنون مین جو علانیہ بتا چکے ہین دونون قسم یعنی مقلد و لامذہب وہابیون پر اور خود اپنے پر وہابی کا لفظ اطلاق کرتے ہین" پہران کا یہہ تسلیم کرنا بھی مجبوراً و اضطراراً بطور مماشاۃ مع الخصم ہے نہ قصداً و اختیاراً برضا و جزم - لوگون نے انکو وہابی کہا اور محمد عبد الوہاب کیطرف منسوب کیا تو انہون نے اسکو تسلیم کر لیا کہ چلو وہابی ہین تو وہابی ہی سہی - (وہابی ہونیکے معنے یہہ ہین (جو بیان کئے ہین) اور اسمین برا ہی کیا ہے **ورنہ خوب جانتے ہین** کہ در اصل اس گروہ کا نام اہلحدیث ہے - اور اس فرقہ کے کسی آدمی کو محمد بن عبد الوہاب کی طرف منسوب ہونیکا اقبال نہین ہے - چنانچہ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۱ مین لکھتے ہین ڈاکٹر ہنٹر صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۵۵ مین تحریر فرماتے ہین کہ وہابیت ایک ایسا طریقہ ہے جسکے رو سے مذہب اسلام ایک خالص توحید کی صورت مین ہو جاتا ہے یہ بالکل صحیح ہے لیکن اس موقع پر مین یہہ بات کہتا ہون کہ قبل اس سے کہ حال کے زمانہ کے مسلمانون

یا نواب صاحب بہوپال کی (جنکی کلام سے ہمنے اپنے دعاوی پر استشہاد کیا ہے) رائے ہے یا وہ عام قوم اہلحدیث ہند کی رائے ہے جہانتک ہمارے علم و تجربہ کو رسائی ہوئی ہے اس سے

...نے مذہب اسلام مین نئی باتین اور اختراعی رسمین ایجاد کین حضرت محمد رسول اللہ کے زمانہ مین بھی اسلام کی بعینہ یہی صورت تھی۔ مذہب اسلام ابتدا مین بہت سے برسون تک ایک ایسا مذہب رہا جسکا منشا صرف ذات باری کی پرستش تھی مگر سنہ ہجری کے دوسری صدی مین جبکہ ... اصول کی نسبت علماء کے خیالات قلمبند ہوئے تو اسکے چار فرقہ قایم کئے گئے یعنی حنفی شافعی ومالکی وحنبلی اور کچھ عرصہ تک مسلمانون کو یہ اختیار حاصل رہا کہ ان فرقون مین سے جس کسیکے مسئلہ کو چاہین پسند کرین اور اسکی پیروی کرین لیکن جب بنی امیہ اور بنی عباس بادشاہ ہوئے تو انہون نے ایک حکم تمام مسلمانون کے نام اس مضمون کا جاری کیا کہ وہ ان چار فرقون مین سے کسی ایک فرقہ کے تمام مسئلونکو قبول کرلین چنانچہ بعد اس حکم کے جو لوگ اسکے خلاف کرتے تھے انکو سزا دیجاتی تھی چنانچہ اس جبری حکم کے باعث سے آزادانہ رای کا اظہار مسدود ہوگیا اور مذہبی دست اندازی کا بڑا زور و شور ہوا مگر اسوقت مین بھی بہت سے آدمی ایسے تھے جو خفیہ اصلی مذہب کے پابند تھے اور ظاہر انکی یہ جرات نہ تھی کہ سوائے چند معتمد دمیون کے کسی سے اپنی رائے کا اظہار کرین اور ایسے لوگ اس زمانہ مین **اہلحدیث کہلاتے** تھے جو حضرت رسول اللہ کے قوال کے معتقد تھے اور مندرجہ بالا چارون فرقون کے مسئلون کے پابند نہ تھے پس رفتہ رفتہ حکم مذکور الصدر اور زیادہ تشدد کیساتھ جاری کیا گیا یہان تک کی آخرکار وہ بہت سے مسلمانون کے مذہب کا ایک بڑا اصول ہوگیا اور پھر **اہلحدیث** سے بھی عوام الناس رفتہ رفتہ عداوت کرنے لگے اور اصول شرع مین سچے مسلمانون کے نزدیک وہ قابل ملامت قرار دئے گئے غرضکہ سنہ ۱۷۰۰ء کے شروع تک تمام مسلمانون کی یہی حالت تھی۔ اسکے بعد عرب مین ایک ملکی لڑائی برپا ہوئی چنانچہ عبدالوہاب بادشاہ نجد کے بیٹے نے اپنے مخالفون کو شکست دی اور خالص اپنی پیدا کئے ہوئے تخت پر بیٹھا مگر اسکا عقیدہ

بہی ثابت ہوتا ہے کہ یہہ عام قوم اہلحدیث کی رائے ہے -

اسپر ہم سردست دو شہادتین (ایک داخلی ایک خارجی) پیش کرتے ہین اور

وہی تہا جو اہل حدیث کا تہا چونکہ وہ اپنے عہد مین سب سے زیادہ قوت رکہتا تہا لہذا اُس نے علانیہ مذہب کے عقاید کی ہدایت کی اور جہانتک ہوسکا انکو جاری کیا اُسکی وفات کے بعد اسی کے عقیدہ کا ایک اور بادشاہ تخت نشین ہوا جس نے اپنی جلوس کے بعد بہت جلد مکہ معظمہ کی زیارت کی تیاری کی لیکن جسوقت اس نے مکہ معظمہ کے شریف سے اپنے عقیدہ کے بموجب زیارت کرنیکی اجازت چاہی تو اس نے اسکی درخواست کو قبول نہ کیا - اس وقت اس بادشاہ نے کہا کہ کسی شخص کو یہہ استحقاق حاصل نہین ہے کہ مجکو مکہ معظمہ مین جانیسے روکے - چنانچہ وہ اندر گہس گیا اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دونون کو فتح کر لیا بعد اسکے اُس نے اُن تمام دستورون اور رسمون کو موقوف کیا جو خالص مذہب اسلام مین لوگون کی طرف سے داخل ہوگئی تہین اور جو چار نشان اس درگاہ مقدس کے اندر گویا ان چار فرقون کے پیرون کے واسطے بنائی گئے تہے ان کو اور بعض اولیاء اللہ کی قبرون کو جن کو بہت لوگ بمنزلہ بُت کے پوجتے تہے توڑ ڈالا پہر چند روز بعد اس بادشاہ کو محمد علی بادشاہ مصر نے شکست دی جسکی سبب سے وہ مجبور ہو کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے چلا گیا - پس جاہل مسلمانون کو ان زیادتیون سے (جیسا کہ وہ اپنی رائے مین سمجہتی تہی) جو **اہلحدیث** نے کی تہین نہایت رنج ہوا جسکے سبب سے جاہل قوم ترک اور عبد الوہاب کے معتقدون کے درمیان ایک سخت عداوت پیدا ہوگئی - پس اس زمانہ سے عبد الوہاب کے پیرو بجائے اہلحدیث کی کہلانے لگے - یہودیون نے بہی حضرت عیسی علیہ السلام کے معتقدون کے ساتہہ ایسا ہی سلوک کیا تہا جسکو وہ نصرانی کہتے تہے - اور ہندوستان مین اہل اسلام کی حکومت مین قوم ترک اور وہ پٹہان بادشاہ جو حنفی فرقہ مین سے تہے لیکن مذہبی تحمل کے بالکل مخالف تہے اور قوم مغل کے بادشاہون کے عہد مین بجز اکبر کے عہد کے

اپنی مصلحت اندیش گورنمنٹ اور ملک سے امید رکھتے ہین کہ پوری توجہ و انصاف سے ان شہادتون کو سُنین - پس اگر ان شہادتون کو راست اور ہماری دعوی کے مصداق پاوین تو جو داد ہم اُن سے چاہتے ہین وہ داد دین ✣

پچھلے زمانہ کی یہی حالت رہی اس سبب سے اُس زمانہ مین **اہلحدیث** کے پیرو یعنی وہابی بغیر اندیشہ کے اپنے مسلمون کی ہدایت نہین کر سکتے تھے البتہ اب حکومت انگریزی کے قایم ہونے کے بعد انگریزون کے اس اصول کے باعث کہ وہ کسیکے مذہب مین مطلق دست اندازی نہین کرتے ہین **اہلحدیث** کے پیرو پھر خبردار ہوئے اور اُنہون نے علانیہ اور بلاخوف و خطر وعظ کہنے شروع کئے پس ہندوستان کے مسلمان بھی اُن سے ایسی ہی دلی عداوت رکھنے لگے جیسیکہ تُرک عرب کے **اہلحدیث** سے عداوت رکھتے تھے اور وہ بھی انکو وہابی سمجھتے تھے وہابیت کی یہہ تاریخ ہے جو صدر مین بیان کی گئی جس سے ڈاکٹر ہنٹر صاحب اس قدر خائف ہین -

اور اس رسالہ کے صفحہ ۱۱۴ مین فقرہ منقولہ صدر سے پہلے آپنے فرمایا ہے " لیکن ہم تو عام مسلمانون مین اور وہابیون مین کچھہ تفرقہ نہین پاتے اور یہہ بھی کچھہ ضرورت نہین ہے کہ وہابی وہی ہے جو صرف عبدالوہاب کا مقلد ہے - سنی حنفی مالکی یا اہل اسلام کے دوسرے فرقہ کا آدمی بھی وہابی ہوسکتا ہے اور جہانتک ان اطراف مین ہمکو وہابیون کے دیکھنے کا اتفاق ہوا جب کسی وہابی سے پوچھا کہ تم کس فرقہ مین سے ہو ہمیشہ وہ اپنے تئین اہل سنت والجماعت ظاہر کرتا ہے وہابی وہ ہے جو خالصۃً خدا کی عبادت کرتا ہے " الخ -

یہہ کلام انریبل صاحب صاف ناطق ہے کہ اس گروہ کا قدیمی نام اہلحدیث ہے وہابی نہین ہے اور صاحب موصوف بھی اپنے آپ اور تمام اہلحدیث ہند کو وہابی بمعنے پیرو عبدالوہاب نہین جانتے صرف لوگون کے کہنے سے ان پر لفظ وہابی کا اطلاق تسلیم کرتے ہین پھر اس لفظ کے معنی تصحیح کرتے ہین جیسے انسے پہلے ایک شخص نے اس لفظ کو ماخذ اسکی تشریح مین یہ مصرعہ کہا ہے ع وہابی کہتے ہین جو ہے رحمان والا - **ہماری خیال** مین اس سچے اور صحیح معنی کا مصداق و محل ہو کر بھی وہابی کہلانا

(حاشیہ: مدرسہ سرکاری - مولوی محمد)

✣ یہہ تفسیر مخالف کی زعم پر ہے - حاشیۃ الحاشیہ

داخلی شہادت کا بیان یہ ہے کہ اہلحدیث ہند عموماً اپنے مذہب (قرآن و حدیث) کے پابند
تسلیم کئے جاتے ہیں اور اہل مذہب (قرآن و حدیث) رعایا کو مخالفت و بغاوت اپنی گورنمنٹ سے
(جسکے زیر حکومت امن و آزادی سے شعایر مذہبی ادا کرتے ہوں) سخت تاکید و تشدید سے مانع
ہے چنانچہ نمبر سابق اور اُس سے پہلے نمبروں میں یہہ امر قرآن و حدیث سے ثابت کیا گیا ہے۔
اور اس بات سے بڑھکر اسکا ثبوت ہمارے رسالہ **اقتصاد فی مسایل الجہاد** میں ہے۔ پس جو شخص
تمام ہندوستان میں عقیدہ اہلحدیث پر ہوگا وہ ضرور اسی اعتقاد عدم جواز مخالفت گورنمنٹ
پر ہوگا ورنہ وہ اتباع و پابندی مذہب (قرآن و حدیث) سے خارج تصور کیا جاویگا اور اہلحدیث
(یا بزعم مخالف وہابی) نہ کہلائیگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو کچھ ہمنے اسباب میں بیان کیا ہے یہہ صرف
ہماری یا نواب صاحب بھوپال کی رای نہیں ہے بلکہ یہہ عام لوگوں کی رائے ہے جو قرآن و حدیث کی پابند
کہلاتے ہیں۔

اِس **شہادت** سے جیسا کہ اس رای کا عام ہونا ثابت ہوا ویسا ہی یہہ بھی ثابت ہوا کہ جو ہمنے
مسئلہ عدم جواز مخالفت و بغاوت گورنمنٹ بیان کیا ہے اسمیں ہوک و بناوٹ و تکلف کو دخل نہیں

اس ہمنے کو محمد بن عبد الوہاب سے کیا خصوصیت ہے۔؟ اور گروہ اہلحدیث ہند کو محمد بن عبد الوہاب سے
کیا تعلق و نسبت ہے۔ کیا خالصۃً خدا کو پوجنا اور اپنے دین کو آمیزش بدعت سے پاک کہنا ہندوستان
یا عرب کے اہلحدیث کو محمد بن عبد الوہاب نے سکھایا ہے؟ اس سے پہلے اس بات کو کوئی نہیں جانتا تھا۔؟
فرض کیا کہ محمد بن عبد الوہاب کوئی نیک آدمی اور موحدانہ عقیدہ پر تھا جیسا کہ سید احمد خان صاحب نے بیان کیا ہے
مگر اس سے اُسکا اس گروہ (اہلحدیث ہند کے لئے مقتدا و پیشوا ہونا کہاں ثابت ہوتا ہے جسحالتیں
یہہ لوگ صحابہ و ائمہ کی تقلید نہیں کرتے اور انکے مقلد نہیں کہلاتے تو محمد بن عبد الوہاب بیچارہ کیا چیز ہے
خصوصاً ایسی حالتیں کہ انکو محمد بن عبد الوہاب سے کوئی واسطہ مریدی یا شاگردی یا استفادہ کتابی نہیں ہے۔

* ہم امید کرتے ہیں کہ سید احمد خان صاحب اس تسلیم کو انکار سے مبدل فرماوینگے اور جہانتک ممکن ہو بنظر خیرخواہی قومی
(جسکے وہ مدعی ہیں اور تو قوم کی سختی و تکفیر بیہی وہ اس سے رکجانیکو پسند نہیں کرتے) اس قوم سے اس لفظ کے اٹھا دینے میں
کوشش کرینگے۔ جبکہ اسکے معنے فاسد کے اٹھانے میں کوشش کرچکے اور دراصل کامیاب ہوئے ہیں

جنکو قرآن وحدیث کا پابند تسلیم کیا جاتا ہی انکو گورنمنٹ سی دلی ارادت اور اسکی بغاوت سی دلی تنفر ہی - اور یہہ انکا مذہبی و ایمانی فرض ہی مگر اس شہادت کی صداقت **تین امور کی تنقیح** پر موقوف ہی

اول یہہ کہ اہلحدیث قرآن وحدیث کی پابند ہین یا نہین **دوم** یہہ کہ جو آیات و احادیث ہمنی اس مسئلہ مین بیان کی ہین وہ قرآن و کتب حدیث مین موجود ہین یا نہین **سوم** یہہ کہ بصورت موجود ہونے کے انکے معنی وہی ہین جو ہمنے بیان کئے ہین یا اور -

امر اول تو ہمارے خیال مین مسلم ہے سب کوئی جانتا ہی کہ یہہ لوگ عموماً قران وحدیث کی پابند ہین بلکہ اسی خیال وخوف سی انپر برعکس گمان کیا جاتا ہے جس سے وہ انکاری ہین -

امر دوم وسوم کی تنقیح سہل ہے جسکو انمین شک ہو وہ کسی واقف قرآن وحدیث سی حسب نشان دہی ہماری تحریرات کی آیات وحدیث نکلوا کر دیکھہ لے - پھر کسی عربی دان (عیسائی ہو خواہ یہودی وغیرہ سی جو فرقہ اہلحدیث کا طرفدار نہو) اسکے تراجم ومعانی پوچھہ لے وہ ہماری بیان سی سر مو تفاوت نہ پاویگا اور اس شہادت کی صداقت کا اسکو یقین ہوگا -

خارجی شہادت کا بیان طویل ہی مگر ہم اسکا خلاصہ بیان کرتے ہین - ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۲ مطبوعہ نومبر ۱۸۷۹ء مین ہمنی ایک استشہاد جاری کیا تہا جسمین اپنے رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد کی اصل اصول مسائل کو بیان کر کے اسکی اشاعت وطبع کی بابت عام اہلحدیث سی مشورہ لیا تہا اس سلسلہ مین بلکہ ہزارون نے اپنا توافق رائے ظاہر کیا اور اس رسالہ کی اشاعت وطبع کا مشورہ دیا اور اس زمانہ سی ابتک اس رسالہ کی مطالبہ مین لوگون کے خطوط چلے آتی ہین اور اسکی طبع واشاعت لوگ دلسی چاہتی ہین اس سی بھی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ رائی عام رائی ہی صرف ہماری یا نواب صاحب بہوپال کی رای نہین ہی -

اس شہادت مین امر تنقیح صرف ایک ہی امر ہے کہ وہ تحریرات وخطوط موجود ہین یا نہین - سو جسکو شک ہو وہ ہمارے پاس آئی یا جس سبیل سے ممکن ہو وہ تحریرات دیکھہ لے - ہمنی چاہا تہا کہ بطور تمثیل دس بیس مواضع کی تحریرات باسامی ان علماء ورؤسا زمرہ اہلحدیث کو جنہون نے اسپر دستخط کئی ہین اس نمبر مین درج کرین مگر طوالت مضمون سابق اور تنگی جگہہ نے اسکی اجازت نہین دی - خیر یہہ امر پہر کبھی موقع پر بہی یاد باقی

صفحہ ۳۳۸ سے لایق توجہ گورنمنٹ و اعیان ملک

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر یازدہم — معہ — جلد چہارم

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ذوالحجہ سنہ ۹۸ھ مطابق نومبر ۱۸۸۱ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب: درجہ	درجات و مراتب: مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالیانہ: بابت رسالہ	قیمت سالیانہ: بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس۔	عـ۵ للعہ	سے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و لائبریری و سوسایٹی ہا۔	عـ۵	ے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	ے	عـ۴
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکہین اور سالانہ پیشگی داخل کرین	ے	۱۲ر
۵	اللاہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نرکہین مگر علمیت رکہین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعاء خیر

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا اسکی وجہ یہہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتوں کی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب براری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے ❖

۲۔ جن کے نام اصل رسالہ یا اسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینے سے قیمت واجب الادا تصور فرمادین جس مہینے کا پرچہ وصول پادین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ اصل رسالہ یا صرف ضمیمہ واپس کرین

نمبر ۳۔ خط و کتابت متعلق پرچہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے ❖

راقم ابوسعید محمد حسین لاہور محلہ سید مٹھہ۔

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا۔

شکریہ معاونین اشاعۃ السنہ

مہتمم اُن کرمفرمائے خریداران اشاعۃ السنہ کا دل سے شکریہ گذار ہے جنہون نے زرواجبی یا پیشگی قیمت اشاعۃ السنہ ارسال فرمایا اور مہتمم کو ممنون و مرہون احسان کیا۔ اِن حضرات کی مواضع اقامت یہہ ہین۔ نابہہ۔ لودیانہ۔ کپورتہلہ۔ پشاور۔ ڈیانوان ضلع پٹنہ۔ کہوری ضلع ساگر۔ کہتولی ضلع مظفرنگر۔ ڈہاکہ۔ ساڈہورہ ضلع انبالہ۔ کوچی علاقہ ملبار۔ مظفرپور۔ ترہت (اس شہر کے معاون صاحب نصف شکریہ کے مستحق ہین کیونکہ نصف قیمت باوجود التواء عرصہ تین سال کے اونہون کے باقی رکہہ لی ہے) اٹک۔ جبلپور۔ بہوپال۔ راولپنڈی۔ سلطان پور۔ امریہ ضلع ناگپور۔ باقیماندہ حضرات خریدارون کی نسبت بجز دعا کچہہ عرض نہین کرسکتا۔ اللہ تعالی انکو توفیق دے اور خوف اخرت نصیب کرے اور انکے دلونمین قومی ہمدردی اور مذہبی معاونت کا خیال پیدا کرے۔ مجہے ان پر صرف اپنے روپیہ نہ ملنے کی وجہ سے افسوس نہین بلکہ انکی اس حالت بیدردی وناحمیتی پر کمال افسوس ہے اور بارہا اِس خیال سے اضمحلال پیدا ہوتا ہے کہ دینی اور قومی کامونمین ہماری قوم کا یہہ حال ہے اور ادہر اقوام غیر کی اشاعت مذہبی وباہم تعاون کی یہہ کیفیت ہے پہر ہمارے مذہب کی اِن مذاہب کے مقابلہ مین ترقی ورفعت کیونکر متصور ہے۔

ان لوگون کی موعظت کے لئے ہمارے ایک دوست نے ایک خطبہ بغرض اندراج رسالہ ارسال فرمایا ہے اس دوست کی خاطر اور ان لوگون کی نصیحت کی نظر سے وہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

خطبہ

الحمد للہ الذی خلق وہدی والصلوۃ علی النبی الذی بلغ و دعا اسکے بعد جمیع مسلمین خصوص سنی حنفی موحد محقق صاحبونکی خدمت مین التماس ہی کہ تمہارا دعوی اخرت کو دنیا پر غلبہ دینے اور پسند کرنیکا غارج ہو جاتا ہے کیونکہ مخالفین دین نے اصول دین پر حملہ کیا اور اسکی مدافعۃ کو ایک بہائی مبارز ہوا اعانت جو صرف حمیت مذہبی سے واجب تہی معاوضہ (بیرچہ) لیکے بہی نہین کرتے۔ انکی حسن مدافعۃ وجواب وفصل خطاب کو دیکہو اور اسکی ضمنی علوم غامضہ ومسایل مشکلہ کو جو مدت العمر حل نہ ہوی تہی اور اب حل ہونے لگے ہین ذرہ انکہہ کہولکر

شکریہ گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی و اودہ

اضلاع مغرب و شمال و اودہ کی انتظامی رپورٹ سالانہ ۱۸۹۰ء مین دیسی اخبارون کی ذیل مین اشاعۃ السنۃ اور اُس کے مہتمم (راقم) کو بایں الفاظ یاد کیا گیا تہا۔ "اخبار اشاعۃ السنہ ایک مذہبی اخبار ہے جس کا مہتمم ایک وہابی مسلمان ہے اور خاصکر آنرایبل سید احمد خان بہادر کی مذہبی مسائل کی نسبت نکتہ چینی اور انکی تردید کیا کرتا ہے"۔ منجملہ ان الفاظ کے لفظ وہابی نے میرے اور میرے تمام گروہ اہلحدیث کے دل کو بہت دُکہایا اور مجہے اس مدعی اسلام کا جسکو اس کے مخالفون نے کافر ٹہرایا تہا یہہ شعر یاد دلایا ؎ در دہر چو من یکے و انہم کافر الخ اور یہہ خیال آیا کہ اس وقت ہندوستان بہر مین ایک مین ہی ہون جو وہابی ہونے سے برملا انکار (بذریعہ اخبار و اشتہار) کر رہا ہون اور اس انکار کی وجہ ضمیمہ نمبر ۶ جلد ۲ وغیرہ پرچہائے اشاعۃ السنہ مین بیان کر چکا ہون۔ اور نمبر ۳ جلد ۴ اشاعۃ السنہ سے تو ہر پرچہ مین اس انکار کا اظہار کرتا ہون پہر کمال تعجب و افسوس ہے کہ مین اس خطاب نا زیبا و نا صواب سے مخاطب کیا جاؤن۔ اس افسوس و شکایت کو مینے صاحب گورنمنٹ رپورٹر پر ظاہر کیا اور اس مضمون کا ایک خط انکی نام لکہا۔ اُنہون نے (شاید) وہ خط بنظر اصلاح و انصاف گورنمنٹ ممالک مغرب و شمال و اودہ مین پیش کر دیا اسکے جواب مین صاحب سکرٹری گورنمنٹ نے گورنمنٹ کی طرف سے اس لفظ کے لکہے جانے پر کمال افسوس ظاہر کر کے عذر کیا ہے اور آیندہ کے لئے وعدہ دیا ہے کہ ایسا لفظ ہمارے حق مین کبہی تحریر ہونا نہ پائیگا۔ ہم بنظر ہدایت و عبرت اپنے دیسی اور اسلامی بہائیون کی اور ان ملازمان گورنمنٹ کی جو کس و ناکس کو بے ساختہ وہابی کہدیتے ہین اور جو اس لفظ مین توہین و دل شکنی زمرہ اہلحدیث پائی جاتی ہے اسکو خیال مین نہین لاتے اس اصلی جواب کو معہ ترجمہ درج ذیل کرتے ہین:۔

نقل اصل جواب

ترجمہ	
نمبر ۲۷۹ سنہ ۱۸۸۲ع صیغہ عام ممالک شمال مغربی و اودھ از کیمپ لکھنؤ مورخہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۸۲ع یادداشت دفتر مالک و مہتمم پرچہ اشاعۃ السنہ لاہور کو انکی درخواست (موسومہ گورنمنٹ رپورٹر دیسی اخبار ہائے انڈیا مورخہ ۱۱ جنوری ۱۸۸۲ع) کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ راقم کو اسکا سخت افسوس ہے کہ ان اضلاع کی رپورٹ سالانہ بابت ۱۸۸۰ و ۱۸۸۱ء میں مالک و مہتمم مذکور کا مذہبی خطاب ایسے نام سے لیا گیا جو انکو ناگوار گذرا جس لفظ پر وہ اعتراض کرتے ہیں وہ اس غرض سے نہیں لکھا گیا کہ انپر کسی طرح کا حرف آوے اور آئندہ بکمال احتیاط اس سے پرہیز کیا جائیگا ۔ (دستخط) سی رابرٹسن سکرٹری گورنمنٹ ممالک شمال و مغربی و اودھ	No 279 of 1882. General Department of the N. W. Provinces and Oudh Dated Camp Lucknow Jany 26/82. Office Memo. The Proprietor and Manager of the "Ishaatul Sunnat" Newspaper, Lahore, is informed in reply to his Letter of the 11th January 1882 to the address of the Govt. Reporter on the Vernacular Press of Upper India that Undersigned regrets that the religious position of the Proprietor and Manager was described in Annual administration Report of these provinces for the year 1880–81 by a name that is offensive to him. The use of the term to which he objects was not intended to cast any slur whatever upon him, and it will in future be carefully avoided. Signed C. Robertson Secretary to the Govt. of the N. W. Provinces and Oudh.

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

بخوبی بیان ہو چکا ہے (یہہ قوت عقلیہ کی دوسری شاخ کا ثبوت ہی)

ایسا ہی ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ اپنے خالق سے ایسی محبت رکھتے ہین کہ جورو بیٹے روپیہ پیسے دنیا کی کسی چیز سے نہین رکھتے - خدا پر ایسا بہروسہ رکھتے ہیں کہ اپنے ہاتہہ کی زر - بازو کی قوت - دوست آشنا وغیرہ اسباب ووسایل پر نہین رکھتے (یہہ قوت عملیہ کی دوسری شاخ کا ثبوت ہی)-

اسکی تفصیل مین اگر ہم ایسے لوگون کے حالات لکہین تو ایک دفتر طویل ہوجاوے اسلیے ہم اس مقام مین اسی اجمالی بیان پر اکتفا کرتے ہیں اور اس زمانہ کے دانشمندون سے امید رکہتے ہین کہ وہ ایسے لوگون کے وجود سے منکر نہ ہون گے ومع ذلک ہم ان لوگون کے تفصیلی حالات بہی پہر کسی موقع پر درج رسالہ کرینگے انشاء اللہ تعالی -

اس بحث سے بخوبی ثابت ہوا کہ قوت عقلیہ وعملیہ (اپنی اپنی دونون شاخون کے ساتہہ) انسان مین موجود ہے اور یہی دونون قوتین انسان کی خاص صفتین ہین جو اسکو عام حیوانات ونباتات وجمادات سے ممتاز کرتے ہین اور منجملہ اسکے صفات محسوسہ ومشاہدہ کی یہی دو صفتین (یا جو انکی طرف راجع ہون) مناط ومدار انسانیت ہین -

پہر ان دونون قوتون سے انسان اپنی بہیمی (یا حیوانی) طاقت کے مناسب کام بہی لیتا ہے جسکا بیان بضمن تشریح طرز تمدن ومعاشرت انسان ہو چکا ہے اور اپنی طاقت ملکی (یا روحانی) کے مناسب کام بہی لیتا ہے - جبکہ وہ امور معاشرت مین روحانی اصلاح کی رعایت کرتا ہے اور خاصکر ان دونون قوتون کی دوسری شاخون کو تو اسکی ملکیت یا روحانیت سے بہت ہی تعلق ہے -

انسان کی بہیمی (یا حیوانی) طاقت کے وہ کام ہین جنمین انسان کے ساتہہ تمام حیوان بہائم

درندہ وغیرہ بھی شریک ہین - جیسے کھانا پینا غضب شہوت وغیرہ جسمین انسان کے ساتھہ غیرون کا شریک ہونا بلکہ غیرون مین ان کا بوجہ اتم پایا جانا سابقا ثابت کیا گیا ہے
ملکی* (یا روحانی) طاقت کے وہ کام ہین جو صرف انسان مین پائے جاتے ہین اسکی اور شارکات جنسیہ مین مشاہدہ نہین کئے جاتے اور وہ خاص انسان کی روح کی صفات ہین - جسم انسانی کی اصلی صفتین نہین ہین جیسے خوش خلقی - تواضع محبت - خشیت رقت - علم ادراک وغیرہ -

یہہ **علم** عمدہ ترین خواص (صفات† روحانی سے ہے اور وہ کئی قسم ہے -

اول علم توحید و صفات الہی **دوم** علم حقوق خداوندی اور طریق تادیہ ان حقوق کا (جسکو دوسرے محاورہ مین عبادت کہتے ہین) **سوم** علم ضوابط نظام عالم و علی ہذا القیاس -

ہر چند انسان کا اپنی قوت عقلیہ و عملیہ سے بہیمی (یا حیوانی) طاقت کی مناسب کام لینا اور لوازم جسمانیت و حیوانیت کو اپنے کمال نوعی و فطری کو پہنچانا بھی انسانی سعادت مین داخل ہے **مگر** چونکہ وہ لوازم فانی ہین انکا بقا بھی نظام جسمانی کے بقا تک ہے -

---

* انسانکی اس طاقت کو ملکی کہنا اہل ادیان سماوی اور حکماے قدیم کی بول چال ہے جو وجود ملایکہ کو مانتے ہین اور ان صفات انسانی کو ملائک کی صفات کے مشابہ سمجھتے ہین جو لوگ وجود ملایکہ سے انکاری ہین جیسے نیچری مدعی اسلام یا برہم سماج وغیرہ وہ اس لفظ و اصطلاح مین نزاع نہ کرین اس کے معنی کو دیکھین اور یہ سوچین کہ جس صفت انسانی کو ملکی طاقت کہا گیا ہے وہ انسان مین موجود ہے یا نہین جو موجود پاوین تو خواہ اسکو روحانی طاقت یا اور نام سے تعبیر کرین اسکی نفی و انکار سے کم و بے نہ ہو جاوین - کیونکہ اصطلاح محاورات مین مناقشہ جایز نہین ہے -

---

† اس امر کا مفصل بیان معہ تشریح اس تعلق کے جو روح کو جسم سے ہے اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۲ مین مذکور ہو چکا ہے جو قابل ملاحظہ ناظرین ہے -

اسلئے اصلی سعادت اور حقیقی کمال انسانی یہی ہے کہ وہ اپنی دونون قوتون کی دونون شاخون سے ملکی (یا روحانی) کام لے - اور جو کام بہیمی (یا حیوانی) طاقت کی مناسب انسے لیتا ہے اسمین روحانی طاقت کی رعایت کو بھی ہاتھ سے ندے بہیمیت کو ملکیت کے تابع کر دے ایسے طور پر کہ بہیمیت جو کرے اسمین مقتضاے ملکیت کا خلاف نہو اور ملکیت جو حکم دے بہیمیت اسکو فوراً عمل مین لادے - ملکیت کی رنگت بہیمیت مین اثر کرے بہیمیت کا رنگ اسپر نہ پڑے - اس قسم کے افعال و اعمال سے جنمین مقتضائے ملکیت کی رعایت ہو اور بہیمیت کی مخالفت ملکیت کو ترقی و فراخی حاصل ہوتی ہے اور بہیمیت منقبض ہوجاتی ہے یہانتک کہ ملکیت اپنی کمال کو پہونچ جاتی ہے اور بہیمیت اسکی تابع ہو رہتی ہے -

یہہ امر قسم اول و دوم اور ان کے موافق عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور انسان کی صورت نوعی اور فطرت اسکو اسی امر کا حکم دیتی ہے - اور قسم سوم کی علم و عمل کی بقدر ضرورت اجازت دیتی ہے -

یہی وجہ ہے کہ سبھی انسان عرب کے ہون خواہ عجم کے - ہند کے ہون یا سندھ کے - یوروپ کے ہون خواہ ایشیا کے (بشرطیکہ وہ اعتدال مزاج انسانی پر ہون) اس امر کو پسند کرتے ہین اور جن لوگون مین یہہ امر یعنے تہذیب اخلاق نفس اور تکمیل بہیمیت پائی جاتی ہے انکی بدل تعظیم و تکریم کرتے ہین - اور حاضر و غائب ان کے ثناخوان ہین اور انکو خداپرست اور مقدس سمجھتے ہین -

پھر اس سعادت مین لوگ مختلف ہین بعض لوگ (غواشی ظلمت مین محجوب ہونیکی سبب) اس سی بالکل محروم ہین حتی کہ اونکی صلاحیت کی امید منقطع ہے - بعض ایسے ہین جنکو سردست وہ سعادت حاصل نہین ہے مگر وہ مایوس بھی نہین - تدبیر و ریاضت سے انکے لئے حصول سعادت ممکن ہی بعض ایسے ہین جنمین اجمالی اصول سعادت موجود مین پردہ تفصیل و ہمت طلب مین ہین بعض ایسے ہین جنمین وہ سعادت بوجہ کمال و دفور موجود ہے اور وہ اسکی مقتضا پر

پوری پوری مستقیم ہین - یہانتک کہ اگر کوئی انکواس سے روکے تو بھی وہ اس سے رک نہین سکتے -

یہہ اختلاف ایک اور جبلی اور فطرتی اختلاف سے پیدا ہوا ہے اسکا بیان یہہ ہے کہ قوت ملکی (یا روحانی) لوگون مین دو طرحکی پیدا کی گئی ہے **ملکیت درجہ اول** جسکی شان سے قسم اول ودوم علم مین استغراق ہے اور قسم ثالث کیطرف بھی بنظر اصلاح نظام عالم پوری توجہ واہتمام ہے **ملکیت درجہ دوم** جسمین بہیمیت سے تجرد اور روحانیت تو ہے مگر ان علوم مین اس قدر توجہ واہتمام نہین ایسی ہی **بہیمیت** دو طرح کی لوگون مین پائی جاتی ہے **بہیمیت درجہ اول** قوی و سخت جیسے تنومند اور نر حیوانون مین پائی جاتی ہے جو قوی اور عمدہ غذا و چارے سے تربیت پاتے ہین اور قوی جسم اور تند و تیز آواز رکھتے ہین - دوسرے جانور پر حملہ کرتے ہین بڑے دلیر ہوتے ہین اور **بہیمیت درجہ دوم** ضعیف و نرم جیسے خصی اور ضعیف جانورون مین پائی جاتی ہے جو اچھی غذا نہین پاتے اور نہ قوی جسم اور آواز اور افعال رکھتے ہین -

(باقی آیندہ)

بقیہ کفر و کافر

کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی نفی تکفیر اہل قبلہ مین اگرچہ اہل بدعت ہون کلام کو بسط کے

ثم في بسط الإمام الكلام في نفي تكفير
ارباب الآثام من اهل القبلة ولو من اهل
البدعة دلالة على ان سب الشيخين ليس بكفر
كما صححه ابو الشكور السلمي في تمهيده وذلك
لعدم ثبوت مبناه وعدم تحقق معناه
فان سب المسلم فسق كما في حديث ثابت
وح يستوي الشيخان وغيرهما في هذا
الحكم ولانه لو فرض ان احدا قتل الشيخين بل
والختنين بوصف الجمع لا يخرج عن كونه
مسلما عند اهل السنة والجماعة ومن المعلوم
ان السب دون القتل نعم لو استحل السب او القتل
فهو كافر لا محالة وعلى تقدير ثبوت الحديث
فيجب ان يؤول كما اول حديث من ترك
الصلوة متعمدا فقد كفر والحاصل ان الفسق
والعصيان لا يزيل الايمان فيصير كافرا ولا ما سطه
وكذا البدعة لا يزيل الايمان والمعرفة كانكا

ساتھ بیان کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ شیخین
کی سب بھی کفر نہین ہے چنانچہ ابو الشکور سلمی
نے کتاب تمہید مین اسبات کو صحیح کہا ہی اسکی
یہی وجہ ہی کہ اس تکفیر کی کوئی وجہ نہین ہے
مسلمان کی سب صرف گناہ ہی چنانچہ حدیث
مین آیا ہے اور اسمین شیخین اور سب مسلمان
برابر ہین کیونکہ اگر ہم فرض کرین کہ کسینے شیخین
کو بلکہ ختنین (امیر المومنین علی مرتضی علیہ السلام
و امیر المومنین عثمان رض) کو قتل کردیا تو بھی وہ
اہلسنت وجماعت کی نزدیک مسلمانی سی خارج
نہین ہوتا اور سب تو قتل سے بھی کم ہی پھر سب سے
کیونکر کافر ہوسکتا ہی۔ ہان اگر سب یا قتل کو حلال
جانی تو ضرور کافر ہے† اگر سب شیخین کے کفر ہونمین
کوئی حدیث بھی فرض کرلیجائے تو اسکی تاویل
واجب ہی جیسی حدیث من ترک الصلوۃ متعمدا فقد
کفر کی تاویل واجب ہی کہ اس سے کفر عملی اور ناشکری

† یہہ قول عبارت شرح مواقف کی جو اس عبارت کے بعد منقول ہی مخالف ہی بلکہ خود اپنی ما قبل و ما بعد اور تمام اصول کے بھی برخلاف ہی حلال جاننا قطعی گناہ کا کفر ہے اور سب شیخین کے قطعی گناہ ہونے مین جو بحث کلام ہی وہ خود اس عبارت اور عبارات شرح مواقف وغیرہ مین موجود ہے †

المعتزلة صفات الله تعالى وخلق افعال العباد
وجواز رويته سبحانه في المعاد لانه مبني على
تاويل ولو كان على حد الفساد الا التجسيم وانكار
علم الله سبحانه بالجزئيات فانه يكفر بهما
بالاجماع من غير النزاع ففي شرح العقائد سب
الصحابة والطعن فيهم ان كان مما يخالف
الادلة القطعية فكفر كقذف عايشة والا
فبدعة وفسق وهذا انصريح من العلامة
ان سب الشيخين ليس بكفر عند العامة ثم
قال وبالجملة لم ينقل عن السلف المجتهدين
والعلماء الصالحين جواز اللعن على معاوية
واحزابه لان غاية امرهم البغي والخروج
على الامام الحق وهو لا يوجب اللعن۔

مراد ہی) حاصل یہ کہ فسق وگناہ ایمان کو دور نہین
کرتے کہ ایسے انسان کافر ہوجاوے اور ان دونون مین اور
کوئی واسطہ نہین ہی ایسا ہی بدعت سی ایمان دور
نہین ہوتا جیسے معتزلہ کا بعض صفات خداوندی
سے اور خدا کی خالق افعال ہونیسے اور قیامت مین
خدا کی دیدار ہونیسے انکار ہی کیونکہ یہ انکار تاویل سی
ہے اگرچہ وہ تاویل فاسد ہی مگر خدا کا جسم قرار دینا
اور اسکے علم جزئیات کی نفی کرنا یہ بیشک صریح کفر
ہی شرح عقاید مین کہا ہی کہ اصحاب کی سب اور انہین
طعن اگر اس قسم سی ہو جنہین ادلہ قطعیہ کا خلاف
ہوتا ہی جیسے حضرت عایشہ کو اس خاص امر مین
(جسمین قران نے انکی برائت کی ہی) متہم کرنا تو
وہ کفر ہی نہین تو بدعت اور فسق ہی اور یہہ
بہی صاف بیان ہے کہ سب شیخین عامہ علماء کے نزدیک کفر نہین ہی۔ پہر علامہ نے یہہ بہی فرمایا
ہے کہ پہلی مجتہدین اور علماء صالحین نے (امیر) معاویہ اور اسکے گروہ پر لعنت کو بہی جایز نہین
کہا غایت امر یہہ کہ انہون نے بغاوت کی اور امام برحق (علی مرتضی) پر خروج کیا سو موجب لعنت
نہین ہوسکتا۔

اور شرح **مواقف** مین قول مختار عدم تکفیر اہل قبلہ جو سابقا منقول ہوا ہم بیان کرنیکے
بعد بعض لوگون کا ایک دوسرے کو کافر کہنا بیان کیا ہے پہر انکے متمسکات کا جواب دیا ہے
اسی کے ضمن مین کہا ہے کہ خوارج وروافض کو کئی وجہ سی کافر کہا گیا ہے **اول** یہ کہ ان کا

قد كفر الخوارج والروافض بوجوه الاول ان القدح

اکابر صحابہ کو جن کی پاکی اور ایمانداری پہ قرآن

فی اکابر الصحابة الذین شهد لهم القرآن
والاحادیث الصحیحة بالتزکیة والایمان ۔
تکذیب للقرآن وللرسول حیث اثنی علیهم
وعظمهم فیکون کفرا قلنا لا ثناء علیهم
خاصة ای لا ثناء فی القرآن علی واحد من
الصحابة بخصوصه وهؤلاء قد اعتقدوا
ان من قدحوا فیه لیس داخلا فی الثناء
العام الوارد فیه والیه اشار بقوله ولا
هم داخلون فیه عندهم فلا یکون
قدحهم تکذیبا للقرآن واما الحدیث الوارد
فی تزکیة بعض معین من الصحابة والشهادة
لهم بالجنة فمن قبیل الاحاد فلا یلزم
تکذیبهم للرسول الثانی الاجماع منعقد
من الامة علی تکفیر من کفر عظماء الصحابة
وکل واحد من الفریقین یکفر بعض تلك
العلماء فیکون کافرا قلنا هو ای من کفر
جماعة مخصوصة من الصحابة لا نسلم کونهم
من اکابر الصحابة وعظمائهم فلا یلزم کفره
الثالث قوله علیه السلام من قال لاخیه المسلم یا کافر

گواہ ہی سو برا کہنا قرآن کو جھٹلانا ہی اور نیز رسول
کو جنہون نے انکی تعریف کی اور بزرگی بیان
کی اور یہ کفر ہے اسکا **جواب** یہہ ہی کہ کسی
صحابی کی خاصکر قرآن مین تعریف نہین ہی
عام صحابہ کی ہے اور وہ لوگ جانتے ہین کہ جسکو
وہ برا کہتے ہین وہ اس عام تعریف مین داخل
نہین اسیکی طرف مصنف کے اس قول کا اشارہ
ہے کہ وہ انکے نزدیک ان لوگونمین داخل نہین
جنکی تعریف قرآن مین ہے ۔ سو انکا برا کہنا انکے
نزدیک† قرآن کو جھٹلانا نہوا ۔ اب رہی حدیث
جنمین بعض صحابہ کی پاکی بیان ہوئی ہے اور
انکو جنت کی شہادت دی گئی ہی سو اخبار احاد
ہین انکے انکار سے کفر ثابت نہین ہوتا ۔
وجہ دوم یہ کہ اکابر صحابہ کو کافر کہنا بالاجماع
کفر ہے اسکا جواب یہ کہ وہ انکو اکابر صحابہ سے
نہین جانتے پہر وہ اس کفر کے مرتکب کیونکر
ہوئے ۔ **وجہ سوم** یہ کہ حدیث مین آیا ہی
جو کسی مسلمان کو کافر کہے وہ کفر ایک کی طرف
ضرور رجوع کرتا ہے یعنی جسکو کافر کہتا ہی وہ

† یہان عندیہ مخالف کی لحاظ کرنے اور اشاعة السنہ نمبر ۸ جلد ۳ کی صفحہ ۲۱۳ وصفحہ ۲۲۶ مین اسکا لحاظ نکرنے مین منافات ومخالفة نہین ہے، یہان امور ظنیہ غیر قطعیہ مین لحاظ کیا گیا ہی ۔ وہان امور قطعیہ مین ضرورت لحاظ کو اٹھایا گیا ہے ۔

فقد باء به احدهما قلنا احاد وقد اجتمعت الامة علی ان انکار المعاد ولیس کفرا ومع ذلک نقول المراد مع اعتقاد انه مسلم فان من ظن المسلم انه یهودی او نصرانی فقال له یا کافر لم یکن ذلک کفرا بالاجماع واعلم ان عدم التکفیر لاهل القبلة موافق لکلام الاشعری والفقهاء کما مر لکنا اذا فتشنا عقاید فرق الاسلامیین وجدنا فیها ما یوجب الکفر کالعقاید الراجعة الی وجود اله غیر الله او الی حلوله فی بعض اشخاص الناس او الی انکار نبوة محمد علیه الصلوة والسلام او ذمه استخفافا او الی استباحة المحرمات واسقاط الواجبات (شرح مواقف)

کافر نہو تو کہنے والا ضرور کافر ہو جاتا ہے اسکا **جواب** یہ ہے کہ یہ حدیث اخبار احاد سے ہے اس ہی انکار باجماع امت کفر نہین ہے اس سے علاوہ اسکے معنی† یہ ہین کہ جو مسلمان کو مسلمان سمجھکر کافر کہے وہ کافر ہوتا ہے کیونکہ جو کسی مسلمان کو یہودی یا نصرانی سمجھکر کافر کہے وہ بالاجماع کافر نہین ہوتا اور جاننا چاہیے کہ یہ اہل قبلہ کو کافر نکہنا کلام شیخ ابو الحسن اشعری وفقہا کے موافق ہے مگر جب ہم اسلامی فرقون کے عقاید کو ٹٹولتے ہین تو انمین ایسے امور بھی پاتے ہین جو تکفیر کے موجب ہین جیسے خدا کے سوا کسی اور معبود کے وجود کا قایل ہونا یا خدا کا کسی شخص مین حلول ماننا یا آنحضرت کی رسالت کا انکار کرنا یا محرمات کو مباح جاننا یا احکام شرعیہ واجبہ کو معاف سمجھ لینا -

مترجم کہتا ہے اسبات کا عبارات سابقہ مین بھی ذکر ہے - اور ہمنے اس بات کو اشاعۃ السنہ نمبر۵ جلد۳ مین بتفصیل وتمثیل بیان کر دیا ہے - یہ بات بیشک واجب اللحاظ ہے مگر اسکے کسی فرقہ اہل ہوا سے منجملہ اہل قبلہ خصوصیت نہین ہے - اگر کوئی اہلسنت وجماعت کہلا کر ایسی بات جو قطعی کفر وصریح شرک ہو اور اسمین ضروریات وقطعیات دین کا انکار و تکذیب پائی جاتی ہے اعتقاد کرے یا عمل مین لاوے تو وہ بھی کافر ہے گو اپنے مونہہ سے

---

† حدیث اہلحدیث کی نزدیک بھی اپنے ظاہری معنی پر محمول نہین ہے دیکھو نووی شرح مسلم صفحہ ۵۷ جلد اول جسمین اس حدیث کو مشکلات سے شمار کر کے اسکی پانچ تاویلین کی ہین -

اپنے آپ کو اہلسنت وجماعت کہے -

مسئلہ سب الشیخین میں مصنف بحر الرائق و اشباہ والنظائر نے اور اسکی تقلید سے مصنف درمختار نے غضب ہی کر دیا اور صاف لکھدیا ہے کہ اسکے گناہ کا مرتکب ایسا کافر ہے کہ اسکی توبہ بھی قبول نہیں اور بجز قتل اور جلا دینے کے اسکی کوئی سزا نہیں - اس قول کو درمختار واشباہ کے محشیون نے اصول و فروع کی دست آویز سے رد کر دیا اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس مسئلہ کی بنا ہی غلطی یہ ہے جس کتاب (جوہرہ) سے مصنف بحر نے استشہاد کیا ہے اسمین اسکا ذکر نہیں یہ بات اسکے کسی نسخہ کے حاشیہ پر لکھی ہوئی تھی جو کسینے اصل کتاب مین ملا دی ہے اور یہ بات خود مصنف درمختار نے بھی نہر الفایق سے نقل کی ہے - اس گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ جو فقہ اکبر کی عبارت مین گزرا ہے کہ یہ روایت جہالت ناقل کے سبب لایق اعتبار نہیں صحیح و بادلیل ہے اس گفتگو کو توجہ سے سننا چاہئے

اشباہ ونظائر مین کہا ہے سب کفار کی توبہ مقبول ہے مگر جو سب شیخین سے کافر ہوا وہ قتل ہی کیا جاوے گا یا جلا دیا جاوے گا -

> کل کافر توبتہ مقبول الا الساب الشیخین فانہ یحرق او یقتل (اشباہ والنظایر)

درمختار مین کہا ہے بحر الرایق سے شہید کی طرف نسبت کر کے کہا ہے جو شیخین ابوبکر رضی و عمر رضی کو گالی دے یا انمین طعن کرے وہ کافر ہے اسکی توبہ مقبول نہیں - پھر کہا ہے ولیکن نہر الفایق مین ہے کہ اس مسئلہ کا اصل نسخہ جوہرہ مین وجود نہیں - صرف بعض نسخون کے حاشیہ پر پایا گیا ہے جو اصل کتاب مین کسی نے ملا دیا ہے -

> فی البحر عن الجوہرۃ معزیا للشہید من سب الشیخین او طعن فیہما کفر ولا تقبل توبتہ الی ان قال لکن فی النہر وہذا لا وجود لہ فی اصل الجوہرۃ وانما توجد علی ہامش بعض النسخ فالحق بالاصل (درمختار)

اس قول کی شرح لین علامہ ابن عابدین نے رد المحتار مین کہا ہے

قال السيد الحموي في حاشية الاشباه حكى عن عمر بن نجيم ان اخاه افتى بذلك فطلب منه النقل فلم يوجد الا على طرة الجوهرة وذلك بعد حرق الرجل- واقول على فرض ثبوت ذلك في عامة نسخ الجوهرة لا وجه له نظير لما قدمناه من قبول توبة من سب الانبيا عندنا خلافا للمالكية والحنابلة واذا كان كذلك فلا وجه للقول بعدم قبول توبة من سب الشيخين بل لم يثبت ذلك عن احد من الائمة فيما اعلم- ونقل عنه السيد ابو السعود الازهري في حاشية الاشباه اقول نعم نقل في البزازية عن الخلاصة ان الرافضي اذا كان يسب الشيخين ويلعنهما فهو كافر وان كان يفضل عليا عليهما فهو مبتدع وهذا لا يستلزم عدم قبول التوبة على ان الحكم عليه بالكفر مشكل لما في الاختيار اتفق الائمة على تضليل اهل البدع اجمع وتخطيتهم وسب احد من الصحابة و بغضه لا يكون كفرا لكن يضلل

سید **حموی** نے ابن نجیم (مصنف بحر واشباہ) سے حکایت کی ہے کہ اسکے بہائی نے اس بات کا فتوی دیا تہا جب اس سے نقل (کتاب) کا مطالبہ ہوا تو پتہ نہ لگا بجز ایک حاشیہ یا کنارہ کتاب جوہرہ کے اور یہ بہی بعد جلائی جانے اس شخص کے بتلایا اور مین کہتا ہون اگر اس بات کا اصل نسخہ جوہرہ مین موجود ہونا فرض کر لین تو بہی اسکی کوئی وجہ ظاہر نہین ہے- ہم پہلے (بضمن مسئلہ سب انبیا) بیان کر چکے ہین کہ نبی کو گالی دینے والے کی ہمارے حنفیہ کے) نزدیک (بخلاف مالکیہ و حنبلیہ) توبہ مقبول ہے پس شیخین کو گالی دینے والیکی توبہ قبول نہونیکی کوئی وجہ نہین ہے اور ہمارے علم مین کسی امام سے یہ بات ثابت نہین ہے ایسا ہی حموی سے سید **ابو السعود** نے حاشیہ اشباہ مین نقل کیا ہے مین (ابن العابدین) کہتا ہون بزازیہ مین خلاصہ سے منقول ہے کہ رافضی شیخین کو گالی دے اور انکو لعنت کرے تو وہ کافر ہے اور اگر علی مرتضی کو انپر فضیلت دے تو مبتدع ہے مگر اس سے بہی توبہ کا قبول نہونا نہین نکلتا علاوہ یہ کہ حکم کفر بہی مشکل ہے کیونکہ (کتاب) اختیار مین ہے کہ تمام امام اہل

وذكر في فتح القدير ان الخوارج الذين يستحلون
دماء المسلمين واموالهم ويكفرون الصحابة
حكمهم عند جمهور الفقهاء واهل الحديث
حكم البغاة وذهب بعض اهل الحديث الى
انهم مرتدون قال ابن المنذر ولا اعلم
احدا وافق اهل الحديث على تكفيرهم
وهذا يقتضي نقل اجماع الفقهاء -
وذكر في المحيط ان بعض الفقهاء لا يكفر احدا
من اهل البدع وبعضهم يكفرون البعض
وهو من خالف ببدعته دليلا قطعيا
ونسبه الى اكثر اهل السنة والنقل الاول
اثبت وابن المنذر اعرف بنقل كلام
المجتهدين نعم يقع في كلام اهل المذهب
تكفير كثير ولكن ليس من كلام الفقهاء
الذين هم المجتهدون بل من غيرهم
ولا عبرة بغير الفقهاء والمنقول عن
المجتهدين ما ذكرناه - ومما يؤيد ذلك
وضوحا ما صرحوا به في كتبهم متونا وشروحا
من قولهم ولا تقبل شهادة من يظهر سب السلف
وتقبل شهادة اهل الاهواء الا الخطابية
وقال ابن الملك في شرح المجمع وترد شهادة

فتح القدیر مین ہی کہ قوم خوارج جو مسلمانون کے
خون اور مال کو حلال جانتے اور اصحاب رسول اللہ
کو کافر کہتے ہین انکا حکم جمہور فقہا و محدثین کے
نزدیک باغیون کا سا حکم ہے صرف بعضی
اہلحدیث کہتے ہین کہ وہ مرتد ہین ابن المنذر
(محدث) نے کہا ہی کہ مین آن اہلحدیث کے
موافق اس تکفیر مین کسیکو نہین پاتا یہ کہنا اسبات
کا مقتضی ہے کہ فقہا کا اس باب مین اجماع منقول
ہے - محیط مین مذکور ہی کہ بعض فقہا کسی
اہلبدعت کو کافر نہین کہتے اور بعضی بعض اہلبدعت
کو جو اپنی بدعت مین دلیل قطعی کے مخالف ہون
کافر کہتے ہین اور اس باتکو صاحب محیط نے
اکثر اہلسنت کیطرف منسوب کیا ہی اور پہلی نقل
(جو ابن المنذر کی ہے) زیادہ ثابت ہی اور
ابن المنذر کلام مجتہدین سی خوب واقف ہی
ہان (عام) اہل مذہب کی کلام مین تکفیر بہت
پائی جاتی ہے پر وہ کلام مجتہد نہین ہے اور
مجتہدون کے سوا اور علما کی کلام کا اعتبار نہین
اور مجتہدون سی وہی منقول ہی جو ہمنے ذکر کیا ہی
(کہ اہل قبلہ کافر نہین ہین)
اس بات کی زیادہ توضیح اس مسئلہ سی ہوتی ہی جو تمام

من يظهر سب السلف لانه يكون ظاهر الفسق وتقبل من اهل الاهواء الجبر والقدر والرفض والخروج والتشبيه والتعطيل - وقال الزيلعي او يظهر سب السلف يعني الصالحين منهم وهم الصحابة والتابعون لان هذه الاشياء تدل على قصور عقله وقلة مروته ومن لم يمتنع عن مثلها لم يمتنع عن الكذب عادة بخلاف ما لو كان يخفي السب - ولم يعلل احد لعدم قبول شهادتهم بالكفر كما ترى نعم استثنوا الخطابية لانهم يرون شهادة الزور لاشياعهم اوللحالف وكذا نص المحدثون على قبول الرواية اهل الاهوا هذا فيمن سب عامة الصحابة ويكفرهم بناء على تاويل له فاسد فعلم ان ما ذكره من الخلاصة من انه كافر قول ضعيف مخالف للمتون والشروح

کتب فقہ متون و شروح میں بیان کرتے ہیں کہ جو سلف کو علانیہ طور پہ برا کہے اُسکی شہادت مقبول نہیں ہے اور شہادت اہل ہوا کی بجز خطابیہ مقبول ہے - **ابن ملک** نے شرح مجمع میں کہا ہے جو سلف کو علانیہ طور پہ برا کہے اسکی شہادت اسلیئے مقبول نہیں کہ وہ ظاہرا فاسق ہے اور اہل جبر و قدر و خروج و تشبیہ و تعطیل سبہ کی شہادت مقبول ہے - **زیلعی** نے کہا ہے کہ سلف (یعنی صحابہ و تابعین) کو علانیہ برا کہنے والے کی شہادت اسلیئے مقبول نہیں کہ علانیہ برا کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ برا کہنے والا کم عقل و بے مروت ہے - پس جو ایسی بے عقلی و بے مروتی سے نہ رکیگا وہ عادۃً جھوٹ بولنے سے کب رکیگا ہاں جو پوشیدہ طور پہ برا کہے وہ اس حکم میں داخل نہیں ہے اور اس عدم قبول شہادت کیوجہ کسی نے یہ بیان نہیں کی کہ برا کہنے والا کافر ہے - اس حکم قبولیت شہادت سے خطابیہ مستثنی ہیں کیونکہ وہ اپنے گروہ اور مدعی قسم کہا جانیوالے کیلئے جھوٹی شہادت کو جائز جانتے ہیں ایسا ہی **محدثین** نے صاف کہا ہے کہ اہل ہوا کی روایت مقبول ہے - یہ ان لوگوں کے حق میں کہا ہے جو اکثر صحابہ کو اپنی تاویل فاسد سے کافر کہتے ہیں - اس سے معلوم ہوا کہ جو خلاصہ میں کہا ہے کہ وہ کافر ہے ضعیف قول ہے اور متون و شروح

بل هو مخالف لاجماع الفقهاء کما سمعت وقد الف العلامة ملا علی القاری رسالة فی الرد علی الخلاصة وبهذا تعلم قطعا ان ما عزی الی الجوهرة من الکفر مع عدم قبول التوبة علی فرض وجوده فی الجوهرة باطل لا اصل له ولا یجوز العمل به وقد مر انه اذا کان فی المسئلة خلاف ولو روایة ضعیفة فعلی المفتی ان یمیل الی عدم التکفیر فکیف یمیل هنا الی التکفیر المخالف للاجماع فضلا عن میله الی قتله وان تاب وقد مر ایضا ان المذهب قبول توبة ساب النبی علیه السلام فکیف ساب الشیخین والعجب من صاحب البحر حیث تساهل غایة التساهل فی الافتاء بقتله مع قوله قد التزمت نفسی ان لا افتی بشیء من الفاظ التکفیر المذکورة فی کتب الفتاوی نعم لا شك فی تکفیر من قذف السیدة عایشة رض او انکر صحبة الصدیق او اعتقد الالوهیة فی علی او ان

بلکہ اجماع فقہا کے مخالف ہی۔ اور اس خلاصہ کے ردّ مین علامہ ملا علی قاری نے ایک رسالہ بھی تالیف کیا ہی۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جو بات جوہرہ کیطرف نسبت کی گئی ہی وہ باطل ہے اسکی کوئی اصل نہین ہے اور اسپر عمل جایز ہے اور سابقاً یہ مسئلہ بیان ہو چکا ہے کہ جس امر مین اختلاف ہو اُسمین مفتی کو روایت عدم تکفیر کیطرف میلان واجب ہے اگرچہ اس جانب کی روایت ضعیف کیون نہ ہو۔ اور جس حالت مین اس مسئلہ متنازعہ فیہا مین روایت تکفیر اجماع کے مخالف ہی تو اسمین تکفیر کی جانب میلان کیونکر جایز ہے چہ جائیکہ تکفیر کے ساتھ فتوی قتل و عدم قبول توبہ بھی ہو اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ مذہب (حنفی) کی رو سے رسول کو گالی دینے والے کی بھی توبہ مقبول ہے تو پھر شیخین کو گالی دینے والے کی توبہ کیونکر مقبول نہ ہوگی۔ **صاحب بحر الرایق** (جس کا صاحب در مختار اس مذہب مین مقلد ہے) سے **تعجب** ہے کہ اس نے اِن فتوی قتل مین ایسا تساہل کیا باوجودیکہ خود یہ لکھ رکھا تھا کہ مین کسی لفظ تکفیر سے جو فتاوون مین مذکور ہین فتوی نہ دونگا۔ ہان اس شخص کے کافر ہونے

[illegible]

مین شک نہین جو حضرت عائشہ صدیقہ پر وہ تہمت لگاوے (جس سے انکو قرآن نے بری کردیا ہے۔ مترجم) یا صحبت صدیق اکبر سے انکار کرے (جسکا آیۃ اذ تقول لصاحبہ مین ذکر ہی مترجم) یا علی مرتضیٰ کو خدا سمجھے یا جبرئیل کے وحی مین بہول جانیکا اعتقاد رکہے (جیسے کہ غالی رفضیون کا اعتقاد ہے مترجم) یا ایسی مثل ایسے اور امور کا اعتقاد رکہے جو صریح قرآن کے مخالف ہین ولیکن ایسا کافر بہی توبہ کرے تو اُسکی توبہ مقبول ہے۔ یہ اس بیان کا خلاصہ ہی جو ہمنے اس باب مین کتاب تنبیہ الولاۃ والاحکام مین کیا ہے۔ مترجم کہتا ہے علامہ ابن عابدین نے اس باب مین خوب فقیہانہ تحقیق کی اور حق کی داد دی۔ اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین اور اسکی نتیجہ وخلاصہ مطلب پر ناظرین کو آگاہ کرتے ہین۔

نتیجہ

اس بحث کا خلاصہ ونتیجہ یہ ہے کہ شارع نے بہت سے امور پر کفر کا اطلاق کیا ہے پر اُس سے اس کفر کا جو ملت سے نکالی ہے اور ہمیشہ کے لئے جہنم کو واجب کرے ارادہ نہین کیا۔ ایسا ہی علماء اسلام نے بہت سے افعال واعتقادات کو کفر ٹہرا رکھا ہے پر ان کے مرتکبین ومعتقدین کو جو اہل قبلہ سے ہین اور وہ غفلت یا تاویل واجتہاد سے ان کفریات مین مبتلا ہین کافر نہین کہا۔ اس سے ہمارے سُنی بہائی متبع ومقلد حنفی ومحدث (جو اپنے مخالفین عمل واعتقاد کو کافر کہتے ہین) عبرت پکڑین اور ایک دوسرے کی تکفیر اور عام مسلمانون کی تکفیر سے جو بعض افعال واعتقادات کے سبب انسی سرزد ہوتی ہے بازآوین۔ خصوصًا اُن باتون مین جنکا کفر ہونا نہ صریح کتاب وسنت سے ثابت ہے نہ علما سلف سے مروی ہے صرف انکے نو ایجاد اجتہاد سے متولد ہے اور یہ خیال فرماوین کہ جب حالت مین بعض ایسی باتون سے (جنپر شارع نے اور علما سلف نے کفر کا اطلاق کیا ہے) اہل اسلام کو کافر کہنا اور ملت سے خارج کرنا جائز نہین تو پھر ہمارے اجتہادی کفرون سے انکی تکفیر واخراج از ملت کیونکر جائز ہے۔ کیا ہماری تجویز واجتہاد کو نصوص شارع واقوال سلف پر مزیت

ذفوقیت ہے اور یہہ بھی لحاظ کرین کہ اسلام آگے ہی روے زمین پر کم ہے
مسلمانون کی تعداد غیر مذاہب کے لوگون کی نسبت نہایت قلیل ہے اب اِس رہی سہی
تعداد کو اور نہ گہٹاوین۔ اور بجاے اسکے اِس تعداد کے بڑہانے مین کوشش کرین
باہمی تنفر کو (جو تکفیر کا نتیجہ ہے) حد اعتدال پر لاوین اور جہان تک اصول اسلام کا
مقتضا ہے باہم اتحاد پیدا کرین۔ اور اس اتحاد کے ذریعہ اسلام و اہل اسلام کی ترقی کے
وسایل سوچین۔ یہہ بات مدت سے ہم کہہ رہے ہین اور یہ بہی یقیناً جانتے ہین کہ
فریقین کے متشدد و متنفر پسند ہماری اِن باتون سے خوش نہین ہین۔ مگر ہمکو ان کی خوشی
ناخوشی سے مطلب نہین ہے اپنے مولا جل وعلا کی خوشی کی طلب ہے اور اس خداوند
سے امید ہے کہ ہماری ان باتون کا لوگون کے دلون پر اثر پیدا کریگا کوئی نہ کوئی فریقین
سے ان باتون کو سُنے اور ماننے والا اسکے بندون مین ضرور ہوگا۔ اب نہین تو کسی اور
ہی صدی مین وہ ایسے لوگونکو پیدا کریگا جنکو اِن باتون سے نفع پہنچیگا۔

ولنعم ما قیل

فقل ما یفیض الحق من غیر سامع ففی الدھر من یرجی له الفوز ظافرا
تو کہتا رہ زمانہ سامعین سے خالی نہین گذرتا۔ زمانہ مین ایسے لوگ بہی ہین جنسے فوز بمطلب متوقع ہے

ہمارے شیخ اجل حجۃ الخلف بقیۃ السلف سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی
نے ہمارا اِس مضمون کا ضمیمہ نمبر۱ جلد۳ دیکہا تو اس پر بڑی خوشی سے اپنا توافق ظاہر
کیا اور ساتہہ اسکے بعض لوگون کے تنفر و وحشت کا بہی خوف جتایا آخر مین اس شعر پر
کاربند ہونیکا حکم دیا۔

حافظ وظیفہ تو دعا کردن است و بس در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

اللّٰھم ربنا فتقبل منا ووفقنا بقبول ما ینفعنا ولا یضرنا آمین

اِسمضمون مین اہل اسلام کو کافر کہنے کہنی کا حکم بیان ہوا۔ شرک اور بدعتی کہنی کا تفصیلی بیان کسی اور مضمون مین ہوگا۔ انشاء اللہ

ہندوستان† کے حدیث پر عمل کرنیوالے

وہابی نہین

لایق توجہ گورنمنٹ

نمبر۳

سرحدی†† قومین (جو اکثر گورنمنٹ کی بغاوت مین سر اٹھاتی ہین اور وہ عام ناواقفون مین وہابی کہلاتی ہین) واقع اور نفس الامر مین اہلحدیث (یا وہابی) نہین - اہلحدیث کی روش وخیالات سی انکو کوئی خاص تعلق یا مناسبت نہین بلکہ عام مخالفت ومنافرت ہے -

بعض لوگون کا یہہ خیال ہے کہ سید احمد صاحب بریلوی - اور مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی (جنہون نے مذہب اہلحدیث کو ہند مین عام رواج دیا ہے) ایک مدت سرحد پر رہے ہین اور انہون نے اپنے مذہب کے مخالفون سے جہاد کئے ہین - ان ہی کے باقیماندہ لوگ سرحد مین رہتے ہین اور وقتاً فوقتاً گورنمنٹ سی بغاوت کرتے ہین -

مگر تحقیق وانصاف کے رو سے اس خیال کی صداقت پر کوئی روشن دلیل نہین ہے - محض وہم واشتباہ پر اسکی بنا ہے -

نہ سید احمد مرحوم ومولانا محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم نے اپنے مخالفین مذہب سی صرف مخالفت مذہبی

---

† ہندوستان سی تمام ملک ہند مراد ہے جسمین پنجاب بہی داخل وشامل ہے -

†† اس سرحدی بحث سی پہلے ہمکو اہلحدیث ہند کی چال وچلن سے بحث کرنا منظور خاطر تہا چنانچہ مضمون نمبر ۔۔۔ کے خاتمہ پر ہمنے نوٹ دیا تہا - مگر چونکہ اس بحث مین اہلحدیث ہند کے تاریخی حالات اور اس مذہب کو ہند مین رواج دینے والون کے حالات مذکور ہین - اسلئے ہمنے اس بحث کو مقدم کیا ہے - آئندہ زمانہ حال کے اہلحدیث کا چال وچلن نمبر۱۲ مین بیان کیا جاویگا - انشاء اللہ تعالی -

کے خیال سے جہاد کیا ہے اور نہ انکے باقیماندہ اتباع نے کبھی گورنمنٹ انگلشیہ سے مقابلہ کیا ہی
اگر مخالفتین اور بغاوتین جو سرحد مین واقع ہوتی ہین انہی لوگون سے ہوتی ہین جو اہلحدیث
(یا یون کہو کہ وہابیون) کے دشمن جانی ہین اور ایک وہابی کے مارنیکو سو کافر کے قتل کرنے
سے زیادہ موجب ثواب جانتے ہین -

اس بات کی شہادت مین اگر ہم صرف اپنے تجربہ اور معلومات کو پیش کرین توشاید خودغرضی
وقومی طرفداری کی تہمت سے عامہ خیالات مین صادق البیان نہ سمجھے جاوین - لہذا اس باب مین
ایسے شخص کے قول کو پیش کرنا مناسب سمجھتے ہین جسپر طرفداری قوم کے ساتھہ طرفداری وخیرخواہی
گورنمنٹ کا بھی عام یقین ہے وہ انرایبل **سید احمد خان** صاحب بہادر سی ایس آئی ہین جو آخر
رسالہ **جواب ڈاکٹر ہنٹر صاحب** مین ہمارے دعوی کی پوری تصدیق کرتے ہین چنانچہ
اس رسالہ کے صفحہ ۱۵ مین فرماتے ہین -

ہندوستان کے گوشہ شمال ومغرب کی سرحد پر جو پہاڑی قومین رہتی ہین وہ سُنی المذہب حنفی
قومین ہین اور اور لوگ اُن کے ہم مذہب جس قدر ہندوستان مین رہتے ہین اُن سب
مین وہ قومین اپنے مذہب کی پابند زیادہ ہین - اور جس طرح پر ان قومون کو اپنے مخالف مذہب
مسلمانون کے تین فرقون سے عداوت ہے اِس قدر اور باقیماندہ فرقون کو اپنے مخالفون
سے عداوت نہین ہے چنانچہ یہ قوم اپنے مذہب مین اس قدر سخت ہی کہ اگر کوئی اور شخص
اُن کے ملک مین جاوے تو جب تک وہ اپنے مذہبی عقاید کو مثل انکے نہ کرلے اسوقت تک
وہان اُسکی جان ومال کی خیر نہین ہوتی - چند سال کا عرصہ ہُوا کہ ایک میرے دوست حاجی
سید محمد مرحوم شافعی المذہب ساکن جار جیا اتفاق سے سرحد کی انہین قومون مین گئے تھے مجھہ سے
کہتے تھے کہ مجھکو شافعی ہونیکی سبب سے اس قوم مین طرح طرح کی مصیبتین اُٹھانی پڑین اور
گو مین دیہات وقصبات بلکہ خاص مساجد مین امن تلاش کرتا تھا لیکن مجھکو در اصل مسجد مین
بھی امن نہ معلوم ہوتا تھا یہ پہاڑی قومین حنفی لوگون کے فروعات کو بجائے اصول کے

سمجھتے ہین چنانچہ انہین فروعات حنفیہ مین سے ایک کتاب درمختار ہے جو سنہ ۱۶۷۰ء یا سنہ ۱۶۶۱ء
مین لکھی گئی تھی اور فروعات حنفیہ مین سے یہہ کتاب نہایت معتبر اور معتمد علیہ ہے اس کتاب
مین چند اشعار عربیہ اس مضمون کے درج ہین جنمین فروعات حنفیہ کو اور امیہ کے فروعات
پر ترجیح دی ہے اور اورون کو برا لکھا ہے انہین شعرون مین سے ایک شعر کا ترجمہ یہہ ہے
"خدا کی لعنت اور قہر بیشمار اُس شخص پر جو امام ابوحنیفہ کے مذہب کا پیرو† نہین ہے" - یہہ
پہاڑی قومین اولیا کرام کے مقابر اور مزارون کو خصوصاً پیربابا کے مقبرہ کو جو بونیر مین ہے
اور کاکا صاحب کے مزار کو جو کوٹہ مین ہے نہایت خلوص عقیدت سے پوجتے ہین اور مجھکو صدہا
پہاڑی لوگون کے دیکھنے کا اتفاق ہوا لیکن میری نظر سے آجتک کوئی پہاڑی پٹھان ایسا
نہین گذرا جو سوائے حنفی مذہب کے اور کسی مذہب کا پیرو ہو یا وہابیت کی جانب ذرا بھی
میلان خاطر رکھتا ہو البتہ حیات افغانی مین جسکو گورنمنٹ کے ایک خیرخواہ اور ملازم مسلمان
نے اردو زبان مین تصنیف کیا ہے (جو سنہ ۱۸۶۷ء مین لاہور مین چھپی ہے) یہہ فقرہ لکھا
دیکھا ہے - چند عرصہ سے ملا سید میر کوٹہ کے پیرو وہابی سمجھے جاتے ہین اور اخوند سوات
کے پکے پیرو جو حنفی المذہب ہین ملا سید میر کے معتقدین کو گمراہ سمجھتے ہین اور اکثر عثمانزئی
اور ناصر اللہ کی اولاد وغیرہ جو گڑہی اسمعیل کا باشندہ تھا ملا سید میر کے طرفدار اور باقی پہاڑی
قومین اخوند سوات کے پیرو ہین - پس اسی فقرے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرحد کی قومون
کے عقیدے مین وہابیت کا نام کو بھی اثر نہین ہے - باین لحاظ اس بات کا ہرگز گمان نہین
ہوسکتا کہ سرحد کے پٹھانون اور وہابیون مین کسطرح سازش ہوسکتی ہے چنانچہ سنہ ۱۸۶۴ء مین
وہابیون نے پہاڑون مین جاکر قیام کیا اور انہون نے اس بات کا قصد کیا کہ سکھون پر ہم
لوگ جہاد کرین اور شہید ہون لیکن چونکہ پہاڑی قومین ان کے عقاید کے مخالف تھین

† وہ اصل شعر یہہ ہے ولعنۃ ربنا اعداد رمل * علی من رد قول ابی حنیفہ * یعنی
بقدر شمار ریگ بیابان اُس شخص پر خدا کی لعنت ہو جو امام ابوحنیفہ کی قول کو رد کرے - نعوذ باللہ من ذالک
اڈیٹر

اِسلیئے وہ وہابی اِن پہاڑیون کو ہرگز اس بات پر راضی نہ کر سکے کہ وہ اِن کے مسایل کو بھی اچھا سمجھتے مگر البتہ چونکہ وہ سکھون کے جور و ستم سے نہایت تنگ تھے اِس سبب سے وہابیون کے اس منصوبہ مین وہ بھی شریک ہوگئے کہ سکھون پر حملہ کیا جاوے اور آخرکار وہابیون اور پہاڑیون نے متفق ہوکر سکھون پر حملہ بھی کیا لیکن چونکہ یہہ قوم مذہبی مخالفت مین نہایت سخت ہے اس سبب سی اِس قوم نے اخیر مین وہابیون سے دغا کرکے سکھون سے اتفاق کرلیا اور مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سیّد احمد صاحب کو شہید کیا پس اِن باتون کو ذرا اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کیونکہ اِن سے وہابین کی وہ تاریخ بخوبی معلوم ہوتی ہے جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے پہاڑی قومون کے ساتھہ وہابیون کی سازش خیال کیا ہے -

ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب کے پہلے باب مین وہابیون کے باغی لشکر قایم ہونے کی ایک کیفیت بیان کی ہے مگر چونکہ مجھکو اس تحریر مین چند در چند شُبہ ہین اِسلیئے مین بھی ہندستان کے وہابیون کی ایک مختصر کیفیت لکھتا ہون اور جبتک مین ایک مختصر کیفیت وہابیون کی نہ بیان کرونگا اسوقت تک یہ بات اچھی طرح نہین کھلی کہ ڈاکٹر صاحب کو کن امور مین دھوکہ ہوا ہے اور اس معاملہ مین اصلی کیفیت کو ڈاکٹر صاحب نے کس مبالغہ اور زیادتی کے ساتھہ بیان کیا ہے -

ہندوستان کے وہابیون کی **تاریخی کیفیت** پانچ زمانون سے متعلق ہے - **پہلا زمانہ** سنہ ۱۸۲۳ء سے شروع ہوتا ہے اور سنہ ۱۸۳۰ء تک پورا ہوتا ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس مین مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سیّد احمد صاحب نے اُن سکھون پر جہاد کیا تھا جو اپنے مسلمان رعایا کو تکلیف پہنچاتے تھے اور انتہا اس زمانہ کی اسوقت تک ہوئی جبکہ پشاور دوبارہ اِن کے پیرون کے ہاتھہ سے نکل گیا -

دوسرا زمانہ سنہ ۱۸۳۰ء سی سنہ ۱۸۳۱ء تک یعنی پشاور کے فتح ثانی سے لیکر مولوی محمد اسمعیل صاحب ور سید احمد صاحب کی وفات تک ہے -

تیسرا زمانہ اسوقت سے شروع ہوتا ہے جبکہ یہ دونون بزرگ شہید ہوئے اور انتہا اس زمانہ کی اسوقت ہے جبکہ گورنمنٹ انگریزی پنجاب پر قابض ہوئی اور وہابی لوگ معہ عنایت علی اور ولایت علی کے سرحد سے اپنے گہرون کو بہیجے گئے یعنی ۱۸۳۱ء سے لیکر ۱۸۴۷ء تک ہے

چوتہا زمانہ اسوقت سے مراد ہے جبکہ ولایت علی اور عنایت علی نے دوبارہ سرحد پر حملہ کیا اور انتہا اس زمانہ کی ان دونون کے مارے جانے تک ہوئی۔ **پانچوان زمانہ** حال کا زمانہ ہے جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے صریح غلطی سے وہابیون کی بغاوت کا زمانہ بیان کیا ہے پس ان پانچون زمانون مین وہابیت کا پہلا زمانہ

نہایت عمدہ تہا اور جو کام اس زمانے کے وہابی کرتے تہے ان سے گورنمنٹ انگریزی واقف تہی اور کسی طرح ان لوگون کیطرف گورنمنٹ کی بدخواہی کا گمان نہین ہوتا تہا چنانچہ اس زمانہ مین علی العموم مسلمان لوگ عوام کو سکہون پر جہاد کرنیکی ہدایت کرتے تہے تاکہ وہ اپنے ہموطن مسلمانون کو اس قوم کے ظلم و تعدی سے نجات دین۔ اس زمانہ مین مجاہدین کے پیشوا سید احمد صاحب تہے مگر وہ واعظ نتہے واعظ مولوی محمد اسمعیل صاحب تہے جنکی نصیحتون سے مسلمانون کے دلون مین ایک ایسا ولولہ اثر خیز پیدا ہوتا تہا جیسا کہ کسی بزرگ کرامت کا اثر ہوتا ہے مگر اس واعظ نے اپنے زمانہ مین کبہی کوئی لفظ اپنی زبان سے ایسا نہ نکالا جس سے ان کے ہم شہریون کی طبیعت ذرا بہی گورنمنٹ انگریزی کیطرف سے منحرف ہوکر برافروختہ ہو بلکہ ایک مرتبہ وہ کلکتہ مین سکہون پر جہاد کرنیکا وعظ فرما رہے تہے اثناء وعظ مین کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ تم انگریزون پر جہاد کرنیکا وعظ کیون نہین کہتے وہ بہی تو کافر ہین۔ آسکے جواب مین مولوی محمد اسمعیل صاحب نے فرمایا کہ انگریزون کے عہد مین مسلمانون کو کچہہ اذیت نہین ہوتی اور چونکہ ہم انگریزون کی رعایا ہین اسلیئے ہمپر اپنے مذہب کے رو سے یہہ بات فرض ہے کہ انگریزون پر جہاد کرنے مین ہم کبہی شریک نہ ہون۔ پس اس زمانہ مین ہزارون مسلح مسلمان اور شیایہ

سامان جنگ کا ذخیرہ سکھون پر جہاد کرنے کے واسطے ہندوستان مین جمع ہوگیا مگر جب صاحب کمشنر اور صاحب مجسٹریٹ کو اِس امر کی اطلاع ہوئی تو انہون نے گورنمنٹ کو اطلاع دی گورنمنٹ نے انکو صاف لکہا کہ تمکو اِس معاملہ مین ہرگز دست اندازی نہین کرنی چاہیئے کیونکہ انکا ارادہ کچہہ گورنمنٹ انگریزی کے مقاصد کے برخلاف نہین ہے غرضکہ ۱۸۲۴ء مین یہہ لوگ سکھون پر جہاد کرنیکے واسطے سرحد پر پہنچے اور اسکے بعد ہندوستان سے برابر انکے پاس مدد پہنچتی رہی اور گورنمنٹ بہی اِس امر سے بخوبی واقف تہی جسکے ثبوت مین ایک مقدمہ کی کیفیت نظیراً مین درج ذیل کرتا ہون -

دہلی کے ایک ہندو مہاجن نے جس کے پاس جہادی لوگون کی امداد کے واسطے روپیہ جمع کیا گیا تہا امداد کے روپیہ مین کچہہ تغلب کیا اور مسٹر ولیم فریزر صاحب بہادر متوفی کمشنر دہلی کے روبرو انپر نالش دایر ہوئی اور انجام کار مولوی محمد اسحاق صاحب مدعی کے حق مین اس دعوی کی ڈگری ہوئی اور جو روپیہ مدعا علیہ سے ڈگری کا وصول ہوا وہ اور ذریعہ سے سرحد کو بہیجا گیا بعد اسکے اِس مقدمہ کا اپیل صدر کورٹ الہ آباد مین ہوا وہان بہی عدالت ماتحت کا فیصلہ بحال رہا - اِس زمانہ مین وہابیون نے سرحد کی قومون کی مدد سے پشاور فتح کیا اور بعد فتح کے دوست محمد خان والئے کابل کے بہائی سلطان محمد خان کو حوالہ کر دیا مگر سلطان محمد خان نے فریب سے تہوڑے عرصہ کے بعد پشاور کو رنجیت سنگہ کے ہاتہہ فروخت کر ڈالا -

مگر دوسرے زمانہ مین گویا وہابیت کا زوال شروع ہوگیا تہا چنانچہ جب پہر سکھون کا پشاور پر قبضہ ہوگیا تو سید احمد صاحب اور مولوی اسمعیل صاحب کے پیرودن کا بالکل جی ٹوٹ گیا کیونکہ انکو معلوم ہوگیا تہا کہ سرحد کے پٹھان ہمارے مذہب کے باعث سے ہم سے دلی عداوت رکہتے ہین اب ہمکو ان سے کسی قسم کی امداد کی توقع نہین رکہنی چاہیئے اور ہماری یہہ قلیل جماعت کسی طرح کامیابی کے ساتہہ سکھون کا مقابلہ نہین

کر سکتی - اور اسی وجہ سے اُنہون نے یہہ بہی کہا تہا کہ اب ہمکو اپنے مذہب کے رو سے یہہ جہاد جایز نہین رہا علاوہ اسکے لوگون کے باہم بہی اس امر مین اختلاف ہو گیا کہ آیا سید احمد صاحب ان کے پیشوا ہونے کی قابلیت رکہتے ہین یا نہین چنانچہ انمین سے اکثر کی تو یہہ راے تہی کہ وہ اس کام کے لایق نہین ہین اور بعض نے اس کے خلاف بیان کیا مگر مولوی اسمعیل صاحب نے اس حالت مین بہی اُن جہگڑون کے دفعیہ کے واسطے حتی الامکان کوشش کی اور ایک کتاب موسوم بہ منصب امامت لکہی (جو ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ء مین کلکتہ مین طبع ہوئی تہی) لیکن ان کی یہہ تمام کوششین بے فایدہ ہوئین اور انجام کار وہ جماعت بالکل ٹوٹ گئی جسمین کئی ہزارون آدمی ہندوستان مین اپنے گہرون کو واپس چلے آے چنانچہ منجملہ ان کے ایک نہایت مشہور و معروف مولوی محبوب علی تہے (جنکا انتقال ۱۸۶۴ء مین ہوا) اور دوسرے مولوی حاجی محمد بنگالہ کے رہنے والے تہے مگر چونکہ انکا نکاح دہلی مین ہوا تہا اس سبب سے وہ کئی برس تک دہلی مین رہے اور ۱۸۷۰ء کو مقام اَلور مین اونہون نے وفات پائی - شاید اس مضمون کے پڑہنے والے اس عجیب بات کے سُننے سے بہی خوش ہون کہ مولوی محبوب علی صاحب وُہی شخص تہے جنکو ۱۸۵۷ء مین باغیون کے سرغنہ بخت خان نے عین ہنگامہ غدر مین طلب کیا اور ان سے یہہ درخواست کی کہ آپ اس زمانہ مین انگریزون پر جہاد کرنیکی نسبت ایک فتوی پر اپنے دستخط کرین مگر مولوی محبوب علی صاحب نے صاف انکار کیا اور بخت خان سے کہا کہ ہم مسلمان گورنمنٹ انگریزی کے رعایا ہین ہم اپنے مذہب کے رو سے اپنے حاکمون سے مقابلہ نہین کر سکتے اور طرہ برین یہہ ہوا کہ جو ایذا بخت خان اور اسکے رفیقون نے انگریزون کی بیبیون اور بچون کو دی تہی اسکی بابت بخت خان کو سخت لعنت وملامت کی -

اِس زمانہ کے بعد سے سید احمد صاحب کے پیرو بہت ہی کم ہو گئے اور آخر کار وہ ۱۸۳۱ء

مین اپنے اکثر رفیقون کے ساتہہ خادی خان کی دغابازی سے شیر سنگہ کے مقابلہ مین شہید ہوگئے اور انکے شہید ہوتے ہی جو لوگ جہادیون کے ہمراہ تہے انمین سے بہت سے لوگون نے جہادیون کا ساتہہ چہوڑ دیا مگر اور لوگون نے انکا دل تہامنے کے لئے مصلحتاً یہہ خبر مشہور کردی کہ سید احمد صاحب ابتک زندہ ہین صرف بطور کرامات غائب ہوکر کسی پہاڑ کے کہوہ مین پوشیدہ ہوگئے ہین مگر آخر کار جب اس دہوکہ کا حال کہل گیا تو سید احمد صاحب کے پیرو اپنے گہرون کو لوٹ آئے اور اس زمانہ کے بعد جہاد کی امداد کے واسطے ممالک مغربی و شمالی سے آدمی اور روپیہ کا پہنچنا بالکل بند ہوگیا اور جو کچہہ واقعات اس زمانہ کے بعد ہوئے وہ چندان دلچسپ نہین ہین اس مقام مین یہہ بات بیان کرتا ہون کہ سید احمد صاحب نے پشاور پر سکہون کا پہر قبضہ ہونیکے بعد اپنے اُن رفیقون سے جو جہاد مین جان دینے پر امادہ تہے یہ کہا کہ تم جہاد کے لئے مجہہ سے بیعت شرعی کرو چنانچہ کئی سو آدمیون نے اسی وقت بیعت کی اور یہ بات تحقیق ہے کہ جو شخص شیر سنگہ کے مقابلہ مین لڑائی مین بچ رہے تہے انمین سے صرف چند آدمی تو اپنے پیشوا سید احمد صاحب کے شہادت کے بعد پہاڑیون مین باقی رہگئے تہے جنمین سے اکثر لوگ پٹنہ اور دیگر اضلاع بنگالہ کے رہنے والے تہے اس کے بعد مولوی عنایت علی اور ولایت علی ساکن پٹنہ ان کے سردار ہوئے لیکن انہون نے جہاد کے سرانجام مین کچہہ کوشش نہین کی اور جب پنجاب پر گورنمنٹ انگریزی کا تسلط ہوا تو مولوی عنایت علی اور ولایت علی معہ اپنے اکثر رفیقون کے ۱۸۴۷ء مین اپنے گہرون کو واپس بہیج دئے گئے۔ پس اس سے ہمکو یہہ بات معلوم ہوگئی کہ خاص پٹنہ یا بنگالہ کے اور ضلعون سے بلکہ عموماً ہندوستان سے روپیے اور آدمی اس وہابیت کے پہلے تین زمانون مین ضرور سرحد کو بہیجے گئے تہے لیکن میری رائے مین یہہ بات بہت کہلی ہوئی ہے کہ انمین سے کوئی آدمی انگریزی گورنمنٹ پر حملہ کرنیکے واسطے نہین گیا تہا اور نہ اُنسے یہ کام لیا گیا اور نہ ان تین زمانون مین کسی کو اس بات کا کچہہ خیال ہوا کہ ہندوستان

کے مسلمانون کی نیت بغاوت کیجانب مایل ہے مگر یا این ہمہ ہمارے ڈاکٹر ہنٹر صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۹۷ مین یہہ بیان کرتے ہین کہ تیس برس کا عرصہ ہوا ہو گا جب ایک خلیفہ بطریق رسالت بنگالہ کو آیا اور وہان اُس نے قیام کیا اور قرب وجوار کے تمام زمیندار اس کا اعتبار کرنے لگے اور اُس نے بڑی مضبوطی اور موثر بیان کے ساتھہ جہاد کا وعظ کیا اور جو سرحد پر لشکر تہا اس کے پاس بہیجنے کے واسطے اُس نے پٹنہ کو اور بہی آدمی اور روپیہ بہیجا"۔

یہہ سب ۱۸۴۰ء یا اُسکے قریب کا ذکر ہے جس سے کئی برس بعد پنجاب پر سرکار انگریزیہ کا تسلط ہو تہا۔ پس کیا ڈاکٹر ہنٹر صاحب کو فی الواقع یہہ یقین ہے کہ اس زمانہ مین روپیہ اور آدمی اس غرض سے بہیجے گئے تہے کہ سرحد کی قومون کو انگریزون پر حملہ کرنے مین مدد پہنچے۔

مین خیال کرتا ہون کہ شاید ڈاکٹر صاحب اِس بات کو تو تسلیم کرینگے کہ ۱۸۴۰ء سے کئی برس پہلے بہی سکہون پر مسلمانون کا جہاد ہو رہا تہا اور غالب ہی کہ جن آدمیون اور روپیون کا ڈاکٹر صاحب نے ذکر کیا ہے وہ سب پنجاب کے بادشاہون کی رعایا کو شکست دینے کے واسطے بہیجے گئے ہونگے اب یہان سے مین یہہ بات ثابت کرنا چاہتا ہون کہ چوتہے زمانہ† (یعنی زمانہ حال) مین بہی میرے اُن ہم مذہبون کی نسبت جواب ہندوستان مین رہتے ہین کسی قسم کی بدگمانی کی کوئی وجہ نہین ہے مگر چونکہ انگریز لوگ مسلمانون کی عام رائے اور خیالات سے ناواقف ہین اسلئے وہ ضرور مجہکو مسلمانون کا طرفدار سمجہین گے اور اس سبب سے شاید میرے خیالات یا تحریر پر وہ بہت کم التفات اور اعتماد کرینگے لیکن اس امر کے سبب سے مجہکو ایک ایسے معاملہ کے اظہار مین ڈرنا نچاہیے جسکو مین اپنے ذہن مین بالکل سچ سمجہتا ہون جب مولوی عنایت علی اور ولایت علی ۱۸۴۷ء مین ہندوستان کو لوٹ آے تو اس وقت سید احمد صاحب کے چند پیرو سرحد پر باقی رہگئے اور یہہ بات بہی صحیح ہے کہ ان دو شخصون نے

---

† زمانہ حال کو آپنے پانچوان زمانہ ٹہرایا تہا۔ شاید یہان کاتب کی غلطی ہے۔ یا یہ کہ چوتہے زمانہ کی منتہی مین پانچوان زمانہ کا حال بہی بیان کیا ہے اسلئے دونون کو یکجا کر دیا ہے۔ (اڈیٹر)

پٹنہ اور اسکے قرب وجوار کے آدمیون کو اس بات کی ترغیب دینے مین ہرگز کوتاہی نہین
کی کہ وہ جہاد مین شریک ہون اور اس کام کے واسطے روپیہ جمع کرین چنانچہ وہ برابر بڑی
سرگرمی سے کوشش کرتے رہے اور جس بات کا ایک ان کو دل سے خیال تھا اس کا اظہار
انہون نے ۱۸۵۱ء مین اسطرح پر کیا کہ وہ پھر ہندوستان سے سرحد کیجانب چلے گئے مگر ڈاکٹر ہنٹر
صاحب نے یہہ خیال کیا ہے کہ یہ لوگ دوبارہ سرحد کو انگریزون پر حملہ کرنیکی نیت سے گئے تھے اور
انہون نے بجائے سکھون کے انگریزون پر جہاد کیا تھا حالانکہ جب ان لوگون کو انگریزون
سے کسی طرح کی کوئی شکایت نہ تھی تو پھر انکا یہہ ارادہ کرنا کسی طرح پر صحیح نہین ہو سکتا البتہ
جو ظلم و تعدی سکھہ لوگ مسلمانون پر کرتے تھے اس سے ہمکو یہہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ
مسلمان سکھون پر کس وجہ سے حملہ کرنا چاہتے تھے ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے یا کسی اور شخص نے
اس بات کی کوئی وجہ نہین بیان کی کہ مسلمانون کے دل مین انگریزون سے یہہ عداوت
دفعتاً کیونکر پیدا ہوگئی کیونکہ مسلمانون کو انگریزون سے کچھہ عداوت نتھی بلکہ جو سکھہ جمونمین
رہتے تھے ان پر وہ حملہ کرنا چاہتے تھے ۔

مجھکو یہہ سب حال اس شخص کی زبانی معلوم ہوا ہے جسکی ملاقات خاص مولوی عنایت علی
اور مولوی ولایت علی سے اسوقت مین ہوئی تھی جب وہ سرحد کو جاتے تھے اسوجہ سے
مجھکو اسکی صداقت مین کسی طرح کی کلام نہین ہے اور یہہ بات بخوبی یاد رکھنی چاہئے کہ وہابی
اپنے مذہب مین بڑے پکے اور نہایت سچے ہوتے ہین وہ اپنے اصول سے کسی حال مین منحرف
نہین ہوتے اور جن شخصون کی نسبت مین یہہ لکھہ رہا ہون وہ اپنے بال بچون اور مال و اسباب
کو گورنمنٹ انگریزی کی حفاظت مین چھوڑ گئے تھے اور ان کے مذہب مین اپنے بال بچون کے
محافظون پر حملہ کرنا نہایت ممنوع ہے اس لحاظ سے اگر وہ انگریزون سے لڑتے اور لڑائی
مین مارے جاتے تو وہ بہشت کی خوشیون اور شہادت کے درجہ سے محروم ہو جاتے بلکہ
اپنے مذہب مین گنہگار خیال کئے جاتے ہم کو یہہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ وہابیون کی

باقیماندہ جماعت سرحد پر نہایت قلیل رہگئی تہی اور پہاڑی قومین ان کے مذہب کی باعث سے
انسے سخت عداوت رکہتی تہین پس جب ہم ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب مین اس قسم کے فقرے
پڑہتے ہین کہ (لارڈ ڈلہوزی صاحب نے اپنے دوسرے مراسلہ مین سرحد کی ان قومون
پر حملہ کرنیکی تجویز کی نسبت کچہہ بحث کی تہی جنکی بیہودہ عداوت کو جو انکو کفار کے ساتہہ تہی
ہندوستان کے معتقد وہابیون نے غایت درجہ تک بہڑکا دیا تہا (صفحہ ۲۳) تو ہمکو بلکہ
ہر ایک شخص کو ہنسی آتی ہے ڈاکٹر صاحب شاید اس نہایت ضروری امر کو بہول گئے
ہین کہ یہ پہاڑی قومین قدیم زمانہ سے سرکش اور مفسد ہین اور جو قومین ان کی سرحد پر
رہتی ہین خواہ وہ کافر ہون یا مسلمان انکو انہون نے کبہی چین نہین لینے دیا اور بلا امتیاز
کسی کے خود دہلی کے مسلمان بادشاہون اور سکہون کے ساتہہ لڑتے رہے ہین اور مثل
اس آیرلینڈ کے باشندے کی جو میلہ مین تماشائیون سے خواہ نخواہ جنگ وجدال کا خواہان
ہوتا تہا جب تک اس قوم سے کوئی شخص لڑنے کے لئے موجود ہوتا تہا اسوقت تک اسکو
اس بات کی کچہہ پروا نہوتی تہی کہ وہ شخص کون ہے یہانتک کہ نادر شاہ سا شخص بہی جو
بڑا ظالم تہا اور جسکے نام سے تمام ہندوستان لرزتا تہا انکو ہرگز اپنا مطیع نہ کرسکا اور ولایت علی
اور عنایت علی اور انکے قلیل ہمراہیون کی نسبت ابتک کوئی بات ایسی نہین معلوم ہوئی
ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ ہندوستان مین گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنیکا منصوبہ رکہتے
تہے چنانچہ ۱۸۵۵ء سے چند برس بعد انکا انتقال ہوا اور اسکے بعد انکے تمام ہمراہی ادہر ادہر
چلیگئے۔ البتہ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ جبتک یہہ مولوی سرحد پر مقیم رہے اسوقت تک
آدمی اور روپیہ پٹنہ اور بنگالہ کے دیگر اضلاع سے سرحد پر پہنچتا رہا لیکن کسی شخص کو یہہ
یقین نہ تہا کہ وہ انگریزون پر حملہ کرنے مین کام آوینگے اور نہ یہ امر قرین قیاس ہے
کہ ایسی کمزور فوج ایسی زبردست انگریزی سلطنت کے تہ و بالا کرنے کا ارادہ کرے
پس میرے علم و یقین کے موافق وہابیت کے پانچوین زمانہ کو بہی جہاد سے کچہہ تعلق

نہین ہے کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ مولوی ولایت علی اور عنایت علی کے انتقال کے
بعد جہاد کے سرانجام کے واسطے بنگالہ سے نہ تو روپیہ بہیجا گیا اور نہ آدمی گئے البتہ ۱۸۵۷ء
کے ہنگامہ کے بعد ہندوستان کے بعض سرکش آدمی جنکے ساتہہ کچہہ باغی بہی تہے ملکا اور
ستانا واقعہ ترائی نیپال اور بیکانیر اور راجپوتانہ کے بیابانون مین جا رہے تہے اور وہان
انکے جا رہنے کا سبب یہ تہا کہ انہون نے ان مقامات کو سنگین سزا سے بچنے کے لئے امن
کا مقام خیال تہا جو غدر کے سبب سے ان ایام مین لوگون کو سرکار کیطرف سے ہونی تہی اور
جو لوگ گوشہ شمال و مغرب کی سرحد کو بہاگ گئے تہے ان کا ایک عام خوف سے ایک
موقع پر جمع ہو جانا ایک عقلمندی کی بات تہی حالانکہ اس مجمع مین خاص مسلمان ہی نہتھے
بلکہ ہر قوم کے ہندو اور مسلمان سب تہے پس ان لوگون کی نسبت یہہ خیال کرنا (جیسا
کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے بیان کیا ہے) کہ وہ گورنمنٹ پر حملہ کرنیکی نیت سے جمع ہوئے تہے
میرے نزدیک ایک بیہودہ بات ہے کہ اسکی جانب کوئی دانشمند التفات نہ کریگا البتہ یہ
بات ممکن ہے کہ ان مفرورون کی جماعت مین سے بعض شخص ایسے بہی ہون جو اپنے
گہر والون سے ہندوستان مین خط و کتابت رکہتے ہون اور اس بات کا بہی کچہہ تعجب نہین
ہے کہ ان کے عزیز و اقارب ان لوگون کو روپیہ پیسہ بہیجتے ہون اسلئے کہ ان کی بغاوت کے
سبب سے انکے قرابتی لوگون پر یہہ بات لازم نہ تہی کہ وہ ان سے خط و کتابت نہ کرتے بلکہ
ایسی ہی حالت مین اپنے یگانہ اپنا کا زیادہ خیال کیا کرتے ہین اور پاس محبت سے ایسے شخص
کی مدد کرنا گویا اپنے ذمہ فرض سمجہتے ہین - پس ظن غالب یہ ہے کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اس
خیال بندی کے واسطے کہ گورنمنٹ انگریزی پر جہاد کرنے کے واسطے برابر انتظام کے ساتہہ
روپیہ اور آدمی یہان سے پہنچتے تہے" بلاشبہہ یہی معاملہ ایک بڑی پکی بنیاد ہوئی ہوگی اور
دوسری وجہ اس خیال کی شاید یہہ ہوئی ہو کہ ہندوستان سے اخوند سوات کے پاس روپیہ
جاتا تہا مگر جو لوگ میرزا کی اس مضمون کو پڑہین گے وہ غالباً اس بات سے واقف ہونگے کہ مسلمانون

کی شریعت مین ہر مالدار مسلمان پر سال کے اخیر مین اپنی مالیت کا چالیسوان حصہ خدا کی واسطے
نکالنا فرض ہے اور اس چالیسوین حصہ کو انکی شریعت مین زکوۃ کہتے ہین پس گو بہت سے مسلمان
اپنی شریعت کے اس فرض کو ادا نہین کرتے اور اس صورت سی اپنے ہمجنسون کا فایدہ نہین چاہتے
لیکن جو پکے مسلمان وہابی کہلاتے ہین یا جنکی طبیعت کا میلان اس سچے عقیدے وہابیت کی
طرف ہے وہ اس فرض کو بھی مثل اور فرضون کے نہایت مضبوطی اور احتیاط کے ساتھہ ادا
کرتے ہین اور جو روپیہ وہ اپنے خزانہ مین سے زکوۃ کے طور پر نکالتے ہین اسکو حتی الامکان
اپنے قرب وجوار کے مساکین اور ان مسافرون مین تقسیم کر دیتے ہین جنکا گذر اُن کے قصبون
اور دیہات مین ہو۔ اور مسافر اور مساکین کے علاوہ ان نامی گرامی متوکل عالمون اور
عابدون کو دیتے ہین جو ترک تعلق کر کے گوشہ عزلت مین بیٹھے ہین اور انکے سوائی جو طلبا مسجدون
وغیرہ مین رہتے ہین انکی تعلیم کے واسطے بھی دیتے ہین اور اس رفاہ کے کام اور نیک فعل
مین ان پر مذہب کے رو سے کچھہ یہ بات فرض نہین ہے کہ جس شخص کو وہ زکوۃ کا روپیہ دین
اسکے حالات تحقیق بھی کر لیا کرین مگر ہم دیکھتے ہین کہ اس زمانہ کے مسلمانون کو بغاوت مین مدد
دینی کے الزام سے محفوظ رہنے کا اس قدر اندیشہ ہو گیا ہے کہ اب وہ مسافرون وغیرہ کو اس
قسم کا روپیہ نہین دیتے اور اکثر اوقات اس باب مین احتیاط کرتے ہین اور حقیقت مین بھی ایسا ہی
ہے کہ جو مسلمان زکوۃ دینے والے ہین وہ ضرور اس الزام مین مشتبہ ہین اخوند سوات کے نسبت
مجھہ کو بھی گمان ہے کہ بلا شبہ اسکے پاس بہت سی دولت مند مسلمان زکوۃ بھیجتے ہون گے
لیکن جیسی اس بات کا گمان ہے اسی طرح اس بات کا یقین ہے کہ اخوند سوات وہابی نہین ہے
اور جو روپیہ اسکے پاس پہنچتا ہوگا اسکو گورنمنٹ پر جہاد کرنیکا کچھہ سروکار نہ ہوگا۔ دہلی
مین مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم کا مدرسہ اور شاہ غلام علی صاحب کی خانقاہ دونون
ایسے مقام تھے کہ وہان علاوہ ہندوستان کے تمام دنیا مین سے روپیہ پیسہ آتا تھا پس اگر کوئی
شخص یہہ بات کہدے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے مدرسہ اور خانقاہ مین جہاد کیواسطے روپیہ آیا تھا

باقی آئندہ

صفحہ ۳۴۹ سے لایق توجہ گورنمنٹ و اعیان ملک

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر یازدہم — جلد چہارم

معہ

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب معتقدین اہل السنۃ

بابت ذوالحجہ ۱۲۹۸ھ مطابق نومبر ۱۸۸۱ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب: درجہ	درجات و مراتب: ترتیب	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالیانہ: بابت رسالہ	قیمت سالیانہ: بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس۔	للعہ	سے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا۔	۵ع	ے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	سے	عہر
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکہین اور سالانہ پیشگی داخل کرین	ے	۱۲ر
۵	للاہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نرکہین مگر علمیت رکہین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعاے خیر

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتوں کی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب بر آری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربرآری ممکن ہے *

۲۔ جن کے نام اصل رسالہ یا اسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اُسی مہینے سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس مہینے کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ اصل رسالہ یا صرف ضمیمہ واپس کرین

۳۔ خط و کتابت متعلق پرچہ اقمہ کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے *

راقم ابو سعید محمد حسین لاہور محلہ سید مٹھہ۔

مطبع ریاض ہند امرتسر [illegible]

شکریہ معاونین اشاعۃ السنہ

مہتمم اُن کرمفرمائے خریداران اشاعۃ السنہ کا دل سے شکریہ گذار ہے جنہون نے زرواجبی یا پیشگی قیمت اشاعۃ السنہ ارسال فرمایا اور مہتمم کو ممنون و مرہون احسان کیا۔ ان حضرات کی مقام اقامت یہہ ہین۔ نابہہ۔ لودہیانہ۔ کپورتہلہ۔ پشاور۔ ڈیانوان ضلع پٹنہ۔ کہوری ضلع ساگر کہتولی ضلع مظفرنگر۔ ڈہاکہ۔ ساڈہورہ ضلع انبالہ۔ کوچی علاقہ ملبار۔ مظفرپور۔ ترہت (اس شہر کے معاون صاحب نصف شکریہ کے مستحق ہین کیونکہ نصف قیمت باوجود التواء عرصہ تین سال کے اونہون کے باقی رکہہ لی ہے) اٹک جبلپور۔ بہوپال۔ راولپنڈی۔ سلطان پور۔ امرپیہ ضلع ناگپور باقیماندہ حضرات خریدارون کی نسبت بجز دعا کچہہ عرض نہین کرسکتا۔ اللہ تعالی انکو توفیق دے اور خوف آخرت نصیب کرے اور انکے دلونمین قومی ہمدردی اور مذہبی معاونت کا خیال پیدا کرے مجہے ان پر صرف اپنے روپیہ نہ ملنے کی وجہ سے افسوس نہین بلکہ انکی اس حالت بیدردی و ناحمیتی پر کمال افسوس ہے اور بارہا اس خیال سے اضمحلال پیدا ہوتا ہے کہ دینی اور قومی کامونمین ہماری قوم کا یہہ حال ہے اور اُدہر اقوام غیر کی اشاعت مذہبی و باہم تعاون کی یہہ کیفیت ہے پہر ہمارے مذہب کی ان مذاہب کے مقابلہ مین ترقی و رفعت کیونکر متصور ہے۔

ان لوگون کی موعظت کے لئے ہمارے ایک دوست نے ایک خطبہ بغرض اندراج رسالہ ارسال فرمایا ہے اس دوست کی خاطر اور ان لوگون کی نصیحت کی نظر سے وہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

خطبہ

الحمد للہ الذی خلق وہدی والصلوۃ علی النبی الذی بلغ ودعا اسکے بعد جمیع مسلمین خصوص سنی حنفی موحد محقق صاحبونکی خدمت مین التماس ہے کہ تمہارا دعوی آخرت کو دنیا پر غلبہ دینے اور پسند کرنیکا خارج ہو جاتا ہے کیونکہ مخالفین دین نے اصول دین پر حملہ کیا اور اسکی مدافعت کو ایک بہائی بہا زہوا اعانت جو صرف حمیت مذہبی سے واجب تہی معاومنہ دیرچہ) لیکنہہ بہی نہین کرتے۔ انکی حسن مدافعت وجواب و فصل خطاکو دیکہو اور اسکی ضمنی علوم عامضہ و رسایل مشکلہ کو جو مدت العمر حل نہ ہوئی تہی اور اب حل ہونے لگے ہین ذرہ آنکہہ کہولکر دیکہو

[illegible]

مرا میت کشتی زطوفان چہ باک - نگہو - وما علینا الا البلاغ المبین - الخطیب ابوالرشید عبدالحمید سجادہ نشین درس النعمین جلال آباد ضلع فیروز پور پنجاب -

شکریہ گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی و اودہ

اضلاع مغرب و شمال و اودہ کی انتظامی رپورٹ سالانہ ۱۸۸۰ء و ۱۸۸۱ء مین دیسی اخبارون کی ذیل مین اشاعۃ السنۃ اور اُس کے مہتمم (راقم) کو باین الفاظ یاد کیا گیا تھا۔ "اخبار اشاعۃ السنہ ایک مذہبی اخبار ہے جس کا مہتمم ایک وہابی مسلمان ہے اور خاصکر آنریبل سید احمد خان بہادر کی مذہبی مسائل کی نسبت نکتہ چینی اور انکی تردید کیا کرتا ہے"۔ منجملہ اِن الفاظ کے لفظ وہابی نے میرے اور میرے تمام گروہ اہلحدیث کے دل کو بہت دُکھایا اور مجھے اِس مدعی اسلام کا جسکو اس کے مخالفون نے کافر ٹھہرایا تھا یہہ شعر یاد دلایا ۵ در دہر چو من یکے و انہم کافر الخ اور یہہ خیال آیا کہ اِس وقت ہندوستان بھر مین ایک مین ہی ہون جو وہابی ہونے سے برملا انکار (بذریعہ اخبار و اشتہار) کر رہا ہون اور اِس انکار کی وجہ ضمیمہ نمبر ۶ جلد ۲ وغیرہ پرچہ ہائے اشاعۃ السنہ مین بیان کر چکا ہون۔ اور نمبر ۳ جلد ۴۔ اشاعۃ السنہ سے تو ہر پرچہ مین اِس انکار کا اظہار کرتا ہون پھر کمال تعجب و افسوس ہے کہ مین اِس خطاب نازیبا و ناصواب سے مخاطب کیا جاؤن۔ اِس افسوس و شکایت کو مینے صاحب گورنمنٹ رپورٹر پر ظاہر کیا اور اِس مضمون کا ایک خط انکے نام لکھا۔ اُنہون نے (شاید) وہ خط بنظر اصلاح و انصاف گورنمنٹ ممالک مغرب و شمال و اودہ مین پیش کر دیا اسکے جواب مین صاحب سکرٹری گورنمنٹ نے گورنمنٹ کی طرف سے اِس لفظ کے لکھے جانے پر کمال افسوس ظاہر کر کے عُذر کیا ہے اور آیندہ کے لئے وعدہ دیا ہے کہ ایسا لفظ مہتمم کے حق مین کبھی تحریر ہونا نہ پائیگا۔ ہم بنظر ہدایت و عبرت اپنے دیسی اور اسلامی بھائیون کی اور ان ملازمان گورنمنٹ کی جو کس و ناکس کو بے ساختہ وہابی کہدیتے ہین اور جو اِس لفظ مین توہین و دل شکنی زمرہ اہلحدیث پائی جاتی ہے اسکو خیال مین نہین لاتے اِس اصلی جواب کو مع ترجمہ درج ذیل کرتے ہین۔

نقل اصل جواب

No. 279 of 1882.

General Department of the N. W. Provinces and Oudh

Dated Camp Lucknow Jany 26/82

Office Memo.

The Proprietor and Manager of the "Ashaatul Sunnat" Newspaper, Lahore, is informed in reply to his Letter of the 11th January 1882 to the address of the Govt. Reporter on the Vernacular Press of Upper India that Undersigned regrets that the religious position of the Proprietor and Manager was described in Annual Administration Report of these provinces for the year 1880–81 by a name that is offensive to him. The use of the term to which he objects was not intended to cast any slur whatever upon him, and it will in future be carefully avoided.

Signed
C. Robertson
Secretary to the Govt. of the N. W. Provinces and Oudh.

جا

ترجمہ

نمبر ۲۷۹ ۱۸۸۲ء

صیغہ عام

ممالک شمالی مغربی و اودھ از کیمپ لکھنو مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۸۲ء

یادداشت دفتر

مالک و مہتمم پرچہ اشاعۃ السنہ لاہور کو انکی درخواست (موسومہ گورنمنٹ رپورٹر دیسی اخبارات اپر انڈیا مورخہ ۱۱ جنوری ۱۸۸۲ء) کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ راقم کو اسکا سخت افسوس ہے کہ ان اضلاع کی رپورٹ سالانہ بابت ۸۱-۱۸۸۰ء میں مالک و مہتمم مذکور کا مذہبی خطاب ایسے نام سے لیا گیا جو انکو ناگوار گذرا جس لفظ پر وہ اعتراض کرتے ہیں وہ اس غرض سے نہیں لکھا گیا کہ انپر کسی طرح کا حرف آوے اور آئندہ بکمال احتیاط اس سے پرہیز کیا جائیگا –

(دستخط) سی رابرٹسن سکرٹری گورنمنٹ ممالک شمالی و مغربی و اودھ

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

بخوبی بیان ہوچکا ہے (یہہ قوت عقلیہ کی دوسری شاخ کا ثبوت ہے)

ایسا ہی ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ اپنے خالق سے ایسی محبت رکھتے ہین کہ جورو بیٹے روپیہ پیسے دنیا کی کسی چیز سے نہین رکھتے - خدا پر ایسا بھروسہ رکھتے ہیں کہ اپنے ہاتھہ کی زر - بازو کی قوت - دوست آشنا وغیرہ اسباب و وسایل پر نہین رکھتے (یہہ قوت عملیہ کی دوسری شاخ کا ثبوت ہے) -

اسکی تفصیل مین اگر ہم ایسے لوگون کے حالات لکھین تو ایک دفتر طویل ہوجاوے اسلیئے ہم اس مقام مین اسی اجمالی بیان پر اکتفا کرتے ہیں اور اس زمانہ کے دانشمندون سے امید رکھتے ہین کہ وہ ایسے لوگون کے وجود سے منکر نہ ہون گے ومع ذلک ہم ان لوگون کے تفصیلی حالات بھی پھر کسی موقع پر درج رسالہ کرینگے انشاء اللہ تعالی -

اس بحث سے بخوبی ثابت ہوا کہ قوت عقلیہ و عملیہ (اپنی اپنی دونون شاخون کے ساتہہ) انسان مین موجود ہے اور یہی دونون قوتین انسان کی خاص صفتین ہین جو اسکو عام حیوانات و نباتات و جمادات سے ممتاز کرتے ہین اور منجملہ اسکے صفات محسوسہ و مشاہدہ کی یہی دو صفتین (یا جو انکی طرف راجع ہون) مناط و مدار انسانیت ہین -

پھر ان دونون قوتون سے انسان اپنی بہیمی (یا حیوانی) طاقت کے مناسب کام بھی لیتا ہے جسکا بیان بضمن تشریح طرز تمدن و معاشرت انسان ہوچکا ہے اور اپنی طاقت ملکی (یا روحانی) کے مناسب کام بھی لیتا ہے جبکہ وہ امور معاشرت مین روحانی اصلاح کی رعایت کرتا ہے اور خاصکر ان دونون قوتون کی دوسری شاخون کو تو اسکی ملکیت یا روحانیت سے بہت ہی تعلق ہے -

انسان کی بہیمی (یا حیوانی) طاقت کردہ کام ہین جنمین انسان کے ساتہہ تمام حیوان بہائم

درندہ وغیرہ بہی شریک ہین - جیسے کہانا پینا غضب شہوت وغیرہ جسمین انسان کے ساتہہ غیرون کا شریک ہونا بلکہ غیرون مین ان کا بوجہ اتم پایا جانا سابقا ثابت کیا گیا ہے ملکی٭ (یا روحانی) طاقت کے وہ کام ہین جو صرف انسان مین پائے جاتے ہین اسکی اور مشارکات جنسیہ مین مشاہدہ نہین کئے جاتے اور وہ خاص انسان کی روح کی صفات ہین - جسم انسانی کی اصلی صفتین نہین ہین جیسے خوش خُلقی - تواضع محبت - خشیت رقت - علم ادراک وغیرہ -

یہہ علم عمدہ ترین خواص وصفات† روحانی سے ہی اور وہ کئی قسم ہے -

اول علم توحید وصفات الہی **دوم** علم حقوق خداوندی اور طریق تادیہ اُن حقوق کا (جسکو دوسرے محاورہ مین عبادت کہتے ہین) **سوم** علم ضوابط نظام عالم و علی ہذا القیاس -

ہرچند انسان کا اپنی قوت عقلیہ وعملیہ سے بہیمی (یا حیوانی) طاقت کی مناسب کام لینا اور لوازم جسمانیت وحیوانیت کو اپنے کمال نوعی وفطری کو پہنچانا بہی انسانی سعادت مین داخل ہے مگر چونکہ وہ لوازم فانی ہین انکا بقا ہی نظام جسمانی کے بقا تک ہے -

---

٭ انسانکی اُس طاقت کو ملکی کہنا اہل ادیان سماوی اور حکماے قدیم کی بول چال ہی جو وجود ملایکہ کو مانتے ہین اور ان صفات انسانی کو ملائکہ کی صفات کے مشابہ سمجہتے ہین جو لوگ وجود ملایکہ سے انکاری ہین جیسے نیچری مدعی اسلام یا برہم سماج وغیرہ وہ اس لفظ واصطلاح مین نزاع نہ کرین اس کے معنی کو دیکہین اور یہ سوچین کہ جس صفت انسانی کو ملکی طاقت کہا گیا ہی وہ انسان مین موجود ہے یا نہین جو موجود پاوین تو خواہ اسکو روحانی طاقت یا اور نام سے تعبیر کرین اسکی نفی و انکار کے درپے نہ ہوجاوین - کیونکہ اصطلاح محاورات مین مناقشہ جایز نہین ہے -

---

† اس امر کا مفصل بیان معہ تشریح اس تعلق کے جو روح کو جسم سے ہی اشاعۃ السنہ نمبر۲ جلد۲ مین مذکور ہوچکا ہے جو قابل ملاحظہ ناظرین ہے -

اسلئے اصلی سعادت اور حقیقی کمال انسانی یہی ہے کہ وہ اپنی دو نون قوتون کی دونون شاخون سے ملکی (یا روحانی) کام لے - اور جو کام بہیمی (یا حیوانی) طاقت کی مناسب انسے لیتا ہے اسمین روحانی طاقت کی رعایت کو بھی ہاتہہ سے ندے بہیمیت کو ملکیت کے تابع کر دے ایسے طور پر کہ بہیمیت جو کرے اسمین مقتضاے ملکیت کا خلاف نہو اور ملکیت جو حکم دے بہیمیت اسکو فوراً عمل مین لاوے - ملکیت کی رنگت بہیمیت مین اثر کرے بہیمیت کا رنگ اسپر نہ پڑے - اس قسم کے افعال و اعمال سے جنمین مقتضائے ملکیت کی رعایت ہو اور بہیمیت کی مخالفت ملکیت کو ترقی و فراخی حاصل ہوتی ہے اور بہیمیت منقبض ہو جاتی ہے یہانتک کہ ملکیت اپنے کمال کو پہونچ جاتی ہے اور بہیمیت اسکی تابع ہو رہتی ہے -

یہہ امر قسم اول و دوم اور ان کے موافق عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور انسان کی صورت نوعی اور فطرت اسکو اسی امر کا حکم دیتی ہے - اور قسم سوم کی علم و عمل کی بقدر ضرورت اجازت دیتی ہے -

یہی وجہ ہے کہ سبھی انسان عرب کے ہون خواہ عجم کے - ہند کے ہون یا سندھ کے - یوروپ کے ہون خواہ ایشیا کے (بشرطیکہ وہ اعتدال مزاج انسانی پر ہون) اس امر کو پسند کرتے ہین اور جن لوگون مین یہہ امر یعنے تہذیب اخلاق نفس اور تکمیل بہیمیت پائی جاتی ہے انکی بدل تعظیم و تکریم کرتے ہین - اور حاضر و غائب ان کے ثناخوان ہین اور انکو خداپرست اور مقدس سمجھتے ہین -

پھر اس سعادت مین لوگ مختلف ہین بعض لوگ (غواشی ظلمت مین محجوب ہونیکے سبب) اس سے بالکل محروم ہین حتی کہ اونکی صلاحیت کی امید بھی منقطع ہے - بعض ایسے ہین جنکو سردست وہ سعادت حاصل نہین ہے مگر وہ مایوس بھی نہین - تدبیر و ریاضت سے انکے لئے حصول سعادت ممکن ہے بعض ایسے ہین جنمین اجمالی اصول سعادت موجود ہین پردہ تفصیل و بدایت طلب ہین بعض ایسے ہین جنمین وہ سعادت بوجہ کمال و وفور موجود ہے اور وہ اسکے مقتضا پر

پوری پورے مستقیم ہین - یہانتک کہ اگر کوئی انکو اس سے روکے تو بہی وہ اس سے رک نہین سکتے -

یہہ اختلاف ایک اور جبلی اور فطرتی اختلاف سے پیدا ہوا ہے اسکا بیان یہہ ہے کہ قوت ملکی (یا روحانی) لوگون مین دو طرحکی پیدا کی گئی ہے **ملکیت درجہ اول** جسکی شان ہے قسم اول و دوم علم مین استغراق ہے اور قسم ثالث کیطرف بہی بنظر اصلاح نظام عالم پوری توجہ واہتمام ہے **ملکیت درجہ دوم** جسمین بہیمیت سے تجرد اور روز انیت تو ہے مگر ان دوم مین اس قدر توجہ واہتمام نہین ایسی ہی **بہیمیت** دو طرح کی لوگون مین پائی جاتی ہے **بہیمیت درجہ اول** قوی وسخت جیسے تنومند اور نر حیوانون مین پائی جاتی ہے جو قوی اور عمدہ غذا وچارے سے تربیت پاتے ہین اور قوی جسم اور تند وتیز آواز رکہتے ہین - دوسرے جانور پر حملہ کرنے مین بڑے دلیر ہوتے ہین اور **بہیمیت درجہ دوم** ضعیف و نرم جیسے خصی اور ضعیف جانورون مین پائی جاتی ہے جو اچہی غذا نہین پاتے اور نہ قوی جسم اور آواز اور افعال رکہتے ہین -

(باقی آیندہ)

بقیہ کفر و کافر

کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی نفی تکفیر اہل قبلہ مین اگرچہ اہل بدعت ہون کلام کو بسط کے

ثم في بسط الامام الكلام في نفي تكفير
ارباب الاثام من اهل القبلة ولو من اهل
البدعة دلالة على ان سب الشيخين ليس بكفر
كما صححه ابو الشكور السلمي في تمهيده وذلك
لعدم ثبوت مبناه وعدم تحقق معناه
فان سب المسلم فسق كما في حديث ثابت
فيستوي الشيخان وغيرهما في هذا
الحكم ولانه لو فرض ان احدا قتل الشيخين بل
والختنين بوصف الجمع لا يخرج عن كونه
مسلما عند اهل السنة والجماعة ومن المعلوم
ان السب دون القتل نعم لو استحل السب او القتل
فهو كافر لا محالة وعلى تقدير ثبوت الحديث
فيجب ان يؤول كما اول حديث من ترك
الصلوة متعمدا فقد كفر والحاصل ان الفسق
والعصيان لا يزيل الايمان فيصير كافرا ولا واسطة
ولكن البدعة لا يزيل الايمان والمعرفة كان كا

ساتھ بیان کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ شیخین
کی سب بھی کفر نہین ہے چنانچہ ابو الشکور سلمی
نے کتاب تمہید مین اسبات کو صحیح کہا ہی اسکی
یہی وجہ ہی کہ اس تکفیر کی کوئی وجہ نہین ہے
مسلمان کی سب صرف گناہ ہی چنانچہ حدیث
مین آیا ہے اور ہمین شیخین اور سب مسلمان
برابر ہین کیونکہ اگر ہم فرض کرین کہ کسینے شیخین
کو بلکہ ختنین (امیر المومنین علی مرتضی علیہ السلام
و امیر المومنین عثمان رض) کو قتل کر دیا تو بھی وہ
اہلسنت وجماعت کے نزدیک مسلمانی سے خارج
نہین ہوتا اور سب تو قتل سے بھی کم ہی پھر سب سے
کیونکر کافر ہو سکتا ہی - ہان اگر سب یا قتل کو حلال
جانے تو ضرور کافر ہے† اگر سب شیخین کے کفر ہونے
کوئی حدیث بھی فرض کر لیجائے تو اسکی تاویل
واجب ہی جیسے حدیث من ترک الصلوة متعمدا فقد
کفر کی تاویل واجب ہی کہ اس سے کفر عملی اور ناشکری

+ یہہ قول عبارت شرح مواقف کی جو اس عبارت کے بعد منقول ہی مخالف ہی بلکہ خود اپنی ماقبل
و مابعد اور تمام اصول کے بھی برخلاف ہی حلال جاننا قطعی گناہ کا کفر ہے اور سب شیخین کے قطعی گناہ ہونے
مین جو بحث و کلام ہی وہ خود اس عبارت اور عبارات شرح مواقف وغیرہ مین موجود ہے +

المعتزلة صفات الله تعالی وخلق افعال العباد وجواز رویتہ سبحانہ فی للعاد لانہ مبنی علی تاویل ولوکان علی حبد الفساد الا التجسیم وانکار علم الله سبحانہ بالجزئیات فانہ یکفر بھما بالاجماع من غیر النزاع ففی شرح العقاید سب الصحابۃ والطعن فیہم ان کان مما یخالف الادلۃ القطعیۃ فکفر کقذف عایشۃ والا فبدعۃ وفسق وھذا انصریح من العلامۃ ان سب الشیخین لیس بکفر عند العامۃ ثم قال وبالجملۃ لم ینقل عن السلف المجتہدین والعلماء الصالحین جواز اللعن علی معاویۃ واحزابہ لان غایۃ امرھم البغی والخروج علی الامام الحق وھو لا یوجب اللعن۔

مراد ہی) حاصل یہ کہ فسق وگناہ ایمان کو دور نہین کرتے کہ ایسے انسان کافر ہوجاوے اور ان دونون مین کوئی واسطہ نہین ہی ایسا ہی بدعت سی ایمان دور نہین ہوتا جیسے معتزلہ کا بعض صفات خداوندی سے اور خدا کی خالق افعال ہونیسے اور قیامت مین خدا کی دیدار ہونیسے انکار ہی کیونکہ یہ انکار تاویل سی ہے اگرچہ وہ تاویل فاسد ہی مگر خدا کا جسم قرار دینا اور اسکے علم جزئیات کی نفی کرنا یہ بیشک صریح کفر ہی شرح عقاید مین کہا ہی کہ اصحاب کی سب اور انہین طعن اگر اس قسم سی ہو جنہین ادلہ قطعیہ کا خلاف ہوتا ہی جیسے حضرت عایشہ کو اس خاص امر مین جسمین قران نے انکی برأت کی ہی) متہم کرنا تو وہ کفر ہی نہین تو بدعت اور فسق ہی اور یہہ بہی صاف بیان ہے کہ سب شیخین عامہ علماء کے نزدیک کفر نہین ہی۔ پہر علامہ نے یہہ بہی فرمایا ہے کہ پہلی مجتہدین اور علماء صالحین نے (امیر) معاویہ اور اسکے گروہ پر لعنت کو بہی جایز نہین کہا غایت امر یہہ کہ انہون نے بغاوت کی اور امام برحق (علی مرتضی) پہ خروج کیا سو موجب لعنت نہین ہوسکتا۔

اور **شرح مواقف** مین قول مختار عدم تکفیر اہل قبلہ جو سابقا منقول ہوا بیان کرنے کی بعد بعض لوگون کا ایک دوسرے کو کافر کہنا بیان کیا ہے پہر انکے متمسکات کا جواب دیا ہے اسی کے ضمن مین کہا ہے کہ خوارج وروافض کو کئی وجہ سی کافر کہا گیا ہے **اول** یہ کہ ان کا

قد کفر الخوارج والروافض بوجوہ الاول ان القدح

اکابر صحابہ کو جن کی پاکی اور ایمانداری پہ قرآن

في اكابر الصحابة الذين شهد لهم القرآن
والاحاديث الصحيحة بالتزكية والايمان
تكذيب للقرآن وللرسول حيث اثنى عليهم
وعظمهم فيكون كفرا قلنا لا ثنا عليهم
خاصة اى لا ثناء في القرآن على واحد من
الصحابة بخصوصه وهؤلاء قد اعتقدوا
ان من قدحوا فيه ليس داخلا في الثنا
العام الوارد فيه واليه اشار بقوله ولا
هم داخلون فيه عندهم فلا يكون
قدحهم تكذيبا للقرآن واما الحديث الوارد
في تزكية بعض معين من الصحابة والشهادة
لهم بالجنة فمن قبيل الآحاد فلا يلزم
تكذيبهم للرسول الثاني الاجماع منعقد
من الامة على تكفير من كفر عظماء الصحابة
وكل واحد من الفريقين يكفر بعض تلك
العظماء فيكون كافرا قلنا هو اى من كفر
جماعة مخصوصة من الصحابة لا يسلم كونهم
من اكابر الصحابة وعظمائهم فلا يلزم كفره
الثالث قوله عليه السلام من قال لاخيه المسلم يا كافر

گواہ ہین برا کہنا قرآن کو جھٹلانا ہی اور نیز رسول
کو جنہون نے انکی تعریف کی اور بزرگی بیان
کی اور یہ کفر ہے اسکا **جواب** یہہ ہی کہ کسی
صحابی کی خاصکر قرآن مین تعریف نہین ہی
عام صحابہ کی ہے اور وہ لوگ جانتے ہین کہ جسکو
وہ برا کہتے ہین وہ اس عام تعریف مین داخل
نہین اسیکی طرف مصنف کے اس قول کا اشارہ
ہے کہ وہ انکے نزدیک ان لوگو مین داخل نہین
جنکی تعریف قرآن مین ہے۔ سو انکا برا کہنا انکے
نزدیک+ قرآن کو جھٹلانا نہوا۔ اب رہی حدیث
جنمین بعض صحابہ کی پاکی بیان ہوئی ہے اور
انکو جنت کی شہادت دی گئی ہی سو اخبار احاد
ہین انکے انکار سے کفر ثابت نہین ہوتا ×× -
وجہ دوم یہ کہ اکابر صحابہ کو کافر کہنا بالاجماع
کفر ہے اسکا جواب یہ کہ وہ انکو اکابر صحابہ سے
نہین جانتے پھر وہ اس کفر کے مرتکب کیونکر
ہوئے۔ **وجہ سوم** یہ کہ حدیث مین آیا ہی
جو کسی مسلمان کو کافر کہے وہ کفر ایک کی طرف
ضرور رجوع کرتا ہے یعنی جسکو کافر کہتا ہی وہ

+ یہان عندیہ مخالف کی لحاظ کرنے اور اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۲ کے صفحہ ۲۱ و ۲۲۶ مین اسکا لحاظ نکرنے مین منافات و مخالفت نہین ہے۔ یہان امور ظنیہ غیر قطعیہ مین لحاظ کیا گیا ہی۔ وہان امور قطعیہ مین ضرورت لحاظ کو اٹھایا گیا ہے۔

فقد باء بہا احدھما قلنا احاد وقد اجتمعت الامۃ علی ان انکار المعاد لیس کفرا ومع ذلک نقول المراد مع اعتقاد انہ مسلم فان من ظن المسلم انہ یہودی او نصرانی فقال لہ یا کافر لم یکن ذلک کفرا بالاجماع واعلم ان عدم التکفیر لاہل القبلۃ موافق لکلام الاشعری والفقہاء کما مر لکنا اذا فتشنا عقاید فرق الاسلامیین وجدنا فیہا ما یوجب الکفر کالعقاید الراجعۃ الی وجود الہ غیر اللہ او الی حلولہ فی بعض اشخاص الناس او الی انکار نبوۃ محمد علیہ الصلوۃ والسلام او ذمہ استخفافا او الی استباحۃ المحرمات واسقاط الواجبات (شرح مواقف)

کافر نہو تو کہنے والا ضرور کافر ہو جاتا ہے اسکا **جواب** یہ ہے کہ یہ حدیث اخبار احاد سے ہے اس سے انکار باجماع امت کفر نہیں ہے اس سے علاوہ اسکے معنی† یہ ہین کہ جو مسلمان کو مسلمان سمجھکر کافر کہے وہ کافر ہوتا ہے کیونکہ جو کسی مسلمان کو یہودی یا نصرانی سمجھکر کافر کہے وہ بالاجماع کافر نہین ہوتا اور جاننا چاہئے کہ یہ اہل قبلہ کو کافر نکہنا کلام شیخ ابوالحسن اشعری و فقہا کے موافق ہے مگر جب ہم اسلامی فرقون کے عقاید کو ٹٹولتے ہین تو انمین ایسے امور بھی پاتے ہین جو تکفیر کے موجب ہین جیسے خدا کے سوا کسی اور معبود کے وجود کا قایل ہونا یا خدا کا کسی شخص مین حلول ماننا یا آنحضرت کی رسالت کا انکار کرنا یا محرمات کو مباح جاننا یا احکام شرعیہ واجبہ کو معاف سمجھ لینا۔

مترجم کہتا ہے اس بات کا عبارات سابقہ مین بھی ذکر ہے۔ اور ہمنے اس بات کو اشاعۃ السنہ نمبر۲ جلد۳ مین بتفصیل و تمثیل بیان کر دیا ہے۔ یہ بات بیشک واجب اللحاظ ہے مگر اسکے کسی فرقہ اہل ہوا سے منجملہ اہل قبلہ خصوصیت نہین ہے۔ اگر کوئی اہلسنت وجماعت کہلا کر ایسی بات جو قطعی کفر و صریح شرک ہو اور اسمین ضروریات و قطعیات دین کا انکار و تکذیب پائی جاتی ہے اعتقاد کرے یا عمل مین لاوے تو وہ بھی کافر ہے گو اپنے موحد ہی

† یہ حدیث اہلحدیث کی نزدیک بھی اپنے ظاہری معنی پر محمول نہین ہے دیکھو نووی شرح مسلم ص۵۰ جلد اول جسمین اس حدیث کو مشکلات سے شمار کر کے اسکی پانچ تاویلین کی ہین۔

اپنے آپ کو اہلسنت وجماعت کہو۔

مسئلہ سب الشیخین مین مصنف بحر الرائق و اشباہ والنظائر نے اور اسکی تقلید سے مصنف درمختار نے غضب ہی کردیا اور صاف لکہدیا ہے کہ اسکے گناہ کا مرتکب ایسا کافر ہے کہ اسکی توبہ بہی قبول نہین اور بجز قتل اور جلا دینے کے اسکی کوئی سزا نہین۔ اس قول کو درمختار واشباہ کے محشیون نے اصول وفروع کی دست آویز سے رد کردیا اور یہ ثابت کردیا ہے کہ اس مسئلہ کی بنا ہی غلطی پر ہے جس کتاب (جوہرہ) سے مصنف بحر نے استشہاد کیا ہے اسمین اسکا ذکر نہین یہ بات اسکے کسی نسخہ کے حاشیہ پر لکہی ہوئی تہی جو کسینے اصل کتاب مین ملادی ہی اور یہ بات خود مصنف درمختار نے بہی نہر الفائق سے نقل کی ہے۔ اس گفتگو سے معلوم ہوتا ہی کہ جو فقہ اکبر کی عبارت مین گذرا ہے کہ یہ روایت جہالت ناقل کے سبب لایق اعتبار نہین صحیح و با دلیل ہے اس گفتگو کو توجہ سے سننا چاہیے

اشباہ ونظائر مین کہا ہے سب کفار کی توبہ مقبول ہے مگر جو سب شیخین سے کافر ہوا وہ قتل ہی کیا جاوے گا یا جلا دیا جاوے گا۔

> کل کافر توبته مقبول الا بسب الشیخین فانه یحرق او یقتل (اشباہ والنظایر)

درمختار مین کہا ہے بحر الرایق سے شہید کی طرف نسبت کرکے کہا ہے جو شیخین ابوبکرؓ وعمرؓ کو گالی دے یا انمین طعن کرے وہ کافر ہی اسکی توبہ مقبول نہین۔ پہر کہا ہے ولیکن نہر الفایق مین ہے کہ اس مسئلہ کا اصل نسخہ جوہرہ مین وجود نہین۔ صرف بعض نسخون کے حاشیہ پہ پایا گیا ہے جو اصل کتاب مین کسی نے ملا دیا ہے۔

> فی البحر عن الجوھرۃ معزیا للشھید من سب الشیخین وطعن فیھما کفر ولا تقبل توبته الی ان قال لکن فی النھر وھذا لا وجود له فی اصل الجوھرۃ وانما توجد علی ھامش بعض النسخ فالحق بالاصل (درمختار)

اس قول کی شرح مین **علامہ ابن عابدین** نے **رد المحتار** مین کہا ہے۔

قال السید الحموی فی حاشیۃ الاشباہ حکی عن
عمر بن نجیم ان اخاہ افتی بذلک فطلب منہ
النقل فلم یوجد الا علی طرۃ الجوہرۃ وذلک
بعد حرق الرجل۔ واقول علی فرض ثبوت
ذلک فی عامۃ نسخ الجوہرۃ لا وجہ لہ یظہر
لما قدمناہ من قبول توبۃ من سب الانبیا
عندنا خلافا للمالکیۃ والحنابلۃ واذا کان
کذلک فلا وجہ للقول بعدم قبول توبۃ
من سب الشیخین بل لم یثبت ذلک عن احد
من الائمۃ فیما اعلم۔ ونقل عنہ السید
ابو السعود الازہری فی حاشیۃ الاشباہ
اقول نعم نقل فی البزازیۃ عن الخلاصۃ
ان الرافضی اذا کان یسب الشیخین
ویلعنہما فہو کافر وان کان یفضل
علیا علیہما فہو مبتدع وہذا لا یستلزم
عدم قبول التوبۃ علی ان الحکم علیہ
بالکفر مشکل لما فی الاختیار اتفق
الائمۃ علی تضلیل اہل البدع اجمع
وتخطیئہم وسب احد من الصحابۃ و
بغضہ لا یکون کفرا لکن یضلل

سید حموی نے ابن نجیم (مصنف بحر
و اشباہ) سے حکایت کی ہے کہ اسکے بھائی نے
اس بات کا فتوی دیا تھا جب اس سے نقل
(کتاب) کا مطالبہ ہوا تو پتہ نہ لگا بجز ایک
حاشیہ یا کنارہ کتاب جوہرہ کے اور یہ بھی بعد
جلائے جانے اس شخص کے بتلایا اور مین کہتا
ہون اگر اس بات کا اصل نسخہ جوہرہ مین موجود
ہونا فرض کر لین تو بھی اسکی کوئی وجہ ظاہر نہین
ہے۔ ہم پہلے (بضمن مسئلہ سب انبیا) بیان کر چکے
ہین کہ نبی کو گالی دینے والے کی ہمارے (حنفیہ
کے) نزدیک (بخلاف مالکیہ و حنبلیہ) توبہ
مقبول ہے پس شیخین کو گالی دینے والے کی
توبہ قبول نہونیکی کوئی وجہ نہین ہے اور ہمارے
علم مین کسی امام سے یہ بات ثابت نہین ہے
ایسا ہی حموی سے سید ابو السعود نے حاشیہ
اشباہ مین نقل کیا ہے مین (ابن العابدین)
کہتا ہون بزازیہ مین خلاصہ سے منقول ہے
کہ رافضی شیخین کو گالی دے اور انکو لعنت
کرے تو وہ کافر ہے اور اگر علی مرتضی کو انپر
فضیلت دے تو مبتدع ہے مگر اس سے بھی توبہ
کا قبول نہونا نہین نکلتا علاوہ یہ کہ حکم کفر بھی مشکل ہے کیونکہ (کتاب) اختیار مین ہے کہ تمام امام اہل

وذکر فی فتح القدیر ان الخوارج الذین یستحلون
دماء المسلمین واموالھم ویکفرون الصحابة
حکمھم عند جمھور الفقھاء واھل الحدیث
حکم البغاة وذھب بعض اھل الحدیث الی
انھم مرتدون قال ابن المنذر ولا اعلم
احدًا وافق اھل الحدیث علی تکفیرھم
وھذا یقتضی نقل اجماع الفقھاء۔
وذکر فی المحیط ان بعض الفقھاء لا یکفر احدًا
من اھل البدع وبعضھم یکفرون البعض
وھو من خالف ببدعتہ دلیلًا قطعیًا
ونسبہ الی اکثر اھل السنة والنقل الاول
اثبت وابن المنذر اعرف بنقل کلام
المجتھدین نعم یقع فی کلام اھل المذھب
تکفیر کثیر ولکن لیس من کلام الفقھا
الذین ھم المجتھدون بل من غیرھم
ولا عبرة بغیر الفقھاء والمنقول من
المجتھدین ما ذکرناہ۔ ومما یزید ذلک
وضوحًا ما صرحوا بہ فی کتبھم متونًا وشروحًا
من قولھم ولا تقبل شھادة من یظھر سب السلف
وتقبل شھادة اھل الاھواء الا الخطابیہ
وقال ابن الملک فی شرح المجمع وترد شھادة

فتح القدیر مین ہی کہ قوم خوارج جو مسلمانون کے
خون اور مال کو حلال جانتے اور اصحاب رسول اللہ
کو کافر کہتے ہین انکا حکم جمہور فقہا و محدثین کے
نزدیک باغیون کا سا حکم ہے صرف بعض
اہلحدیث کہتے ہین کہ وہ مرتد ہین ابن المنذر
(محدث) نے کہا ہی کہ مین آن اہلحدیث کے
موافق اس تکفیر مین کسیکو نہین پاتا یہ کہنا اسبات
کا مقتضی ہے کہ فقہا کا اس باب مین اجماع منقول
ہے۔ محیط مین مذکور ہی کہ بعض فقہا کسی
اہلبدعت کو کافر نہین کہتے اور بعضے بعض اہلبدعت
کو جو اپنی بدعت مین دلیل قطعی کے مخالف ہون
کافر کہتے ہین اور اس بات کو صاحب محیط نے
اکثر اہلسنت کیطرف منسوب کیا ہی اور پہلی نقل
(جو ابن المنذر کی ہے) زیادہ ثابت ہی اور
ابن المنذر کلام مجتہدین سی خوب واقف ہی
ہان (عام) اہلمذہب کی کلام مین تکفیر بہت
پائی جاتی ہے پر وہ کلام مجتہد نہین ہے۔ اور
مجتہدون کے سوا اور علما کی کلام کا اعتبار نہین
اور مجتہدون سی وہی منقول ہی جو ہمنے ذکر کیا ہی
(کہ اہل قبلہ کافر نہین ہین)
اس بات کی زیادہ توضیح اس مسئلہ سی ہوتی ہی جو تمام

من يظهر سب السلف لانه يكون ظاهر الفسق وتقبل من اهل الاهواء الجبر والقدر والرفض والخروج والتشبيه والتعطيل- وقال الزيلعي او يظهر سب السلف يعني الصالحين منهم وهم الصحابة والتابعون لان هذه الاشياء تدل على قصور عقله وقلة مروته ومن لم يمتنع عن مثلها لم يمتنع عن الكذب عادة بخلاف ما لو كان يخفي السب- ولم يعلل احد لعدم قبول شهادتهم بالكفر كما ترى نعم استثنوا الخطابية لانهم يرون شهادة الزور لاشياعهم او للحالف وكذا نص المحدثون على قبول الرواية اهل الاهواء هذا فيمن يسب عامة الصحابة ويكفرهم بناء على تاويل له فاسد فعلم ان ما ذكروه من الخلاصة من انه كافر قول ضعيف مخالف للمتون والشروح

کتب فقہ متون و شروح مین بیان کرتے ہین کہ جو سلف کو علانیہ طور پر برا کہے اُسکی شہادت مقبول نہین ہے اور شہادت اہل ہوا کی بجز خطابیہ مقبول ہے- ابن ملک نے شرح مجمع مین کہا ہے جو سلف کو علانیہ طور پر برا کہے اسکی شہادت اسلیئے مقبول نہین کہ وہ ظاہرًا فاسق ہے اور اہل جبر و قدر و خروج و تشبیہ و تعطیل سب کی شہادت مقبول ہے- زیلعی نے کہا ہے کہ سلف (یعنی صحابہ و تابعین) کو علانیہ برا کہنے والے کی شہادت اسلیئے مقبول نہین کہ علانیہ برا کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ برا کہنے والا کم عقل و بے مروت ہے- پس جو ایسی بے عقلی و بے مروتی سے نہ رکیگا وہ عادۃً جھوٹ بولنے سے کب رکیگا ہان جو پوشیدہ طور پر برا کہے وہ اس حکم مین داخل نہین ہے اور اس عدم قبول شہادت کیوجہ کسی نے یہ بیان نہین کی کہ برا کہنے والا کافر ہے- اس حکم قبولیت شہادت سے خطابیہ مستثنی ہین کیونکہ وہ اپنے گروہ اور مدعی قسم کھا جانیوالے کے لیئے جھوٹی شہادت کو جائز جانتے ہین ایسا ہی محدثین نے صاف کہا ہے کہ اہل ہوا کی روایت مقبول ہے- یہ ان لوگون کے حق مین کہا ہے جو اکثر صحابہ کو اپنی تاویل فاسد سے کافر کہتے ہین- اس سے معلوم ہوا کہ جو خلاصہ مین کہا ہے کہ وہ کافر ہے ضعیف قول ہے اور متون و شروح

بل هو مخالف للاجماع الفقهاء كما سمعت ۔ وقد الف العلامة ملا علي القاري رسالة في الرد على الخلاصة وبهذا تعلم قطعا ان ما عزي الى الجوهرة من الكفر مع عدم قبول التوبة على فرض وجوده في الجوهرة باطل لا اصل له ولا يجوز العمل به وقد مر انه اذا كان في المسئلة خلاف ولو رواية ضعيفة فعلى المفتي ان يميل الى عدم التكفير فكيف يميل هنا الى التكفير المخالف للاجماع فضلا عن ميله الى قتله وان تاب وقد مر ايضا ان المذهب قبول توبة ساب النبي عليه السلام فكيف ساب الشيخين والعجب من صاحب البحر حيث تساهل غاية التساهل في الافتاء بقتله مع قوله قد التزمت نفسي ان لا افتي بشئ من الفاظ التكفير المذكورة في كتب الفتاوى نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رض او انكر صحبة الصديق او اعتقد الالوهية في علي او ان

بلکہ اجماع فقہا کے مخالف ہے۔ اور اس خلاصہ کے ردّ میں علامہ ملا علی قاری نے ایک رسالہ بھی تالیف کیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو بات جوہرہ کیطرف نسبت کی گئی ہے وہ باطل ہے اسکی کوئی اصل نہیں ہے اور اسپر عمل جایز ہے اور سابقاً یہ مسئلہ بیان ہو چکا ہے کہ جس امر میں اختلاف ہو اسمیں مفتی کو روایت عدم تکفیر کیطرف میلان واجب ہے اگرچہ اس جانب کی روایت ضعیف کیوں نہ ہو۔ اور جس حالت میں اس مسئلہ متنازعہ فیہا میں روایت تکفیر اجماع کے مخالف ہے تو اسمیں تکفیر کی جانب میلان کیونکر جایز ہے چہ جائیکہ تکفیر کے ساتھ فتوی قتل و عدم قبول توبہ بھی ہوا اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ مذہب (حنفی) کی رو سے رسول کو گالی دینے والے کی بھی توبہ مقبول ہے تو پھر شیخین کو گالی دینے والے کی توبہ کیونکہ مقبول نہ ہوگی۔ صاحب بحر الرایق (جس کا صاحب درمختار اس مذہب میں مقلد ہے) سے تعجب ہے کہ اس نے اس فتوی قتل میں ایسا تساہل کیا باوجودیکہ خود یہ کہہ رکھا تھا کہ میں کسی لفظ تکفیر سے جو فتاوٰی میں مذکور ہیں فتوی نہ دونگا۔ ہاں اس شخص کے کافر ہونے

مین شک نہین جو حضرت عایشہ صدیقہ پہ وہ تہمت لگاوے (جس سے انکو قرآن نے بری کر دیا ہے - مترجم) یا صحبت صدیق اکبر سے انکار کرے (جسکا آیۃ اذ تقول لصاحبہ مین ذکر ہی مترجم) یا علی مرتضیٰ کو خدا سمجھے یا جبرئیل کے وحی مین بہول جانیکا اعتقاد رکہے (جیسے کہ غالی رافضیون کا اعتقاد ہے مترجم) یا اسکی مثل ایسے اور امور کا اعتقاد رکہے جو صریح قرآن کے مخالف ہین ولیکن ایسا کافر بھی توبہ کرے تو اُسکی توبہ مقبول ہے - یہ اس بیان کا خلاصہ ہی جو ہمنے اس باب مین کتاب تنبیہ الولاۃ والاحکام مین کیا ہے - مترجم کہتا ہے علامہ ابن عابدین نے اس باب مین خوب فقیہانہ تحقیق کی اور حق کی داد دی - اَب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین اور اسکی نتیجہ وخلاصہ مطلب پر ناظرین کو آگاہ کرتے ہین -

نتیجہ

اس بحث کا خلاصہ ونتیجہ یہ ہے کہ شارع نے بہت سے امور پہ کفر کا اطلاق کیا ہے پر اُس سے اس کفر کا جو ملت سے نکالی ہے اور ہمیشہ کے لئے جہنم کو واجب کرے ارادہ نہین کیا - ایسا ہی علماء اسلام نے بہت سے افعال و اعتقادات کو کفر ٹہرا رکھا ہے پر ان کے مرتکبین ومعتقدین کو جو اہل قبلہ سے ہین اور وہ غفلت یا تاویل و اجتہاد سے ان کفریات مین مبتلا ہین کافر نہین کہا - اس سے ہمارے سُنّی بہائی متبع و مقلد حنفی و محدث (جو اپنے مخالفین عمل و اعتقاد کو کافر کہتے ہین) عبرت پکڑین اور ایک دوسرے کی تکفیر اور عام مسلمانون کی تکفیر سے جو بعض افعال و اعتقادات کے سبب انسی سرزد ہوتی ہے **بازآوین** - خصوصًا اُن باتون مین جنکا کفر ہونا نہ صریح کتاب وسنت سے ثابت ہے نہ علماء سلف سے مروی ہے صرف انکے نو ایجاد اجتہاد سے متولد ہے اور یہ **خیال فرماوین** کہ جس حالت مین بعض ایسی باتون سے (جنپر شارع نے اور علماء سلف نے کفر کا اطلاق کیا ہے) اہل اسلام کو کافر کہنا اور ملت سے خارج کرنا جایز نہین تو پھر ہمارے اجتہادی کفرون سے انکی تکفیر و اخراج از ملت کیونکر جایز ہے - کیا ہماری تجویز و اجتہاد کو نصوص شارع و اقوال سلف پر مزیت

وفوقیت ہے اور یہہ بھی لحاظ کرین کہ اسلام آگے ہی روے زمین پر کم ہے مسلمانون کی تعداد غیر مذاہب کے لوگون کی نسبت نہایت قلیل ہے اب اس رہی سہی تعداد کو اور نہ گہٹاوین - اور بجاے اسکے اس تعداد کے بڑہانے مین کوشش کرین باہمی تنفر کو (جو تکفیر کا نتیجہ ہے) حد اعتدال پر لاوین اور جہان تک اصول اسلام کا مقتضا ہے باہم اتحاد پیدا کرین - اور اس اتحاد کے ذریعہ اسلام و اہل اسلام کی ترقی کے وسایل سوچین - یہہ بات مدت سے ہم کہہ رہے ہین اور یہ بھی یقیناً جانتے ہین کہ فریقین کے متشدد و متنفر پسند ہماری اِن باتون سے خوش نہین ہین - مگر ہمکو ان کی خوشی ناخوشی سے مطلب نہین ہے اپنے مولا جل وعلا کی خوشی کی طلب ہے اور اس خداوند سے امید ہے کہ ہماری ان باتون کا لوگون کے دلون پر اثر پیدا کریگا کوئی نہ کوئی فریقین سے ان باتون کو سُنے اور ماننے والا اسکے بندون مین ضرور ہوگا - اب نہین تو کسی اور ہی صدی مین وہ ایسے لوگونکو پیدا کریگا جنکو اِن باتون سے نفع پہنچیگا -

ولنعم ماقیل

فقل مایفیض الحق من غیر سامع ففی الدھر من یرجی لہ الفوز ظافرا

تو کہتا رہ زمانہ سامعین سے خالی نہین گذرتا - زمانہ مین ایسے لوگ بھی ہین جنسے فوز مطلب متوقع ہے

ہمارے شیخ اہل حجۃ الخلف بقیۃ السلف سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے ہمارا اِس مضمون کا ضمیمہ نمبر ا جلد ۳ دیکہا تو اِس پر بڑی خوشی سے اپنا توافق ظاہر کیا اور ساتہہ اسکے بعض لوگون کے تنفر و وحشت کا بہی خوف جتایا آخر مین اس شعر پر کاربند ہونیکا حکم دیا -

حافظ وظیفہ تو دعا کردن است و بس در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

اللھم ربنا فتقبل منا و وفقنا بقبول ماینفعنا ولا یضرنا آمین

اس مضمون مین اہل اسلام کو کافر کہنے کہنے کا حکم بیان ہوا - مشرک اور بدعتی کہنے کا تفصیلی بیان کسی اور مضمون مین ہوگا انشاء اللہ

ہندوستان† کے حدیث پر عمل کرنیوالے وہابی نہین

لایق توجہ گورنمنٹ

نمبر ۳

††سرحدی قومین (جو اکثر گورنمنٹ کی بغاوت مین سر اٹھاتی ہین اور وہ عام ناواقفون مین وہابی کہلاتی ہین) واقع اور نفس الامر مین اہلحدیث (یا وہابی) نہین۔ اہلحدیث کی روش وخیالات سے انکو کوئی خاص تعلق یا مناسبت نہین بلکہ عام مخالفت ومنافرت ہے۔

بعض لوگون کا یہہ خیال ہے کہ سید احمد صاحب بریلوی۔ اور مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی (جنہون نے مذہب اہلحدیث کو ہند مین عام رواج دیا ہے) ایک مدت سرحد پر رہے ہین اور انہون نے اپنے مذہب کے مخالفون سے جہاد کئے ہین۔ ان ہی کے باقیماندہ لوگ سرحد مین رہتے ہین اور وقتاً فوقتاً گورنمنٹ سے بغاوت کرتے ہین۔

مگر تحقیق وانصاف کے رو سے اس خیال کی صداقت پر کوئی روشن دلیل نہین ہے۔ محض وہم واشتباہ پر اسکی بنا ہے۔

نہ سید احمد مرحوم ومولانا محمد اسمعیل صاحب مرحوم نے اپنے مخالفین مذہب سے صرف مخالفت مذہبی

---

† ہندوستان سے تمام ملک ہند مراد ہے جسمین پنجاب بہی داخل وشامل ہے۔

†† اس سرحدی بحث سے پہلے ہمکو اہلحدیث ہند کی چال وچلن سے بحث کرنا منظور خاطر تہا چنانچہ مضمون نمبر ۱ کے خاتمہ پر ہمنے نوٹ دیا تہا۔ مگر چونکہ اس بحث مین اہلحدیث ہند کے تاریخی حالات اور اس مذہب کو ہند مین رواج دینے والون کے حالات مذکور ہین۔ اسلئے ہمنے اس بحث کو مقدم کیا ہے۔ اور زمانہ حال کے اہلحدیث کا چال ڈہلن نمبر ۴ مین بیان کیا جاویگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

کے خیال سے جہاد کیا ہے اور نہ انکے باقیماندہ اتباع نے کبھی گورنمنٹ انگلشیہ سے مقابلہ کیا ہے
اگر مخالفتین اور بغاوتین جو سرحد مین واقع ہوتی ہین انہی لوگون سے ہوتی ہین جو اہلحدیث
(یا یون کہو کہ وہابیون) کے دشمن جانی ہین اور ایک وہابی کے مارنیکو سو کافر کے قتل کرنے
سے زیادہ موجب ثواب جانتے ہین۔

اس بات کی شہادت مین اگر ہم صرف اپنے تجربہ اور معلومات کو پیش کرین تو شاید خودغرضی
وقومی طرفداری کی تہمت سے عامہ خیالات مین صادق البیان نہ سمجھے جاوین۔ لہذا اس باب مین
ایسے شخص کے قول کو پیش کرنا مناسب سمجھتے ہین جسپر طرفداری قوم کے ساتھہ طرفداری خیرخواہی
گورنمنٹ کا بھی عام یقین ہے وہ انرایبل **سید احمد خان** صاحب بہادر سی ایس آئی ہین جو اپنے
رسالہ **جواب ڈاکٹر ہنٹر صاحب** مین ہمارے دعوی کی پوری تصدیق کرتے ہین چنانچہ
اس رسالہ کے صفحہ ۱۵ مین فرماتے ہین۔

ہندوستان کے گوشہ شمال ومغرب کی سرحد پر جو پہاڑی قومین رہتی ہین وہ سنی المذہب حنفی
قومین ہین اور اور لوگ اُن کے ہم مذہب جس قدر ہندوستان مین رہتے ہین اُن سب
مین وہ قومین اپنے مذہب کی پابند زیادہ ہین۔ اور جس طرح پر ان قومون کو اپنے مخالف مذہب
مسلمانون کے تین فرقون سے عداوت ہے اس قدر اور باقی ماندہ فرقون کو اپنے مخالفون
سے عداوت نہین ہے چنانچہ یہ قوم اپنے مذہب مین اس قدر سخت ہے کہ اگر کوئی اور شخص
اُن کے ملک مین جاوے تو جب تک وہ اپنے مذہبی عقاید کو مثل انکے نہ کرلے اسوقت تک
وہان اُسکی جان ومال کی خیر نہین ہوتی۔ چند سال کا عرصہ ہوا کہ ایک میرے دوست حاجی
سید محمد مرحوم شافعی المذہب ساکن جارجیا اتفاق سے سرحد کی انہین قومون مین گئے تھے مجھہ سے
کہتے تھے کہ مجھکو شافعی ہونیکی سبب سے اس قوم مین طرح طرح کی مصیبتین اُٹھانی پڑین اور
گو مین دیہات وقصبات بلکہ خاص مساجد مین امن تلاش کرتا تھا لیکن مجھکو در اصل مسجد مین
بھی امن نہ معلوم ہوتا تھا پہاڑی قومین حنفی لوگون کے فروعات کو بجائے اصول کے

سمجھتے ہین چنانچہ انہین فروعات حنفیہ مین سے ایک کتاب درمختار ہے جو ۱۰۷۱ء یا ۱۰۷۶ھ مین لکھی گئی تھی اور فروعات حنفیہ مین سے یہہ کتاب نہایت معتبر اور معتمد علیہ ہے اس کتاب مین چند اشعار عربیہ اس مضمون کے درج ہین جنمین فروعات حنفیہ کو اور امیہ کے فروعات پر ترجیح دی ہے اور اورون کو برا لکھا ہے انہین شعرون مین سے ایک شعر کا ترجمہ یہہ ہے خدا کی لعنت اور قہر بیشمار اُس شخص پر جو امام ابو حنیفہ کے مذہب کا پیرو نہین ہے† - یہہ پہاڑی قومین اولیا کرام کے مقابر اور مزارون کو خصوصًا پیر بابا کے مقبرہ کو جو بونیر مین ہے اور کاکا صاحب کے مزار کو جو کوٹہ مین ہے نہایت خلوص عقیدت سے پوجتے ہین اور مجہکو مند پہاڑی لوگون کے دیکہنے کا اتفاق ہوا لیکن میری نظر سے آجتک کوئی پہاڑی پٹہان ایسا نہین گذرا جو سواے حنفی مذہب کے اور کسی مذہب کا پیرو ہو یا وہابیت کی جانب ذرا بہی میلان خاطر رکہتا ہو البتہ حیات افغانی مین جسکو گورنمنٹ کے ایک خیر خواہ اور ملازم مسلمان نے اردو زبان مین تصنیف کیا ہے (جو ۱۸۶۷ء مین لاہور مین چہپی ہے) یہہ فقرہ لکہا دیکہا ہے - چند عرصہ سے ملا سید میر کوٹہ کے پیرو وہابی سمجہے جاتے ہین اور اخوند سوات کے پکے پیرو جو حنفی المذہب ہین ملا سید میر کے معتقدین کو گمراہ سمجہتے ہین اور اکثر عثمانزئی اور ناصر اللہ کی اولاد وغیرہ جو گرہی اسمعیل کا باشندہ تہا ملا سید میر کے طرف دار اور باقی پہاڑی قومین اخوند سوات کے پیرو ہین - پس اسی فقرے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرحد کی قومون کے عقیدے مین وہابیت کا نام کو بہی اثر نہین ہے - باین لحاظ اس بات کا ہرگز گمان نہین ہوسکتا کہ سرحد کے پٹہانون اور وہابیون مین کسیطرح سازش ہوسکتی ہے چنانچہ ۱۸۲۷ء مین وہابیون نے پہاڑون مین جاکر قیام کیا اور اُنہون نے اس بات کا قصد کیا کہ سکہون پر ہم لوگ جہاد کرین اور شہید ہون لیکن چونکہ پہاڑی قومین ان کے عقاید کے مخالف تہین

† وہ اصل شعر یہہ ہے ولعنۃ ربنا اعداد رمل * علی من رد قول ابی حنیفہ * یعنی
بقدر شمار ریگ بیابان اُس شخص پر خدا کی لعنت ہو جو امام ابو حنیفہ کی قول کو رد کرے - نعوذ باللہ من ذالک - اڈیٹر

اسلیئے وہ وہابی اِن پہاڑیون کو ہرگز اس بات پر راضی نہ کر سکے کہ وہ اِن کے مسایل کو بھی اچھا سمجھتے مگر البتہ چونکہ وہ سکھون کے جور و ستم سے نہایت تنگ تھے اِس سبب سے وہابیون کے اس منصوبہ مین وہ بھی شریک ہوگئے کہ سکھون پر حملہ کیا جاوے اور آخرکار وہابیون اور پہاڑیون نے متفق ہوکر سکھون پر حملہ بھی کیا لیکن چونکہ یہہ قوم مذہبی مخالفت مین نہایت سخت ہے اس سبب سے اِس قوم نے اخیر مین وہابیون سے دغا کر کے سکھون سے اتفاق کر لیا اور مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سید احمد صاحب کو شہید کیا پس اِن باتون کو ذرا اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کیونکہ اِن سے وہابیون کی وہ تاریخ بخوبی معلوم ہوتی ہے جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے پہاڑی قومون کے ساتھ وہابیون کی سازش خیال کیا ہے -

ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب کے پہلے باب مین وہابیون کے باغی لشکر قایم ہونے کی ایک کیفیت بیان کی ہے مگر چونکہ مجھکو اس تحریر مین چند در چند شُبہ ہین اِسلیئے مین بھی ہندوستان کے وہابیون کی ایک مختصر کیفیت لکھتا ہون اور جبتک مین ایک مختصر کیفیت وہابیون کی نہ بیان کرونگا اسوقت تک یہ بات اچھی طرح نہین کھلی کہ ڈاکٹر صاحب کو کن امور مین دھوکہ ہوا ہے اور اس معاملہ مین اصلی کیفیت کو ڈاکٹر صاحب نے کس مبالغہ اور زیادتی کے ساتھ بیان کیا ہے -

ہندوستان کے وہابیون کی **تاریخی کیفیت** پانچ زمانون سے متعلق ہے - پہلا زمانہ سنہ ۱۸۲۳ء سے شروع ہوتا ہے اور سنہ ۱۸۳۰ء تک پورا ہوتا ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس مین مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سید احمد صاحب نے اُن سکھون پر جہاد کیا تھا جو اپنے مسلمان رعایا کو تکلیف پہنچاتے تھے اور انتہا اس زمانہ کی اسوقت تک ہوئی جبکہ پشاور دوبارہ اِن کے پیرؤن کے ہاتھ سے نکل گیا -

دوسرا زمانہ سنہ ۱۸۳۰ء سے سنہ ۱۸۳۱ء تک یعنی پشاور کے فتح ثانی سے لیکر مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سید احمد صاحب کی وفات تک ہے -

تیسرا زمانہ اسوقت سے شروع ہوتا ہے جبکہ یہ دونون بزرگ شہید ہوئے اور انتہا اس زمانہ کی اسوقت ہے جبکہ گورنمنٹ انگریزی پنجاب پر قابض ہوئی اور وہابی لوگ معہ عنایت علی اور ولایت علی کے سرحد سے اپنے گہرون کو بہیجے گئے یعنی سنہ ۱۸۳۱ء سے لیکر سنہ ۱۸۴۶ء تک ہے

چوتہا زمانہ اسوقت سے مراد ہے جبکہ ولایت علی اور عنایت علی نے دوبارہ سرحد پر حملہ کیا اور انتہا اس زمانہ کی ان دونون کے مارے جانے تک ہوئی۔ **پانچوان زمانہ** حال کا زمانہ ہے جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے صریح غلطی سے وہابیون کی بغاوت کا زمانہ بیان کیا ہے پس ان پانچون زمانون مین وہابیت کا **پہلا زمانہ**

نہایت عمدہ تہا اور جو کام اس زمانے کے وہابی کرتے تہے ان سے گورنمنٹ انگریزی واقف تہی اور کسی طرح ان لوگون کیطرف گورنمنٹ کی بدخواہی کا گمان نہین ہوتا تہا چنانچہ اس زمانہ مین علی العموم مسلمان لوگ عوام کو سکہون پر جہاد کرنیکی ہدایت کرتے تہے تاکہ وہ اپنے ہموطن مسلمانون کو اس قوم کے ظلم و تعدی سے نجات دین۔ اس زمانہ مین مجاہدین کے پیشوا سید احمد صاحب تہے مگر وہ واعظ نتہے واعظ مولوی محمد اسمعیل صاحب تہے جنکی نصیحتون سے مسلمانون کے دلون مین ایک ایسا ولولہ اثر خیز پیدا ہوتا تہا جیسا کہ کسی بزرگ کرامت کا اثر ہوتا ہے مگر اس واعظ نے اپنے زمانہ مین کبہی کوئی لفظ اپنی زبان سے ایسا نہ نکالا جس سے ان کے ہم مشربون کی طبیعت ذرا بہی گورنمنٹ انگریزی کیطرف سے منحرف ہوکر بر افروختہ ہو بلکہ ایک مرتبہ وہ کلکتہ مین سکہون پر جہاد کرنیکا وعظ فرما رہے تہے اثناء وعظ مین کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ تم انگریزون پر جہاد کرنیکا وعظ کیون نہین کہتے وہ بہی تو کافر ہین۔ اسکے جواب مین مولوی محمد اسمعیل صاحب نے فرمایا کہ انگریزون کے عہد مین مسلمانون کو کچہہ اذیت نہین ہوتی اور چونکہ ہم انگریزون کی رعایا ہین اسلئے ہمپر اپنے مذہب کے روسے یہہ بات فرض ہے کہ انگریزون پر جہاد کرنے مین ہم کبہی شریک نہ ہون۔ پس اس زمانہ مین ہزارون مسلح مسلمان اور بیشمار

سامان جنگ کا ذخیرہ سکھون پر جہاد کرنے کے واسطے ہندوستان مین جمع ہوگیا مگر جب
صاحب کمشنر اور صاحب مجسٹریٹ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو انہون نے گورنمنٹ کو اطلاع
دی گورنمنٹ نے انکو صاف لکھا کہ تمکو اس معاملہ مین ہرگز دست اندازی نہین کرنی چاہیئے
کیونکہ انکا ارادہ کچھہ گورنمنٹ انگریزی کے مقاصد کے برخلاف نہین ہے غرضکہ ۱۸۲۴ء مین
یہہ لوگ سکھون پر جہاد کرنیکے واسطے سرحد پر پہنچے اور اسکے بعد ہندوستان سے برابر انکو
پاس مدد پہنچتی رہی اور گورنمنٹ بہی اس امر سے بخوبی واقف تہی جسکے ثبوت مین ایک مقدمہ
کی کیفیت نظیراً مین درج ذیل کرتا ہون -
دہلی کے ایک ہندو مہاجن نے جس کے پاس جہادی لوگون کی امداد کے واسطے روپیہ
جمع کیا گیا تہا امداد کے روپیہ مین کچھہ تغلب کیا اور مسٹر ولیم فریزر صاحب بہادر متوفی
کمشنر دہلی کے روبرو نالش دایر ہوئی اور انجام کار مولوی محمد اسحاق صاحب مدعی
کے حق مین اس دعوی کی ڈگری ہوئی اور جو روپیہ مدعا علیہ سے ڈگری کا وصول ہوا
وہ اور ذریعہ سے سرحد کو بہیجا گیا بعد اسکے اس مقدمہ کا اپیل صدر کورٹ الہ آباد مین ہوا
وہان بہی عدالت ماتحت کا فیصلہ بحال رہا - اس زمانہ مین وہابیون نے سرحد کی قومون
کی مدد سے پشاور فتح کیا اور بعد فتح کے دوست محمد خان والئے کابل کے بہائی سلطان
محمد خان کو حوالہ کر دیا مگر سلطان محمد خان نے قریب ہی تہوڑے عرصہ کے بعد پشاور کو
رنجیت سنگہ کے ہاتہہ فروخت کر ڈالا -
مگر دوسرے زمانہ مین گویا وہابیت کا زوال شروع ہوگیا تہا چنانچہ جب پہر سکہون
کا پشاور پر قبضہ ہوگیا تو سید احمد صاحب اور مولوی اسمعیل صاحب کے پیرون کا
بالکل جی ٹوٹ گیا کیونکہ انکو معلوم ہوگیا تہا کہ سرحد کے پٹھان ہمارے مذہب کے
باعث سے ہم سے دلی عداوت رکہتے ہین اب ہمکو ان سے کسی قسم کی امداد کی توقع نہین
رکہنی چاہیئے اور ہماری یہہ قلیل جماعت کسی طرح کامیابی کے ساتہہ سکہون کا مقابلہ نہین

کر سکتی - اور اسی وجہ سے اُنہون نے یہہ بہی کہا تہا کہ اب ہمکو اپنے مذہب کے رو سے یہہ جہاد جایز نہین رہا علاوہ اسکے لوگون کے باہم بہی اس امر مین اختلاف ہوگیا کہ آیا سید احمد صاحب ان کے پیشوا ہونے کی قابلیت رکہتے ہین یا نہین چنانچہ انمین سے اکثر کی تو یہہ راے تہی کہ وہ اس کام کے لایق نہین ہین اور بعض نے اس کے خلاف بیان کیا مگر مولوی اسمعیل صاحب نے اس حالت مین بہی اُن جہگڑون کے دفعیہ کے واسطے حتی الامکان کوشش کی اور ایک کتاب موسوم بہ منصب امامت لکہی (جو ۱۲۶۵ء مطابق ۱۸۴۹ء مین کلکتہ مین طبع ہوئی تہی) لیکن ان کی یہہ تمام کوششین بے فایدہ ہوئین اور انجام کار وہ جماعت بالکل ٹوٹ گئی جسمین کئی ہزارون آدمی ہندوستان مین اپنے گہرون کو واپس چلے آے چنانچہ منجملہ ان کے ایک نہایت مشہور و معروف مولوی محبوب علی تہے (جنکا انتقال ۱۸۶۴ء مین ہوا) اور دوسرے مولوی حاجی محمد بنگالہ کے رہنے والے تہے مگر چونکہ انکا نکاح دہلی مین ہوا تہا اس سبب سے وہ کئی برس تک دہلی مین رہے اور ۱۸۶۰ء کو مقام الور مین اونہون نے وفات پائی - شاید اس مضمون کے پڑہنے والے اس عجیب بات کے سُننے سے بہی خوش ہون کہ مولوی محبوب علی صاحب وُہی شخص تہے جنکو ۱۸۵۷ء مین باغیون کے سرغنہ بخت خان نے عین ہنگامہ غدر مین طلب کیا اور ان سے یہہ درخواست کی کہ آپ اس زمانہ مین انگریزون پر جہاد کرنیکی نسبت ایک فتوی پر اپنے دستخط کرین مگر مولوی محبوب علی صاحب نے صاف انکار کیا اور بخت خان سے کہا کہ ہم مسلمان گورنمنٹ انگریزی کے رعایا ہین ہم اپنے مذہب کے رو سے اپنے حاکمون سے مقابلہ نہین کر سکتے اور طرہ برین یہہ ہوا کہ جو ایذا بخت خان اور اسکے رفیقون نے انگریزون کی بیبیون اور بچون کو دی تہی اسکی بابت بخت خان کو سخت لعنت و ملامت کی -

اِس زمانہ کے بعد سید احمد صاحب کے پیرو بہت ہی کم ہوگئے اور آخرکار وہ ۱۸۳۱ء

مین اپنے اکثر رفیقون کے ساتھہ خادی خان کی دغابازی سے شیر سنگہ کے مقابلہ مین شہید
ہوگئے اور انکے شہید ہوتے ہی جو لوگ جہادیون کے ہمراہ تھے انمین سے بہت سے لوگون
نے جہادیون کا ساتھہ چھوڑ دیا مگر اور لوگون نے انکا دل تہامنے کے لئے مصلحتاً یہہ خبر
مشہور کردی کہ سید احمد صاحب ابتک زندہ ہین صرف بطور کرامات غائب ہوکر کسی پہاڑ
کے کہو مین پوشیدہ ہوگئے ہین مگر آخر کار جب اس دہوکہ کا حال کہل گیا تو سید احمد صاحب
کے پیرو اپنے گہرون کو لوٹ آئے اور اس زمانہ کے بعد جہاد کی امداد کے واسطے ممالک
مغربی و شمالی سے آدمی اور روپیہ کا پہنچنا بالکل بند ہوگیا اور جو کچھہ واقعات اس زمانہ کی
بعد ہوئے وہ چندان دلچسپ نہین ہین اس مقام مین یہہ بات بیان کرتا ہون کہ سید احمد
صاحب نے پشاور پر سکھون کا پہر قبضہ ہونیکے بعد اپنے اُن رفیقون سے جو جہاد مین
جان دینے پر آمادہ تھے یہ کہا کہ تم جہاد کے لئے مجہہ سے بیعت شرعی کرو چنانچہ کئی سو آدمیون
نے اسی وقت بیعت کی اور یہ بات تحقیق ہے کہ جو شخص شیر سنگہ کے مقابلہ مین لڑائی مین
بچ رہے تھے انمین سے صرف چند آدمی تو اپنے پیشوا سید احمد صاحب کے شہادت کے بعد
پہاڑیون مین باقی رہگئے تھے جنمین سے اکثر لوگ پٹنہ اور دیگر اضلاع بنگالہ کے رہنے والے
تھے اس کے بعد مولوی عنایت علی اور ولایت علی ساکن پٹنہ ان کے سردار ہوے لیکن
انہون نے جہاد کے سرانجام مین کچھہ کوشش نہین کی اور جب پنجاب پر گورنمنٹ انگریزی
کا تسلط ہوا تو مولوی عنایت علی اور ولایت علی معہ اپنے اکثر رفیقون کے سنہ ۱۸۴۷ء مین
اپنے گہرون کو واپس بہیج دئے گئے۔ پس اس سے ہمکو یہہ بات معلوم ہوگئی کہ خاص
پٹنہ یا بنگالہ کے اور ضلعون سے بلکہ عموماً ہندوستان سے روپئے اور آدمی یعنی وہابیت
کے پہلے تین زمانون مین ضرور سرحد کو بہیجے گئے تہے لیکن میری رائے مین یہہ بات بہت
کہلی ہوئی ہے کہ انمین سے کوئی آدمی انگریزی گورنمنٹ پر حملہ کرنیکے واسطے نہین گیا تھا اور
نہ اُنسے یہ کام لیا گیا اور نہ ان تین زمانون مین کسی کو اس بات کا کچھہ خیال ہوا کہ ہندوستان

کے مسلمانون کی نیت بغاوت کیجانب مایل ہے مگر با این ہمہ ہمارے ڈاکٹر ہنٹر صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۹۷ مین یہہ بیان کرتے ہین کہ تئیس برس کا عرصہ ہوا ہوگا جب ایک خلیفہ بطریق رسالت بنگالہ کو آیا اور وہان اُس نے قیام کیا اور قرب وجوار کے تمام زمیندار اس کا اعتبار کرنے لگے اور اُس نے بڑی مضبوطی اور موثر بیان کے ساتھہ جہاد کا وعظ کیا اور جو سرحد پر لشکر تہا اس کے پاس بہیجنے کے واسطے اُس نے پٹنہ کو اور بہی آدمی اور روپیہ بہیجا"۔

یہہ سب ۱۸۴۸ء یا اُسکے قریب کا ذکر ہے جس سے کئی برس بعد پنجاب پر سرکار انگریزیہ کا تسلط ہو تہا۔ پس کیا ڈاکٹر ہنٹر صاحب کو فی الواقع یہہ یقین ہے کہ اِس زمانہ مین روپیہ اور آدمی اس غرض سے بہیجے گئے تہے کہ سرحدی قومون کو انگریزیدن پر حملہ کرنے مین مدد پہنچے۔

مین خیال کرتا ہون کہ شاید ڈاکٹر صاحب اِس بات کو تو تسلیم کرینگے کہ ۱۸۴۸ء سے کئی برس پہلے بہی سکہون پر مسلمانون کا جہاد ہو رہا تہا اور غالب ہی کہ جن آدمیون اور روپیون کا ڈاکٹر صاحب نے ذکر کیا ہے وہ سب پنجاب کے بادشاہون کی رعایا کو شکست دینے کے واسطے بہیجے گئے ہونگے اب یہان سے مین یہہ بات ثابت کرنا چاہتا ہون کہ چوتہے زمانہ† (یعنی زمانہ حال) مین بھی میرے اُن ہم مذہبون کی نسبت جواب ہندوستان مین رہتے ہین کسی قسم کی بدگمانی کی کوئی وجہ نہین ہے مگر چونکہ انگریز لوگ مسلمانون کی عام رائے اور خیالات سے ناواقف ہین اِسلئے وہ ضرور مجھکو مسلمانون کا طرفدار سمجھین گے اور اس سبب سے شاید میرے خیالات یا تحریر پر وہ بہت کم التفات اور اعتماد کرینگے لیکن اس امر کے سبب سے مجھکو ایک ایسے معاملہ کے اظہار مین ڈرنا سچا ہے جسکو مین اپنے ذہن مین بالکل سچ سمجھتا ہون جب مولوی عنایت علی اور ولایت علی ۱۸۴۷ء مین ہندوستان کو لوٹ آے تو اس وقت سید احمد صاحب کے چند پیرو سرحد پر باقی رہگئے اور یہ بات بہی صحیح ہے کہ ان دو شخصون نے

† زمانہ حال کو آپنے پانچوان زمانہ ٹہرایا تہا۔ شاید یہان کاتب کی غلطی ہے۔ یا یہ کہ چوتہے زمانہ کی ضمن مین پانچوان زمانہ کا حال بہی بیان کیا ہے اسلئے دونون کو یکجا کر دیا ہے۔ (اڈیٹر)

پٹنہ اور اسکے قرب وجوار کے آدمیون کو اس بات کی ترغیب دینے مین ہرگز کوتاہی نہین
کی کہ وہ جہاد مین شریک ہون اور اس کام کے واسطے روپیہ جمع کرین چنانچہ وہ برابر بڑی
سرگرمی سے کوشش کرتے رہے اور جس بات کا ابتک ان کو دل سے خیال تہا اس کا اظہار
انہون نے ۱۸۵۸ء مین اسطرح پر کیا کہ وہ پہر ہندوستان سے سرحد کیجانب چلے گئے مگر ڈاکٹر ہنٹر
صاحب نے یہہ خیال کیا ہے کہ یہ لوگ دوبارہ سرحد کو انگریزون پر حملہ کرنیکی نیت سے گئے تہے اور
انہون نے بجائے سکہون کے انگریزون پر جہاد کیا تہا حالانکہ جب ان لوگون کو انگریزون
سے کسی طرح کی کوئی شکایت نہ تہی تو پہر انکا یہہ ارادہ کرنا کسی طرح پر صحیح نہین ہو سکتا البتہ
جو ظلم و تعدی سکہہ لوگ مسلمانون پر کرتے تہے اس سے ہمکو یہہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ
مسلمان سکہون پر کس وجہ سے حملہ کرنا چاہتے تہے ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے یا کسی اور شخص نے
اس بات کی کوئی وجہ نہین بیان کی کہ مسلمانون کے دل مین انگریزون سے یہہ عداوت
دفعتًا کیونکر پیدا ہوگئی کیونکہ مسلمانون کو انگریزون سے کچہہ عداوت نہتی بلکہ جو سکہہ جمون مین
رہتے تہے ان پر وہ حملہ کرنا چاہتے تہے -

مجہکو یہہ سب حال اس شخص کی زبانی معلوم ہوا ہے جسکی ملاقات خاص مولوی عنایت علی
اور مولوی ولایت علی سے اسوقت مین ہوئی تہی جب وہ سرحد کو جاتے تہے اسوجہ سے
مجہکو اسکی صداقت مین کسی طرح کی کلام نہین ہے اور یہہ بات بخوبی یاد رکہنی چاہئیے کہ وہابی
اپنے مذہب مین بڑے پکے اور نہایت سچے ہوتے ہین وہ اپنے اصول سے کسی حال مین منحرف
نہین ہوتے اور جن شخصون کی نسبت مین یہہ لکہہ رہا ہون وہ اپنے بال بچون اور مال و اسباب
کو گورنمنٹ انگریزی کی حفاظت مین چہوڑ گئے تہے اور ان کے مذہب مین اپنے بال بچون کے
محافظون پر حملہ کرنا نہایت ممنوع ہے اس لحاظ سے اگر وہ انگریزون سے لڑتے اور لڑائی
مین مارے جاتے تو وہ بہشت کی خوشیون اور شہادت کے درجہ سے محروم ہو جاتے بلکہ
اپنے مذہب مین گنہگار خیال کئے جاتے ہم کو یہہ بات بہی ثابت ہو چکی ہے کہ وہابیون کی

باقیماندہ جماعت سرحد پر نہایت قلیل رہگئی تہی اور پہاڑی قومین ان کے مذہب کی باعث سے
انسے سخت عداوت رکہتی تہین پس جب ہم ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب مین اس قسم کے فقرے
پڑہتے ہین کہ (لارڈ ڈلہوزی صاحب نے اپنے دوسرے مراسلہ مین سرحد کی ان قومون
پر حملہ کرنیکی تجویز کی نسبت یہہ بحث کی تہی جنکی بیہودہ عداوت کو جو انکو کفار کے ساتہہ تہی
ہندوستان کے معتقد وہابیون نے غایت درجہ تک ٹہر کا دیاتہا (صفحہ ۲۳) تو ہمکو بلکہ
ہر ایک شخص کو ہنسی آتی ہے ڈاکٹر صاحب شاید اس نہایت ضروری امر کو بہول گئے
ہین کہ یہہ پہاڑی قومین قدیم زمانہ سے سرکش اور مفسد ہین اور جو قومین ان کی سرحد پر
رہتی ہین خواہ وہ کافر ہون یا مسلمان انکو انہون نے کبہی چین نہین لینے دیا اور بلا امتیاز
کسی کے خود دہلی کے مسلمان بادشاہون اور سکہون کے ساتہہ لڑتے رہے ہین اور مثل
اُس آیرلینڈ کے باشندے کی جو میلہ مین تماشائیون سے خواہ نخواہ جنگ وجدال کا خواہان
ہوتا تہا جب تک اس قوم سے کوئی شخص لڑنے کے لئے موجود ہوتا تہا اُسوقت تک اسکو
اس بات کی کچہہ پرواہ نہوتی تہی کہ وہ شخص کون ہے یہانتک کہ نادر شاہ سا شخص بہی جو
بڑا ظالم تہا اور جسکے نام سے تمام ہندوستان لرزتا تہا انکو ہرگز اپنا مطیع نہ کر سکا اور ولایت علی
اور عنایت علی اور انکے قلیل ہمراہیون کی نسبت ابتک کوئی بات ایسی نہین معلوم ہوئی
ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ ہندوستان مین گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنیکا منصوبہ رکہتے
تہے چنانچہ ۱۸۵۱ء سے چند برس بعد انکا انتقال ہوا اور اسکے بعد انکے تمام ہمراہی ادہر ادہر
چلگئے۔ البتہ یہہ بات بالکل صحیح ہے کہ جبتک یہہ مولوی سرحد پر مقیم رہے اسوقت تک
آدمی اور روپیہ پٹنہ اور بنگالہ کے دیگر اضلاع سے سرحد پر پہنچتا رہا لیکن کسی شخص کو یہہ
یقین نہ تہا کہ وہ انگریزون پر حملہ کرنے مین کام آوینگے اور نہ یہ امر قرین قیاس ہے
کہ ایسی کمزور فوج ایسی زبردست انگریزی سلطنت کے تہ و بالا کرنے کا ارادہ کرے
پس میرے علم و یقین کے موافق وہابیت کے پانچوین زمانہ کو بہی جہاد سے کچہہ تعلق

نہین ہے کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ مولوی ولایت علی اور عنایت علی کے انتقال کے
بعد جہاد کے سرانجام کے واسطے بنگالہ سے نہ تو روپیہ بہیجا گیا اور نہ آدمی گئے البتہ ۱۸۵۷ء
کے ہنگامہ کے بعد ہندوستان کے بعض سرکش آدمی جنکے ساتھہ کچھہ باغی بہی تہے ملکا اور
ستانا واقعہ ترائی نیپال اور بیکانیر اور راجپوتانہ کے بیابانون مین جا رہے تہے اور وہان
انکے جا رہنے کا سبب یہ تہا کہ انہون نے ان مقامات کو سنگین سزا سے بچنے کے لئے امن
کا مقام خیال کیا تہا جو غدر کے سبب سے ان ایام مین لوگون کو سرکار کیطرف سے ہوئی تھی اور
جو لوگ گوشہ شمال و مغرب کی سرحد کو بہاگ گئے تہے ان کا ایک عام خوف سے ایک
موقع پر جمع ہو جانا ایک عقلمندی کی بات تہی حالانکہ اس مجمع مین خاص مسلمان ہی نتھے
بلکہ ہر قوم کے ہندو اور مسلمان سب تہے پس ان لوگون کی نسبت یہہ خیال کرنا (جیسا
کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے بیان کیا ہے) کہ وہ گورنمنٹ پر حملہ کرنیکی نیت سے جمع ہوئے تہے
میرے نزدیک ایک بیہودہ بات ہے کہ اسکی جانب کوئی دانشمند التفات نہ کریگا البتہ یہ
بات ممکن ہے کہ ان مفرورون کی جماعت مین سے بعض شخص ایسے بہی ہون جو اپنے
گہر والون سے ہندوستان مین خط و کتابت رکہتے ہون اور اس بات کا بہی کچھہ تعجب نہین
ہے کہ ان کے عزیز و اقارب ان لوگون کو روپیہ پیسہ بہیجتے ہون اسلئے کہ ان کی بغاوت کے
سبب سے انکے قرابتی لوگون پر یہہ بات لازم نہ تہی کہ وہ ان سے خط و کتابت نہ کرتے بلکہ
ایسی ہی حالت مین اپنے یگانہ اپنا کا زیادہ خیال کیا کرتے ہین اور پاس محبت سے ایسے شخص
کی مدد کرنا گویا اپنے ذمہ فرض سمجھتے ہین - پس ظن غالب یہ ہے کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اس
خیال بندی کے واسطے کہ گورنمنٹ انگریزی پر جہاد کرنے کے واسطے برابر انتظام کے ساتھ
روپیہ اور آدمی یہان سے پہنچتے تہے" بلاشبہہ یہی معاملہ ایک بڑی پکی بنیاد ہوئی ہوگی اور
دوسری وجہ اس خیال کی شاید یہہ ہوئی ہو کہ ہندوستان سے اخوند سوات کے پاس روپیہ
جاتا تہا مگر جو لوگ میری ان عرضون کو پڑہین گے وہ غالبا اس بات سے واقف ہونگے کہ مسلمانون

کی شریعت مین ہر مالدار مسلمان پر سال کے آخیر مین اپنی مالیت کا چالیسوان حصہ خدا کی واسطے نکالنا فرض ہے اور اس چالیسوین حصہ کو انکی شریعت مین زکوۃ کہتے ہین پس گو بہت سی مسلمان اپنی شریعت کے اس فرض کو ادا نہین کرتے اور اس صورت سی اپنے ہمجنسون کا فایدہ نہین چاہتے لیکن جو پکے مسلمان وہابی کہلاتے ہین یا جنکی طبیعت کا میلان اس سچے عقیدے وہابیت کی طرف ہے وہ اس فرض کو بھی مثل اور فرضون کے نہایت مضبوطی اور احتیاط کے ساتھہ ادا کرتے ہین اور جو روپیہ وہ اپنے خزانہ مین سے زکوۃ کے طور پر نکالتے ہین اسکو حتی الامکان اپنے قرب وجوار کے مساکین اور ان مسافرون مین تقسیم کردیتے ہین جنکا گذر ان کے قصبون اور دیہات مین ہو۔ اور مسافر اور مساکین کے علاوہ ان نامی گرامی متوکل عالمون اور عابدون کو دیتے ہین جو ترک تعلق کرکے گوشہ عزلت مین بیٹھے ہین اور انکے سوائی جو طلباء مسجدون وغیرہ مین رہتے ہین انکی تعلیم کے واسطے بھی دیتے ہین اور اس رفاہ کے کام اور نیک فعل مین ان پر مذہب کے روسے کچھہ یہ بات فرض نہین ہے کہ جس شخص کو وہ زکوۃ کا روپیہ دین اسکے حالات تحقیق بھی کرلیا کرین مگر ہم دیکھتے ہین کہ اس زمانہ کے مسلمانون کو بغاوت مین مدد دینے کے الزام سے محفوظ رہنے کا اس قدر اندیشہ ہوگیا ہے کہ اب وہ مسافرون وغیرہ کو اس قسم کا روپیہ نہین دیتے اور اکثر اوقات اس باب مین احتیاط کرتی ہین اور حقیقت مین بھی ایسا ہی ہے کہ جو مسلمان زکوۃ دینے والے ہین وہ ضرور اس الزام مین مشتبہ ہین اخوند سوات کے نسبت مجھکو بھی گمان ہے کہ بلا شبہ اسکی پاس بہت سی دولت مند مسلمان زکوۃ بھیجتے ہون گے لیکن جیسی اس بات کا گمان ہے اسی طرح اس بات کا یقین ہے کہ اخوند سوات وہابی نہین ہے اور جو روپیہ اسکے پاس پہنچتا ہوگا اسکو گورنمنٹ پر جہاد کرنیکا کچھہ سروکار نہ ہوگا۔ دہلی مین مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم کا مدرسہ اور شاہ غلام علی صاحب کی خانقاہ دونون ایسے مقام تھے کہ وہان علاوہ ہندوستان کے تمام دنیا مین سے روپیہ پیسہ آتا تھا پس اگر کوئی شخص یہہ بات کہدی کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے مدرسہ اور خانقاہ مین جہاد کیواسطے روپیہ آتا تھا

باقی آیندہ

صفحہ ۳٦۷ سے تا آخر خصوصاً صفحہ ۳۷۸ لائق توجہ گورنمنٹ و اعیان ملک

اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر دوازدہم — جلد چہارم

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب محدثین اہل السنۃ معہ

بابت محرم سنہ ۹۹ مطابق دسمبر سنہ ۱۸۸۱

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ نمبر سابق مین دیکھو

خط و کتابت مہتمم سے بجب نشان ذیل کرو

ابو سعید محمد حسین لاہور محلہ سید مٹھہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

انجمن ہمدردی اسلامی لاہور

یہہ وہی انجمن اشاعۂ اسلام ہے جسکی اول تجویز ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۳ مین ہوئی تہی پہر ضمیمہ نمبر (۱۰) مین ایک جزیہر کی تحریر اسمین ہوئی تہی اور اسمین عامہ اہل سلام کو اس انجمن کے قایم کرنے کی رغبت دلائی گئی تہی - پہر ضمیمہ نمبر ۱۲ جلد ۴ بابت ستمبر ۱۸۸۱ء مین اسکے قایم ہوجانیکی خبر مشتہر کی گئی - اسکے بعد پہر اسکی کوئی خبر و کیفیت اشاعۃ السنہ مین درج نہ ہوئی (گو اور اخبارات مین جیسے اخبار عام - اخبار انجمن پنجاب وغیرہ مین اسکی کارروائیون کی اشاعت ہوتی رہی) اس سے ناظرین اشاعۃ السنہ (جو اردو اخبارات کو نہین دیکہتے) متعجب ہوکر کہتے ہونگے - کہ وہ انجمن کیا ہوئی سوگئی - یا اس نے عدم کی راہ لی - پہر کبہی اسکی آواز نہ نکلی - مگر حقیقت مین نہ وہ انجمن راہی عدم ہوئی نہ اس اثنا مین وہ کبہی سوئی ہے بلکہ آہستہ آہستہ وہ اپنا کام کرتی رہی ہے - اس سال مین اس نے وہ کام نمایان کئے ہین جنکو سنکر شایقین قدرشناس بے اختیار کہہ اٹہین ع **آفرین باد برین ہمت مردانہ تو** - ہمنے ان کارروائیون کو اس خیال سے مشتہر نہین کیا تہا کہ اس انجمن کو استحکام ہولے تب ہی اسکی کارروائیون کی اشاعت عمل مین آوے بدون استحکام ایک چیز کو شہرت دینا پہر اسکی تنزل پر افسوس ظاہر کرنا موجب شماتت اعدا ہوتا ہے اب بحمد اللہ اس انجمن نے خوب پاؤن جمالئے ہین اسلئے ہم ہی اسکی کارروائیون کی اشاعت کیطرف متوجہ ہوئے ہین - انشاء اللہ نمبر آیندہ مین (جو جلد پنجم کا پہلا نمبر ہوگا اور وہ عنقریب شایع ہونیوالا ہے) اسکی کارروائیون کو ہم مشتہر کرین گے -

---

بقیہ
مبحث اثبات نبوت

یہ دونون اقسام دونون قوتون کے انسان مین دو طرح پر پائی جاتے ہین - ایک یہہ کہ دونون قوتین آپسمین مقابلہ و زور کرین - ہر ایک اپنے مقتضائے پر پورے زور سے چلنا چاہے ملکیہ درجہ اول یا دوم اپنا پورا تسلط چاہے - بہیمیت درجہ اول و دوم اپنا پورا تصرف - پہر جو دونون مین زور آور ہو وہ غلبہ پائے اور اپنا کام کرلے - دوسرے کے اثر و زور کو توڑ دے - **دوسری** یہہ کہ دونون آپسمین صلح و اتفاق کرلین - ملکیہ اپنی تیزی و زور کو کم کردے اور اپنے افعال (عقل - پاکیزگی - فراخ حوصلگی - نفع رسانی غیر خیال انجام کار - وغیرہ وغیرہ) کے درجہ کمال سے کچہہ تنزل کرے اور بہیمیت کچہہ ترقی کرے اور اپنے افعال (بے عقلی - آزادگی - خود غرضی - نقد طلبی وغیرہ وغیرہ) کو گہٹا دے -

اس دو طرحکے **اتفاق و اجتماع** دونون اقسام ملکیہ و بہیمیت سے کئی اقسام پیدا ہوتے ہین پر **عام اقسام** اُسکے **آٹھہ** ہین +

(۱) ملکیہ درجہ اول کا بہیمیت درجہ اول کے ساتہہ زور و غلبہ سے اجتماع (۲) ملکیہ درجہ اول کا بہیمیت درجہ اول کے ساتہہ صلح سے اجتماع (۳) ملکیہ درجہ اول کا بہیمیت درجہ دوم کے ساتہہ زور سے اجتماع (۴) ملکیہ درجہ اول کا بہیمیت درجہ دوم کے ساتہہ صلح سے اجتماع - **اسی** طور پر ملکیہ درجہ دوم کے بہیمیت درجہ اول و دوم کے ساتہہ زور و صلح سے مجتمع ہونیسے چار قسم اور پیدا ہوتے ہین -

ان مختلف اقسام اجتماع سے مختلف آثار پیدا ہوتے ہین اور جس شخص مین جس قسم کا اجتماع ہو اُس سے اسی قسم کے مناسب افعال سرزد ہوتے ہین مثلاً جسمین درجہ اول کی بہیمیت ہوتی ہے وہ ریاضت و مشقت کے کام کرسکتا ھے - پہر اگر اسکی ملکیت بہی درجہ اول کی ہو وہ اپنی ریاضت و مشقت سے امور ریاضت و سیاست کے کام لیتا ھے اور جسکی ملکیہ

درجہ دوم کی ہو وہ بوجھ اٹھانے اور اسکی مانند کاموں مین مضبوط ہوتا ھی اور جسمین بہیمیت درجہ دوم ہوتی ہے وہ بھاری اور مشکل کاموں سی جی چرا تا ہے پھر اگر اسکی ملکیۃ کامل ہوتی ھی تو وہ اُن کاموں سے کنارہ کش ہوکر خدا کی طرف متوجہ اور اسکی یاد مین لگا رہتا ھی اور زاہد وصوفی بنجاتا ھے اور جسکی ملکیۃ درجہ دوم کی ہوتی ھے وہ اگر قید بہیمیت سی آزاد ہوتا ھی تو زاہد بنجاتا ہے ورنہ سستی اور نالایقی سے سبھی کاموں کو چھوڑ بیٹھتا ہے - پھر جن لوگوں مین ان قوتوں کا اجتماع نزدر دغلبہ سی ہوتا ہے انمین اگر بہیمیت کا غلبہ ہوتا ھی تو وہ صرف جسمانی امور مین مصروف رہتی ہین - اور اگر ملکیۃ کا غلبہ ہوتا ھے تو وہ صرف روحانی امور مین مشغول رہتے ہین اور جنمین ان قوتون کا صلح واتفاق سے اجتماع ہوتا ھی وہ جسمانی وروحانی دونون قسم کے کاموں مین مصروف رہتی ہین - وقس علی ہذا -

اسی اختلاف اجتماع ملکیۃ وبہیمیت سی وہ اختلاف سعادت (جسکی تشریح نمبر سابق مین گذری ھی) پیدا ہوا ھی مگر اسکا یہہ لازمہ نہین ہے کہ جس سے جو کوئی کام یا فعل (صفت بہیمی یا ملکی کے موافق) سرزد ہوتا ہے وہ اسمین مجبور ہے اور اسکا تبدل وتغیر ناممکن ھی - ملکیۃ کا تابع بہیمیت ہوجانا اور ہر ایک کا اپنی مقتضا ہی سے کمزور وزدہ رآور ہوجانا خود بتا رہا ھے کہ اُن افعال مین جو اُن قوتون سے سرزد ہوتی ہین تغیر وتبدل ممکن ھی اور یہ تغیر وتبدل بہی انسان کی جبلت وفطرت مین داخل ہے اس سی یہہ ثابت ہوا کہ بعض اشخاص (اہل سعادت قسم دوم وسوم جنکا ذکر دبیان نمبر سابق مین بصفحہ ۳۲۵ ہوچکا ہے) جنکو وہ سعادت سردست حاصل نہین باوجودیکہ یہہ عدم حصول انکی جبلت وفطرت سی پیدا ہوا ھی اس سعادت کو حاصل کرسکتے ہین اور یہہ امر بہی انکی جبلت وفطرت کے مخالف نہین -

پہر اِس **سعادت** کا حصول **دو صورت** سی ہوتا ھے **ایک** یہہ کہ انسان اپنی بہیمیت سی

+ اسمین اہل نیچر کے مذہب سی احتراز ہے جو ہر ایک انسان کے اخلاق کو اسکی فطرت وبناوٹ کا ایسا نتیجہ سمجھتی ہین جسکا تغیر وتبدل وہ ناممکن جانتی ہین دیکھو اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۱۳ صفحہ ۲۶۹ اور تفسیر اہل نیچر صفحہ ۱۸ وغیرہ -

گویا خارج ہو جائے ایسی ریاضتین وتدبیرین عمل مین لاوی جنسی طبعی افعال و آثار مین قصور و فتور واقع ہوا وراسکی تیزی و جوش مٹ جاوی - طبعی لذات کہانا - پینا - لوگون سی اختلاط کرنا - مرغوب چیزون کیطرف راغب ہونا - مکروہ چیزون سے تنفر کرنا چہوٹ جاوے - یہہ صورت پرانے اشراقین فلاسفرون اور زاہدون اور راہبون کے عمل مین رہی ہے - اس صورت سی بعض لوگ تو اپنے مطلب و مراد کو پہنچ جاتے ہین اور بہتیرے دیکہتے ہی رہ جاتے ہین اور باوجود زہد وجفاکشی کامیاب نہین ہوتے -

دوسری صورت یہہ ھی کہ انسان اپنی بہیمیت کی اصلاح و درستی کرے اور اسکی کجی و زیادتی کو نکال ڈالے - باوجودیکہ اصل بہیمیت باقی رھی - لذیذ کہانے کہائے مگر نہ اس قسم کے اور اس قدر جس سے اسکی ملکیت کو نقصان پہنچے - لوگون سے اختلاط کرے مگر نہ اس حد تک کہ اپنی علوم و روحانی حظوظ کو بہول جاوے - یہ صورت ان لوگون مین پائی جاتی ہے جو ہادی یا رہبر خلایق کہلاتے ہین -

اس **صورت دوم** کے **حاصل کرنے** کے اصول بہت ہین پر ان سب کی **اصل اصول** چار خصلتین ہین - ان خصلتون کے التزام و اختیار کرنیسے یہہ صورت سعادت انسان کو حاصل ہوتی ھے -

اول پاکیزگی و ستہرائی جسکی حقیقت یہ ھی کہ انسان نجاستون سے (جنسی طبع کو تنفر و انقباض ہوتا ھے اور کس و ناکس انسے اجتناب رکہتا ھی) بدن و لباس کو پاک رکہے -

دوم اپنے خالق کی جناب مین فروتنی - اسکی حقیقت یہ ھی کہ خداوند واحد کی قدرت کی نشانیون اور صفتون مین غور و فکر عملمین لاوی - جس سی روح یا نفس ناطقہ کو خدا کی طرف میلان ہوتا ھے اور اسکے آگے حواس و اعضا جہک پڑتے ہین چنانچہ عاجز رعایا کو اپنے بادشاہ کی دربار مین ایسی حالت طاری ہوتی ہے -

سوم فراخ حوصلگی - اسکی حقیقت یہہ ھی کہ نفس (یا روح) قوائے بہیمیت کا تابع نہ ہو رھے اسکا

زنگ اسپر نہ پڑے جب نفس امور معاش کیطرف متوجہ ہو (مثلاً کسی عورت کا اشتیاق کرے
یا کسی اور لذت مین پڑے) تو اس سے صرف اپنی ضرورت پوری کرے جب اس سے فارغ ہو تو
ایسا ہو جاے کہ گویا اس کام مین کبھی نہ تھا - ایسا نفس جب بدن سے مفارقت کرتا ہے نہایت
انس و عمدہ عیش مین رہتا ہے - اپنے آپ مین ظلمانی و جسمانی لذات کے تعلق کا کچھ اثر نہین
پاتا - اِس خصلت کے مقابلہ مین تنگدلی و بخل کی خصلت ہے - جب نفس مین وہ خصلت ہو
وہ ان جسمانی لذات مین منہمک ہو جاتا ہے اور وہ لذات اسمین ایسی موثر و متنقش ہو جاتی ہین
جیسی کسی چیز پر مہر لگجاتی ہے -

یہی وجہ ہے کہ فراخ حوصلہ لوگون کا اگر ظاہری نقصان ہو جاوے تو وہ اسکی پروا نہین کرتے
اور تنگ دلون کا کچھہ جاتا رہے تو اسکے فراق مین مدہوش ہو جاتے -

اس خصلت فراخ حوصلگی اور اسکے مقابل تنگدلی کے کئی نام و تعبیرات ہین جو بحسب موقع و محل
استعمال کئے جاتے ہین - مال کے موقع پر ان خصلتون کو سخاوت و بخل سے تعبیر کیا جاتا ہے - اشتہا
شکم و شہوت نفس کے موقع پر انکو عفت و شہوت پرستی سے تعبیر کیا جاتا ہے - آرام و اسایش کے
محل مین انکو صبر و بیقراری کہا جاتا ہے - مذہبی خیال سے ممنوع چیزون کے کرنے نہ کرنے کی
نسبت انکا نام پرہیزگاری و بدکاری ہے -

چہارم منصف مزاجی - یہہ ایک ایسی نفس کی صفت ہے جسکی سبب نفس سے ایسے افعال صادر
ہوتے ہین جن سے نظام بشری و تمدن بوجہ سہولت قایم رہے اور روح کی روحانیت زایل نہو
اس صفت عدالت کی ضد ظلم ہے جس سے نظام بشری و تمدن تباہ ہو جاتا ہے اور انسان کی انسانیت
مین فرق آجاتا ہے -

یہ خصایل انسانی **فطرت** کے مناسب ہین اور فطرت انسان مین ان خصایل کا مادہ و ملکہ
موجود ہے - ولیکن بعض لوگون کو انکی تحصیل یا تکمیل سے بعض امور داخلی یا خارجی مانع ہو جاتے
ہین اور یہہ امر بھی اسی فطرت سے تعلق رکھتا ہے -

پھر انہی لوگوں کے لیئے ان موانع کے دور کرنے اور ان خصایل کے حاصل یا کامل کرنیکی اسباب بہم موجود ہین اور یہہ امر بہی اسی فطرت سے ناشی ہے -

وہ موانع و حجاب بہت ہین **ازانجملہ** ایک حجاب طبیعت بہیمیت ہی جسمین وہ لوگ مبتلا ہوتے ہین جو رات دن لوازم بہیمیت کہانے - پینے - مادہ سے جفت ہونے وغیرہ جسمانی لذات مین مصروف رہتے ہین - اور انکے سبب وہ روحانی کمالات سے تعلق نہین رکہتے - **وازانجملہ** حجاب رسم و رواج زمانہ ہے جسمین وہ لوگ مبتلا ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی وقت ان لوازم بہیمی و لذات جسمانی سے رہائی پاتے ہین اور اپنے کمال کو پہنچتے اور سعادت حقیقی کے حاصل کرنیکا قصد کرتے ہین مگر جب اپنی ابنائے جنس کو انہی لوازم بہیمیت مین مصروف دیکہتے ہین تو انہی کے تابع ہو رہتے ہین وعلی ہذا القیاس -

ان موانع کے دور کرنے اور ان خصایل کے حاصل یا کامل کرنیکے یہہ **اسباب** ہین قوت عملیہ کو کام مین لانا اور یہہ سوچنا کہ انسان کیا چیز ہے اور اسکا کمال نوعی کیا ہے پہر اسکی مطابق عملی تدبیر کرنا - لذات بہیمی کو اعتدال پر لانا - اور رسوم فاسدہ کو ضوابط نظام عالم کی کہسوٹی پر لگانا - وعلی ہذا القیاس -

یہہ حقیقت و صفات انسانی کی تشریح ہے جس سے ایک جزو مقدمہ سابعہ کا اثبات ہوا - اور بخوبی معلوم ہوگیا کہ انسان کیا چیز ہے ؟ اور اسکی صفات کیا ہین جو اسکو اور حیوانات و نباتات و جمادات سے ممتاز کرتی ہین - جن کا خلاصہ عام فہم یہہ صفات ہین (۱) عالم دنیوی کے متعلق قواعد و ضوابط بنانا (۲) ان قواعد کے مطابق دنیوی اسباب و سامان مہیا کرنا (۳) ان قواعد کے سیکہنے سکہانے مین ایک دوسرے سے تعلیم پانا (۴) ان قواعد و اسباب مین جسمانی تربیت کے ساتہہ روحانی اصلاح کا بہی لحاظ رکہنا (۵) خدا کی توحید و صفات کو جاننا (۶) اسکا حق اور اسکا طریق ادائی پہچاننا (۷) خالق و مخلوق دونون کے معاملہ مین ٹہہرائی فروتنی - فراخ حوصلگی - منصفی کا پابند رہنا (۸) علوم غیبی کا جنکی عقل و قیاس و وہم نہ پہنچ سکتے ہو

(۹) ان صفات کی ضدون ونقیضون کا بہی محل ہونا (ن) اوران سے علمی وعملی تدبیرون سے بچ سکنا وعلی ہذا القیاس —

ان صفات کا انسان مین بالفعل یا بالقوہ پایا جانا (میری دانست مین) ایسا محسوس ومشاہد امر ہے جیسے آفتاب مین روشنی اور آگ مین جلانا — اور چرند حیوانات مین گہاس چارہ کہانا اور پرندون مین اڑنا وعلی ہذا القیاس —

کوئی انسان صاحب ہوش وحواس وصحت واعتدال انسان مین ان صفات کے موجود ہونے سے شک وانکار نہین کرسکتا — اورکوئی نہین کہہ سکتا کہ انسان مین بری چیز (جسکو وہ برا سمجہتا ہے†) کے کرنیکا مادہ اوراس سے پاکی وستہرائی حاصل کرنیکی طاقت نہین — کوئی نہین کہہ سکتا کہ انسان مین ظلم کرنے اورکسی چیز (اپنے مال یا جان) کو بے محل (جسکو وہ ‡ بے محل سمجہے) رکہنے کی قوت اوراس سے بچنے کی طاقت نہین ہے —

---

† اسمین اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگرچہ ممکن بلکہ واقعی امر ہے کہ بعض اشخاص بری چیزون کو اچہا سمجہتے ہین مگر ان کے نزدیک بہی کوئی نہ کوئی بری چیز ہے مثلاً ہندو گوبر کو پوتر (یعنی پاک) سمجہتا ہے مگر بول وبراز انسانی کو تو وہ بہی برا سمجہتا ہے — شاید کوئی بن مانس ایسا بہی ہو جو اپنے بول وبراز کو برا نہ سمجہتا ہو — مگر کسی نہ کسی چیز کو وہ بہی برا سمجہتا اور نفرت کرتا ہوگا — وہ تو نام کا انسان ہے ہم حیوانات گائی — بہینس — گدہے — کتے کو دیکہتے ہین کہ جس گہاس یا چارہ یا اور کہانے کی چیز کو طبعاً برا سمجہتے ہین سونگ کر چہوڑ دیتے ہین اور ہمارے مدعا کے اثبات کے لئے اسی قدر بس ہے —

---

‡ اسمین اسی قسم کا اشارہ ہے جو پہلے حاشیہ مین گذرا کہ اگرچہ بعض اشخاص کسی خاص چیز کو بے محل نہین سمجہتے مگر کسی نہ کسی چیز کو تو وہ بہی بے محل سمجہتے ہین —

انکار کرنا جو بجز سوفسطائی منکر حقایق اشیا کسی سے متصور نہین ہے اور سوفسطائی سے اسمقام ہمکو بحث نہین -

ھان شاید کوئی منکر نبوت و مذاہب یہہ **اعتراض** (۱) کرے کہ یہہ روحانی صفات اور انکے مناسب و نامناسب افعال نیک و بد **فطرتی** (مقتضای و داخل فطرت انسانی) **نہین** بلکہ **تعلیمی** (تعلیم و تربیت کے نتایج) **ہین** بعض لوگون نے اپنی عقل یا کسی مذہب کی تقلید سے بعض امور کو اچھا ٹھرایا ہے بعض کو برا - عام لوگون نے انکی تجویز و تعلیم کو مان لیا - عدالت کو اچھا سمجھا ظلم کو برا - عفت کو بہتر جانا - زنا کو بدتر -

اصل فطرت انسانی مین ان امور کو اسی طرح جاننا اور ان کے موافق عملدرآمد رکہنا داخل ہوتا تو ہر کسیکو بلا تعلیم و تعلم انکا علم و عمل حاصل ہوتا - بن سکہاے ہر کوئی خدا کی عبادت کرتا - بن تعلیم زنا کو برا جانتا جیسے اور امور طبعی (سانس لینا ہنسنا رونا - چہینکنا - سونا - جاگنا - آنکھ کھولنا) بن سکہاے ہر کوی جانتا ہے - مگر ہم صاف دیکھتے ہین کہ کوئی انسان ان روحانی باتون کو بن سکہاے نہین جانتا - اگر آدمی کے بچہ کو پیدا ہونے کے ساتھہ ہی کسی جنگل مین چھوڑ دیا جاوے اور کوئی اسکو تعلیم نہ کرے تو وہ ان باتون سے بہایم سے بڑہکر نسبت نہ رکھے - اس سے معلوم ہوا کہ یہہ صفات اور اسکے مناسب و نامناسب افعال تعلیمی ہین فطرتی نہین -

(۲) اور اگر یہہ صفات فطرتی ہین تو پہر نبوت و ہدایت عبث ہے - جنکی فطرت مین یہہ روحانی صفات ہین وہ خود بخود اپنے مقتضاے فطرت پر چلین گے اور نیک کام کرینگے - اور جنکی فطرت مین ان صفات کے برخلاف (بہیمی یا حیوانی یا شہوانی) صفات داخل ہین وہ ضرور ان ہی صفات کی مقتضاے پر چلین گے اور ان کے برخلاف کسیکی ہدایت و نصیحت کو ہرگز نہ سنین گے -

(۳) اور نیز اس تقدیر پر اگر دعوت و تعلیمات انبیا ان امور فطرتی کے موافق ہے تو اس دعوت کے لئے بعثت و نبوت تحصیل حاصل ہے - جو بات کسی کی فطرتی ہوتی ہے اسکی تعلیم و تاکید کی کیا حاجت ہی اور اگر دعوت و تعلیمات انبیا ان امور کے مخالف ہین تو انپر کسیکا عمل کرنا کیونکر ممکن ہے

پس بعثت و نبوت سے نتیجہ و فایدہ کیا ہے؟

(۱) پہلے اعتراض کا جواب یہہ ہے کہ اگر یہہ صفات و افعال انسان کے لئے فطرتی نہ ہوتے تو تعلیم سے انسان کے لئے انکا حصول کب ممکن تھا۔ جسکی فطرت مین ایک کام کی صلاحیت ولیاقت نہین ہوتی اسمین تعلیم کیا اثر کرتی ہے۔ دیکھو فطرت انسانی مین اڑنے کی صلاحیت نہین تو وہ تعلیم سے کب اڑ سکتا ہے۔ جانورون کی فطرت مین لکھنا نہین تو وہ سکھائے سے کب لکھ سکتے ہین۔ بندر و ریچھ تعلیم سے انسانی حرکات اسلیئے کرتے ہین کہ انکی فطرت اس امر کے لایق ہے طوطا سکھایا ہوا انسانی الفاظ اسلیئے بولتا ہے کہ یہہ امر اسکی فطرت مین داخل ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سیکھنے سکھانے سے ایک چیز کا حاصل ہونا عین اس امر کی دلیل ہے کہ اس چیز کا حصول سیکھنے والے کی فطرت مین داخل ہے۔ اور اگر فطرتی صلاحیت ولیاقت کا تعلیمی امور کے حصول مین دخل نہ ہوتا تو تعلیم سے ہر قسم مخلوق کو ہر چیز کا علم و عمل حاصل ہو جاتا۔ انسان اڑتا اور درخت کلام کرتا۔ وعلی ہذا القیاس

اور **معترض** کا یہہ **کہنا** (کہ یہہ امور فطرتی نہین **تعلیمی** ہین) معلوم نہین کیا معنی و مراد رکھتا ہے اگر اس سے **یہہ مراد** ہے کہ **تعلیم** ان امور کے وجود کی **مثبت** ہے یعنے واقعی اور نفس الامر مین ان امور کا انسان مین وجود نہین۔ تعلیم نے بہ خلاف واقع ان چیزون کا وجود قایم کر دیا ہے اور کسی چیز کو نیک کسیکو بد ٹھہرا دیا ہے **تو اسکا باطل ہونا** ہم تقریر اعتراض سے پہلے ظاہر کر چکے ہین اور بیان کر آئے ہین کہ یہہ سوفسطائیون کا خیال ہے جو حقایق موجودہ اور انکے خواص و تاثیرات مشاہدہ کے منکر ہین اور یہہ کہنا ایسا ہے جیسے یہہ کہنا کہ آفتاب روشن نہین اور آگ گرم نہین جو اس مقام اثبات نبوت مین لایق تعرض و جواب نہین ہے۔

اور اگر اس سے **یہہ مراد** ہے کہ **تعلیم** ان امور کے وجود کی **مظہر** ہے یعنی وجود تو ان اشیا کا واقعی ہے مگر اسکا اظہار تعلیم نے کیا ہے۔ تعلیم نہ ہوتی تو ان چیزون کو اکثر لوگ نہ جانتے تو ان معنی ان امور کا تعلیمی ہونا فطرتی ہونے کے مخالف و منافی نہین ہے۔ تعلیم عین موافق

ومطابق فطرت واقع ہوئی ہے فطرت انسانی کا عین منشا ومقتضا یہی ہے کہ ان صفات وافعال کا حصول انسان کو[+] تعلیم سے ہو نہ یہہ کہ بدون تعلیم وتعلم ہرکسیکو یہہ صفات وافعال حاصل ہو جائین -

اور معترض کا یہہ کہنا کہ (اگران امور کا علم وعمل فطرتی ہوتا تو بلا تعلم ہرکسیکو حاصل ہو جاتا جیسے اور امور طبعی کا حال ہے) وہم واشتباہ سے ناشی ہے - بیشک خاص وہ امور طبعی[++] جو صرف طبیعت سے پیدا ہوتے ہین - خارج سے انکو تعلق نہین ہے انسان وغیرہ حیوانات کو بلا تعلیم وتعلم حاصل ہوتے ہین مگر عام امور فطرتی جنکا صدور صرف طبیعت سے نہین ہوتا اور انکا وجود اسباب خارجی (کہ ازانجملہ تعلیم بھی ہے) پر موقوف ہے - انسان کو خود بخود بدون تعلیم وغیرہ اسباب کے حاصل نہین ہوتے - انکو فطرتی کہنا اس معنی کر ہے کہ فطرت انسانی مین ان امور کے حصول کا (ان اسباب سے جو اسکے لائق ہین) مادہ وملکہ ہے نہ ان معنے کر کہ فطرت انسانی بدون اسباب خارجی انکے وجود کے لئے کافی ہے -

---

+ پھر یہہ بات کہ وہ تعلیم (جو واقعی صفات وافعال نیک وبد کی مظہر ہے) تمام جہان مین عقل سے ہوئی ہے یا مذہب سے اسکا تصفیہ ہم قبل اثبات نبوت کرنا نہین چاہتے - اسمین ہمارا خیال یہی ہے کہ اصل اصول جملہ علوم وکمالات کا (جنکے لئے صرف طبیعت کافی نہین) الہام ہے - عقل اس الہام کے سمجھنے اور اس سے نتایج نکالنے اور اس سے استنباط کرنیکا آلہ ہے جیسے دور بین کے لئے آنکھہ - خداوند خالق عالم نے سب سے پہلے انسان کو اسی الہام سے سب کچھہ سکھایا پھر بھی وقتاً فوقتاً اسی الہام کے ذریعہ سے اپنے بندون پر علوم کا القا کیا - انہی لوگون سے اصل اصول علوم کو عام لوگون نے حاصل کیا - پھر خواہ اسپر بہت کچھہ بڑہا یا یا کچھہ گھٹایا - اسکا پورا فیصلہ ہم تقریر اثبات نبوت مین ہوگا -

---

[++] اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۳ مین ایسی ہی امور طبعی کے نسبت کہا گیا ہے کہ انکا حصول کسب وتعلیم سے نہین ہوتا جس امر کی وہان بحث ہے اسکی نسبت خصم کا یہی ادعا تہا کہ اسکا صدور صرف طبیعت سے ہے

انسان کے اکثر امور و صفات فطرتی اس قسم کے ہین کہ بدون تعلیم اسکو حاصل نہین ہوتے اسی نظر سے انسان کو مدنی الطبع کہا گیا ہے اور جو امور طبعی انسان کو بلا تعلیم و تعلم حاصل ہوتے ہین وہ نہایت قلیل و محدود ہین جنہین انسان کے ساتھہ اور بہایم بھی شریک ہین (جیسے کہانا - پینا - سونا - جاگنا - فضلات (بول و براز) کا دفع کرنا وعلی ہذا القیاس)

ان روحانی صفات اور ان کے مناسب افعال سے معترض نظر اٹھا کر اور امور عقلی (جن کے سبب وہ انسان کو بہایم پر فوقیت دیتا ہے اور انکو داخل یا لوازم فطرت انسانی سمجھتا ہے) کیطرف غور سے دیکھے پھر انصاف سے کہے کہ ان امور سے کسی امر کو انسان بدون تعلیم و تعلم حاصل کر سکتا ہے کوئی بلا تعلیم منطق یا علم ہیئت پڑہ سکتا ہے؟ کوئی بلا تعلیم جوتا سینا جانتا ہے؟ کوئی بلا تعلیم گھڑی بنا سکتا ہے؟ وعلی ہذا القیاس - جب انسان کے سبھی عقلی کمالات کا یہہ حال تو خاصکر روحانی صفات اور اسکے موافق افعال کا تعلیم سے حاصل ہونا کیونکر محل اعتراض ہو سکتا ہے

(۲) اسی جواب مین معترض کے **اعتراض دوم** (کہ اگر یہہ صفات فطرتی ہین تو نبوت و ہدایت عبث ہے) **کا جواب** بھی ادا ہوا - اسمین بیان ہو چکا ہے کہ فطرت کے یہہ معنی نہین کہ ان صفات و افعال کے وجود کے لئے صرف فطرت انسانی بلا اسباب خارجی کافی ہے اور سابقا صفحہ ۲ بیان ہو چکا ہے کہ ملکیۃ و بہیمیۃ کے لوگون کی فطرت مین داخل ہونے سے لازم نہین آتا کہ لوگ ان صفات کے مناسب کام کرنے مین مجبور رہین اور صفحہ (۴) بیان ہوا ہے کہ اصول سعادت کا حصول و زوال و نقصان و کمال اسباب و وسایل سے ہو سکتا ہے اور یہہ امر بھی عین مقتضائے فطرت ہے اس بات سے معترض کا اعتراض دوم باطل ہوتا ہے اور صاف بتاتا ہے کہ لوگون کو اپنی فطرت کے مقتضا پر چلنا یا نہ چلنا اسباب خارجی سے تعلق رکھتا ہے جس کے سبب انکی فطری ہیئت کا

خارج سے نہین - اسکے جواب مین کہا گیا تہا کہ اگر وہ ایسا امر ہے تو چاہئے کہ اسمین تعلیم کو دخل نہ ہو حالانکہ وہ امر بڑی مشقت و تکلیف سے حاصل ہوا ہے - اس سے ثابت ہوا کہ وہ محض طبعی نہین ہے پس کوئی ناواقف اسجگہ کے بیان کو اسمقام کے بیان کے مخالف نہ سمجہے -

جب ان روحانی صفات انسانی کا جو ظاہری آنکھہ سے دکھائی نہیں دیتی ہین صرف چشم بصیرت سے نظر آتی ہین کوئی انکار نہیں کر سکتا تو اسکی صفات مرئیہ و مشاہدہ سے کسیکو کہان گنجائش انکار ہے ومع ذالک کوئی لنکے وجود سے انکاری ہوگا تو ہمکو ناچار مجبور ہوکہ کہنا پڑیگا کہ وہ حقیقی اور صحیح المزاج انسان نہین ہے گو ظاہرا صورت و لباس انسانی رکہتا ہے -

دوم تشریح نیکی و بدی

(بمعنی صفت* کمال و نقصان و مناسب نامناسب باقتضائے فطرت انسانی)

تشریح اول مین ثابت ہوچکا ہے کہ انسان مین دو قسم کی صفات پائی جاتی ہین - **قسم اول** صفات بہیمی (یا حیوانی) جنمین انسان کے ساتھہ اور حیوانات وبہایم بہی شریک ہین - **قسم دوم** صفات ملکی (یا روحانی) جنکو انسان سے خصوصیت ہے - ان دونون قسم صفات کے مناسب و مخالف افعال واشیاء جنکو بلحاظ اس مناسبت و مخالفت کے نیک و بد و مفید ومضر کہا جا سکتا ہے انسان کے لئے موجود ہین -

صفات بہیمی کے مناسب (نیک ومفید) وہ افعال واشیاء ہین جنکی استعمال سے انسان کا مزاج طبعی درست رہے اور اسکی صحت و اعتدال مین فرق نہ آوے جیسے مناسب غذا (گوشت در وٹی) کہانا - آرام سے چلنا - بقدر مناسب سونا جاگنا وعلی ہذا القیاس -

ان صفات کے مخالف (بد ومضر) وہ اشیاء ہین جنسے اسکا مزاج طبعی بگڑ جاوے صحت و اعتدال مین فرق آوے - جیسے معمولی غذا قدر مناسب سے زیادہ یا زہر کہانا - کوٹہہ پرسے کود پڑنا - اور اسے جاگنا - وعلی ہذا القیاس -

اس قسم کے افعال واشیاء نیک و بد بلحاظ مناسبت و نامناسبت طبیعت اور حیوانات وبہایم مین بہی پائے جاتے ہین - چرندہ جانور گہاس دانہ کہائے تو اسکا مزاج طبعی درست رہتا ہے گوشت کہالے یا معمولی چارہ حد سے زیادہ کہالے تو اسکا مزاج طبعی فاسد ہوجاتا ہے - گوشت خور

---

* اس تفسیر دبیان معنی کی وجہ سابقا نمبر ۸ جلد ۴ مین بصفحہ ۲۳۴ بیان ہوچکی ہے ناظرین اس مقام کو بلحاظ مراجعت دیکہ لین

پرندے ودرندے گوشت کہالین تو صحیح المزاج رہتے ہین - گہاس کہائین تو طبعی اعتدال سے خارج ہوجاتے ہین وعلی ہذا القیاس -

ایسا ہی بعینہ انسان کی ملکی (یا روحانی) صفات کا حال ہے ملکیت (یا روحانیت) کے مناسب (نیک ومفید) وہ افعال واشیا ہین جنسے انسان کا روحانی مزاج قایم ومعتدل رہے - اسکی مخالف (بد ومضر) وہ افعال واشیا ہیں جنسے وہ مزاج بگڑ جاوے اور انمین انسان ملکیہ کو بہیمیت کے تابع کردے -

ان دونون قسم کے افعال (موافق ومخالف روحانیت) کی کسیقدر تشریح ضمناً پہلے بہی ہوچکی ہے اس مقام مین اور بہی تشریح کیجاتی ہے -

(۱) انسان کا اپنے خالق کو ماننا (۲) اسکی ذات وصفات مین غیر کو شریک یا نظیر نہ جاننا (۳) کسی نہ کسی طریق سے اسکا حق احسان وشکریہ نعمت ادا کرنا (۴) اپنے ابنائے جنس سے ہمدردی وسلوک سے پیش آنا - (۵) انکی جان ومال سے بیوجہہ وبلا استحقاق تعرض نہ کرنا ناحق خون - زنا - چوری - زبردستی - دہوکہ بازی نکرنا - اس قسم کے افعال ہین کہ ان سے انسان کی صحت روحانی قایم رہتی ہے اوران افعال کے برخلاف وجود خالق سے انکار کرنا - اسکی ذات یا صفات مین کسیکو شریک جاننا - کسی نوع کا اسکا حق احسان نہ ماننا - اپنے ابنای جنس سے بظلم وتعدی پیش آنا - بلا وجہ کسیکو مار ڈالنا - بلا استرضا اور بدون کسی استحقاق وقانون کے کسی

✝ اس بیان کو کوئی بیان نمبر۸ جلد۲ اشاعۃ السنہ کے متناقض ومخالف نہ سمجہے وہان شکر محسن کا وجوب شرعی عقل سے ثابت نہ ہونا - اور فطرت سے اسکا ثبوت نہ ملنا بیان کیا گیا ہے - اس مقام مین شکر کا وجوب فطرتی فطرت انسانی سے ثابت کیا جاتا ہے جس سے صرف یہہ مقصود ہے کہ یہہ شکر نعمت فطرت انسانی کے لئے مناسب ہے جیسے جبری کے لئے کانٹا فطرۃً مناسب ہے آگے اسمین یہہ ادعا نہین ہے کہ اس شکر وناشکری پر کوئی جزا وسزا اخروی ورضا وعتاب الہی بہی اسی فطرت انسانی سے ثابت ہوجاتی ہے جسکا قبل ورود شرع صرف فطرت سے ثابت ہونا محال ہے بس اس جان اور اس بیان مین کوئی تعارض وتناقض نہین ہے -

عورت سے دست اندازی کرنا بلا وجہ کسی کا مال دبا لینا - دغا فریب کرنا - ایسے افعال ہین جنسے مزاج ملکی (یا روحانی) انسان کا فاسد ہو جاتا ہے -

اس امر کا علم ویقین پیدائش وصفات انسانی کا جمادات ونباتات وحیوانات کی پیدائش وصفات پر قیاس ومقابلہ کرنیسے حاصل ہو سکتا ہے -

انسان کو خدا تعالی نے اپنے وجود کا علم دیا ہے اور ادائے شکر احسان کے لایق کیا ہے اور تمدن وحسن معاشرت کے اصول وقواعد بنانے اور اسپر چلنے کا ملکہ ومادہ عطا فرمایا ہے جن سب امور سے حیوانات ونباتات وغیرہ خالی ہین تو پھر اسمین کیونکر شک کیا جا سکتا ہے کہ انسان کے لئے خالق محسن کا حق شکر نعمت ادا کرنا اور اسکے وجود کا اقراری ہونا اور قواعد تمدن وحسن معاشرت کا پابند رہنا روحانیت انسان کے لئے مناسب نہین ہے -

جب کبھی چیز کو کسی خاص ہیئت وصفت پر دیکھا جاتا ہے تو اس ہیئت وصفت کے مناسب اس چیز سے کام لینا اس چیز کے لئے مناسب سمجھا جاتا ہے مثلاً (۱) لوہے کو اگر بشکل تلوار یا چھرے کے دیکھا جاتا ہے تو اسکے لئے کاٹنا مناسب سمجھا جاتا ہے سوئی کی صورت مین ہو تو اس سے سینا مناسب معلوم ہوتا ہے - توے کی صورت مین ہو تو اس پر روٹی پکانا مناسب نظر آتا ہے - پھر جن صفات پر انسان کو دیکھا جاتا ہے ان صفات کے لایق انسان کا کام کرنا کیونکر مناسب اور بلحاظ فطرت انسان نیک ومفید نہین ہے -

(۲) جو حیوانات کیڑون کی طرح بلا توالد وتناسل پیدا ہوتے ہین ان کے لئے صرف غذا کا طالب ہونا مناسب نظر آتا ہے - اسکے سوای کوئی گھر - کھونسلہ - بل بنانا نر کا مادہ کو خاص کر لینا ضروری معلوم نہین ہوتا - اور جو جانور جفت ہو کر انڈے - بچے دیتے ہین اور انکو پالتے ہین ان کے لئے یہہ کام مناسب نظر آتے ہین کہ وہ ایک نر ومادہ باہم اتفاق کرین اور اپنے لئے ایک کھونسلہ بنا دین پھر انڈون سے بچے نکالین پھر انکے لئے دانہ تلاش کرکے لا دین - اور جس حالت مین انسان مین یہہ صفت توالد وتناسل موجود ہے تو پھر کیا اسکے لئے کوئی گھر جھونپڑا بنانا اور کوئی جورو مقرر کر لینا

اور اپنے بچون کو پالنا اور ان کامون کے لئے اسباب واصول مقرر کر لینا مناسب نہین ہے۔

(۱۴) اکثر حیوانات وطیور جس مادہ کی طرف رجوع کرتے ہین اگر اسکی طرف دوسرا نر رجوع کیا جاتا ہے تو وہ اسپر غیرت کرتے ہین اور اس سے لڑتے اور کاٹتے ہین پہر جو غالب وزورآور ہوتا ہے وہ اس مادہ پر قابو پاتا ہے۔ اور اگر انکی جگہہ یا گہونسلے یا اُنکے متعلقین سے کوئی دوسرا حیوان دخل توز مزاحمت کرنا چاہتا ہے تو وہ بشرط قدرت وطاقت انکی حمایت مین اس سے مزاحمت کرتے ہین حضرت انسان ان سب باتون مین ان سب حیوانات وطیور سے بڑہکر ہے۔ عورت ایسی چاہتا ہے جسکی طرف دوسرا شخص نگاہ بہی نکرے۔ گہر ایسا چاہتا ہے جسمین کوئی مداخلت کرنے نہ پاوے۔ اپنے گہر۔ جان۔ مال اولاد کی ایسی حفاظت چاہتا ہے کہ انکی طرف کوئی بُری نگاہ سے نہ دیکہے۔ پہر کیونکر خیال کیا جاسکتا ہے کہ انسان کے لئے اپنے جان ومال۔ جورو۔ بچون مکان کو مزاحمت غیر سے بچانا اور اس مزاحمت کے روکنے کے لئے قوانین ازدواج۔ حدود۔ قصاص ومعاملات مقرر کرنا۔ اور اپنے طریق معاشرت مین ان قوانین کا پابند رہنا روحانیت انسان کے لئے مفید اور مناسب نہین ہے۔ اور ان قوانین کے برخلاف جس عورت کو چاہنا کام مین لانا۔ جسکے مال کو پسند کرنا دبالینا۔ جس جی کو چاہنا مارڈالنا روحانیت انسان کے مخالف ومضر نہین ہے۔ ایسا خیال کرنا کمال ناانصافی ہے۔ اور اسمین انسان کو جمادات وحیوانات سے بھی ردی اور نکما ٹھہرانا ہے۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ انسان کی صفات بہیمی وروحانی دونون کی مناسب ونامناسب افعال واشیا جنکو بنظر اس طبعی وفطرتی مناسبت ومخالفت کے نیک وبد کہا جاسکتا ہے موجود ہین وہوالمدعا۔

چند اعتراض اور انکے جوابات

ہماری اس بیان کو پڑہ سنکر کوئی یہہ تو نہین کہہ سکتا کہ ملکی یا روحانی صفتین (جو بیان ہوئی ہین) انسان مین بالفعل یا بالقوۃ پائی نہین جاتی۔ یا ان صفات کے مناسب ونامناسب افعال (نیک وبد) انسان مین موجود نہین۔ یہہ کہنا ایسا ہے جیسے آفتاب کی روشنی اور آگ کی گرمی سے

بقیہ مضمون نمبر ۳

(ہندوستان کے حدیث پر عمل کرنیوالے وہابی نہین)

لایق توجہ گورمنٹ

تو اس وقت یہہ بات بہی تسلیم کیجاویگی کہ اخوند سوات کے پاس جہاد کے واسطے روپیہ جاتا تہا۔

یہہ ہمنے ہندوستانی وہابیونکی گویا تاریخ بیان کی ہے اور مین درخواست کرتا ہون کہ جب وہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کی نسبت میری رائے کو پڑہین تو وہ اس مختصر تاریخ کا ضرور خیال رکہین مین یقین کرتا ہون کہ میرے اس مضمون سے یہہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ ہندوستان کے وہابیون کا وہ جہاد جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے گورمنٹ انگریزی کے متعلق بیان کیا ہے صرف سکہون کے مغلوب کرنے کے واسطے ہوا تہا۔ اور گو باغیون کی اس جماعت نے جو مقام ملکا وستانا مین رہتے تہے ۱۸۵۸ء کے بعد ہماری گورمنٹ کو کسی قسم کی تکلیف دی ہو لیکن سرحد کی جماعت کو جس مین ہندو اور مسلمان دونون شریک ہون ہرگز جہادیون کی جماعت نہین کہہ سکتے جب ہم ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کہولتے ہین تو ہم اُسکے اول ہی صفحہ مین یہہ فقرہ درج پاتے ہین کئی سال سے ہماری سرحد پر باغیون کی ایک جماعت نے شورش مچا رکہی ہے اور اکثر اوقات وہان کے اکثر گروہون نے ہمارے لشکر پر آکر حملہ کیا ہے اور دیہات مین آگ لگادی اور ہماری رعایا کو قتل کیا چنانچہ ہماری فوج کو انکی یورش کی وجہ تین مرتبہ سرحد پر بڑی لڑائیون مین جانا پڑا۔ پس ڈاکٹر صاحب کی یہہ تحریر نہائیت لطف کی ہے کیونکہ اسکے مطالب کو ان الفاظ

سے مزین اور مستحکم کیا ہے - باغیون کی جماعت ”یہ متعصب گروہ ہون“ لیکن ہمارے
مضمون کے ایسے پڑہنے والے جو تعصبات سے بری ہین فوراً ڈاکٹر صاحب سے یہہ
بات دریافت کرینگے کہ اس جماعت سے صاحب موصوف کن لوگون کو مراد لیتے ہین اگر
صاحب موصوف اس جماعت سے اُن وہابیون کی طرف اشارہ کرتے ہین جو سکہون پر
جہاد کرنے کے واسطے سرحد پر سکونت پذیر ہوئے تہے - تو مین ابہی کہہ چکا ہون کہ یہہ
بیان محض بے اصل ہے اور اگر انکی مراد اس جماعت سے وہ لوگ ہین جو ۱۸۵۷ء
کے بعد ملکا اور ستانا مین جا رہے تہے جسمین ہندو اور مسلمان دونون شامل تہے تو اس
صورت مین ڈاکٹر صاحب کے اس سوال کا کیا مطلب ہوگا کہ کیا ہندوستان کے مسلمانون
پر اپنے مذہب کے رو سے ملکہ معظمہ پر جہاد کرنا فرض ہے کیونکہ ان لوگون کے فتنہ و
فساد کو اس سے کیا تعلق ہوگا - ڈاکٹر صاحب اپنی کتاب کے اول صفحہ مین لکہتے ہین کہ
”بارہا سرکاری تحقیقاتون سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہندوستان کے تمام اضلاع مین
سازش و فساد کا گویا جال پہیل رہا ہے اور پنجاب سے آگے جو پہاڑ برف سے ڈہکے ہوئے
ہین وہان سے لیکر اُن گرم میدانون تک جنمین سے گذر کر دریائے گنگ سمندر مین گرتا
ہے برابر باغی لوگ بستے ہین اور سرکاری رستون سے برابر دو ہزار میل تک یہہ لوگ
روپیہ اور آدمی منزل بمنزل باغیون کے لشکر مین بہیجتے ہین اور اس سازش مین اکثر
دولتمند اور تیز فہم لوگ بہی شریک ہین مگر وہ اپنے روپیہ کو بڑے انتظام اور ہوشیاری
سے روانہ کرتے ہین پس ایسے امور کے لحاظ سے گویا اب بغاوت کا نہایت خوفناک کام
بمنزلہ ایک ساہوکاری کے ہوگیا ہے“ پس اس فقرہ کے دیکہنے سے اور جو فقرہ ڈاکٹر صاحب
نے اپنی کتاب کے آغاز مین لکہا ہے اس کے دیکہنے سے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ
یہہ سازش بنگالہ کے مسلمانون نے انگریزی حکومت کے تہ و بالا کرنے کے واسطے علانیہ
تمام ہندوستان کے مسلمانون کے ساتہہ کی ہوگی حالانکہ میری دانست مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب

بھی اس بات کو تسلیم کرینگے کہ یہہ سازش بغاوت کے علاوہ اور امورمین بھی ہو سکتی ہے -
کیونکہ میری اور ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی دونونکی رای مین اب یہہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ہندستان
مین کبھی سکھون پر حملہ کرنیکے واسطے ہی یہہ سازش ہوئی تھی - پس اس سازش کو گورنمنٹ
ہند کے مطالب کے برخلاف بیان کرنا اور اُسکے سبب سے تمام فرقہ اہل اسلام کی جانب سے
عام لوگون کو بدظن کرنا ہرگز بجا نہین معلوم ہوتا -

{ اسکے بعد ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اس قول کا جواب تھا جس مین انہون نے بعض سرکاری خواہ
اخبار نویس مسلمانون پر کچھہ حرف گیری کی تھی ہمنے اُسکو سرحدی بیان سے اجنبی سمجھکر نقل نہین کیا }

صفحہ ۱۲ مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اُن باغیون کا ذکر کیا ہے جو سرحد پر رہتے ہین اور اُنہی
کے ذیل مین سید احمد صاحب کے بھی حالات بیان کئے ہین اور جسطرح پر وہابیت کے مخالفون
نے مذاق سے یہہ کہدیا تہا کہ سید احمد صاحب گویا ایک پیغمبر ہین اور اُنکے فلان شخص چار
خلیفہ ہین اسیطرح ڈاکٹر صاحب نے بھی اُنکو پیغمبر لکہا ہے - اور صفحہ ۱۳ مین بیان کیا ہے
"سید صاحب نے اپنے گماشتے اسواسطے مقرر کردے تھے کہ جو بڑے بڑے قصبے اونکے راہ
مین واقع تھے وہان جاکر وہ لوگ تجارت کے منافع مین سے اپنا ایک محصول لیا کرین"
مگر ہماری دانست مین ڈاکٹر صاحب کے اس بیان کے واسطے کچھہ سند نہین ہے -
صفحہ ۱۴ مین ڈاکٹر صاحب لکھتے ہین کہ "سید احمد صاحب نے اِن خلیفون کے دنیوی
طمع کو اپنی لوٹ گھسوٹ کے بڑے بڑے وعدون پر بہت کچھہ بڑہا رکہا تہا اور اُن کے
عقیدے کو اس بات پر پکا کردیا تہا کہ مجھکو خداوند تعالے نے تمام کُفار یعنی سکھون سے لیکر
چین والون تک نیست و نابود کرنے کا حکم دیا ہے" ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے بیان کو مطابق
کرتے ہین تو ہمکو چین والون کا کہین پتہ بھی نہین ملتا - پس امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب ہمکو
از راہ مہربانی ضرور مطلع فرماینگے - کہ اُنھون نے چین والون کا ذکر کہان سے لیا ہے اور
اسکی کیا سند ہے - صفحہ ۱۵ مین ڈاکٹر صاحب موصوف بیان فرماتے ہین "شمالی ہندوستان

کے اُن سرداروں اور راجاؤں نے جو دل میں کچھہ ناراض تھے برابر سید احمد صاحب کے لشکر کو فوجیں بھیجی تھیں" اگر ڈاکٹر صاحب اس مقام پر اپنا مطلب زیادہ وضاحت کے ساتھہ بیان کرتے تو نہائیت مناسب ہوتا۔ کیونکہ اس فقرہ سے کسی شخص کو صاف صاف یہہ بات نہیں سمجھہ میں آتی کہ یہہ ناراض سردار کون تھے۔ اور وہ کس سے ناراض تھے علاوہ اسکے جو ماجرا کوہ ہمالیہ میں واقع ہوا تھا اُسکے بیان میں صاحب موصوف نے اپنی قوت متخیلہ سے زیادہ کام لیا ہے اور اسکے بعد فقرہ ذیل میں اُس سے بھی کچھہ زیادہ خیال بندی فرمائی ہے "سید احمد صاحب نے جو خلیفہ ۱۸۲۱ء میں مقام پٹنہ معین کئے تھے ان میں سے دو شخص سرحد کی جانب گئے اور اُنہوں نے وہاں جاکر اس بات کو لوگوں کے خوب ذہن نشین کیا کہ سید احمد صاحب نے انتقال نہیں فرمایا بلکہ وہ صرف بطور کرامت غائب ہوگئے ہیں آئندہ کسی مناسب وقت میں ایک ملکوتی فوج لیکر ظاہر ہونگے اور ہندوستان سے کفار کو نکال دینگے" یہہ بیان محض افترا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس بیان کو وہابیوں کے ساتویں[+] عقیدہ کے اس معنی کی تصدیق کے واسطے درج کیا ہے جو اُنہوں نے اپنی طرف سے بیان فرمائے ہیں شاید ڈاکٹر صاحب نے یہہ بات کسی ایسے شخص کی زبانی سُنی ہوگی جو وہابیوں کے مخالف عقیدہ رکھتا ہوگا یا وہابیوں پر جھوٹھا الزام لگانیکے واسطے آمادہ ہوگا کیسی افسوس کی بات ہے

+ وہ عقیدہ یہہ ہے۔ جو انربیل صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ (۱) میں ڈاکٹر صاحب سے نقل کیا ہے۔ ہفتم مرشد کامل کی اطاعت کرنا۔ پھر صفحہ ۱۰ کہا ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ مرشد کے لفظ سے جو ساتویں مسئلہ میں بیان ہوا ہے مصنف موصوف کی کیا مراد ہے۔ اگر اس سے اُنکی مراد ایمان کی رہنما ہے تو یہہ اُنکی غلطی ہے کیونکہ میرے مسئلہ کے بموجب اپنے بابا سمجھ سوچ کسی مرشد کی اطاعت کرنا فرض نہیں ہے اگر اُنکی مراد اس سے بادشاہ مذہب اسلام سے ہے تو اُنکا بیان صحیح ہے۔ مگر صاحب موصوف ایک بات کا بیان کرنا بھول گئے ہیں وہ یہہ ہے کہ جب تک کوئی کافر بادشاہ مسلمانوں کے مذہب میں دست اندازی نکرے اُسوقت تک اُنکو اس کافر کی اطاعت کرنا فرض ہے۔

کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب مین مسلمانون کے عقاید بیان کرنے مین نہائت پوچ باتون پر بھروسہ کیا ہے اور ایک ایسے عالم نے جو ظلمت و نور مین امتیاز نہین کی جسکے سبب سے اسکی ہوشیاری مین بڑا بٹا لگتا ہی ایک اور فقرہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب مین ایسا لکھا ہے کہ جو انگریز اپنی رعایا کے دلونمین اپنی محبت کا تخم بونا چاہتے ہین وہ ہرگز ایسے فقرہ کو نہ لکھین گے جس سے اونکی مطلب مین خلل پڑتا ہے وہ فقرہ یہہ ہے "ہر ایک مسلمان نے جو اسقدر سرگرم تہا کہ عیسائی گورنمنٹ کے عہد مین خاموش نہین رہ سکتا تہا اپنی کمر باندہی اور ستانا کے لشکر مین جانے کو مستعد ہوا" پس تمام ایسے مسلمانون کی نسبت جو ہندوستان مین چپ چاپ بیٹہے تھے یہہ کیسی عام تہمت ہے معلوم ہوتا ہے شاید ڈاکٹر صاحب اس بات سے واقف نہین ہے کہ مسلمانون کے مذہب مین خصوصاً وہابیون کے عقاید کے موافق اس باب مین کیا ہدائت ہے یا شاید ڈاکٹر صاحب دیدہ و دانستہ ان کی معنی غلط بیان کرتے ہین وہابی لوگ اپنے رسول کے احکام کی سچی سچی اطاعت کرتے ہین اور یہہ بات مشہور ہے کہ جب آنحضرت کے زمانہ مین مکہ کے مسلمانون کو اذیت پہونچی تو آنحضرت نے اپنے پکے پیرؤن کو حکم دیا کہ وہ حبش کے عیسائی سلطنت مین جا کر پناہ لین پس اب یہہ بات کہنا کہ پکے مسلمان انگریزی سلطنت مین خاموش نہین رہ سکتے تھے اور سرحد پر جانا چاہتے تھے محض افترا ہے کیا ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے نزدیک جو مسلمان ہندوستان مین باقی رہے تھے انمین کوئی بہی پکا مسلمان نہتہا مینے یہہ بیان کیا تہا کہ جو لوگ جہاد کے واسطے سرحد پر جمع ہوئے تھے وہ گورنمنٹ انگریزی پر جہاد کرنا نہین چاہتے تھے چنانچہ میرے اس بیان کی تصدیق ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی اس تحریر سے ہوتی ہے جو انکی کتاب کے صفحہ ۲۳ مین موجود ہے وہ لکھتے ہین کہ اُسی سال یعنی ۱۸۲۷ء مین انہون نے ہمارے ایک رفیق یعنے ریاست امب کے سردار پر حملہ کیا جسکے سبب سے انگریزی فوج کا روانہ کرنا ضرور معلوم ہوا" بعد اسکے ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہین کہ ھین اُن زیادتیون اور لوٹ

کہسوٹ اور قتل وقتال کا مفصل ذکر نہین کرتا جنکے باعث سے ۱۸۵۸ء مین گورمنٹ انگریزی
کو سرحد کی قومون سے لڑنا پڑا اور اُس عرصہ مین سرحد کی قومون کو ہمیشہ متعصب مسلمانون نے
گورمنٹ انگریزی کی مخالفت پر برانگیختہ رکھا" پس مین پوچھتا ہون کہ ڈاکٹر صاحب اپنے
اس بیان کی سند کیا رکہتے ہین اور انکو کیسے معلوم ہوا کہ سرحد کی قومون کی یہہ دایمی مخالفت
متعصب مسلمانون کے برانگیختہ کرنیسے تہی اگر صاحب موصوف نے اپنے اس خیال کو اس
بنا پر پیدا کیا ہے کہ سرحد کی قومین سیکڑون برس سے ان لوگون کے ساتہہ جنگ و پرخاش
رکہتی تہین جو انکے متصل رہتے تھے تو میری دانست مین صاحب موصوف کی جانب سے
ہمارے مسلمانون پر ناحق کی تہمت ہے اور مجہکو اسکے سبب سے سخت حیرت ہے کیونکہ وہ
قومین تو خود ہی اسقدر جنگجو اور پرکینہ ہین کہ انکو کسیکی ترغیب وتحریک کی ضرورت ہی نہین
ہے اسکے بعد صاحب موصوف لکہتے ہین کہ "اُس عرصہ مین یعنی ۱۸۵۷ء سے ۱۸۶۲ء مین اُن باغیون نے
جو ستانا مین تہے بنظر دانشمندی یہہ کام کیا کہ خود تو سرکاری فوج سے علانیہ مقابل نہوے
مگر در پردہ سرحد کی قومونکے دلونمین جوش وخروش پیدا کرتے رہے اور متعصبانہ اثر ان
کی طبیعتونمین ڈالتے رہے" مگر اُنکے اِس بیان سے میرے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے
کہ جس جہاد کا منصوبہ ہندوستان مین ہوا تہا وہ سکہونکی نسبت تہا گورمنٹ انگریزی پر حملہ کے
واسطے نہ تہا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو جو لوگ مذہبی جوش کے پیدا کرنیمین ایسے سرگرم تہے کہ وہ اپنے
جوش مین آکر سکہون سے لڑتے تھے دس برس تک گورمنٹ انگریزی پر حملہ کرنیسے باز
نہ رہتے اور یہہ ایک ایسی بات ہے جسکو میری دانست مین سب لوگ تسلیم کرینگے مگر ڈاکٹر ہنٹر
صاحب اس قابل تسلیم بات سے اسلئے اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہین کہ اسکے سبب سے انکا یہہ
قصہ نہایت پر تاثیر ہوجاوے اور جو سرنامہ انہون نے اپنی کتاب کے واسطے تحریر کیا ہے جسکا
ترجمہ یہہ ہے "کیا ہندوستان کے مسلمانون پر ملکہ معظمہ پر جہاد کرنا فرض ہے" اس سرنامہ کی معنی
کو تقویت حاصل ہو اب ہم سنہ ۱۸۵۷ء و ۱۸۶۲ء و ۱۸۶۳ء کا ذکر کرتے ہین ڈاکٹر ہنٹر صاحب بیان فرماتے ہین کہ

۱۸۵۷ء مین ستانہ کے باغیون نے گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنیکے ایک عام سازش کرنی چاہی اور نہائیت جرات کی ساتھہ اُنہون نے گورنمنٹ انگریزی سے اس بات کا تقاضا کیا کہ وہ انکو ایک تاوان کے وصول مین مدد دے اپنی کتاب کے حاشیہ مین ایک مقام پر صاحب ممدوح نے خاص کر یہہ بیان کیا ہے کہ قوم یوسف زئی اور پنج تار بہی اس سازش مین شریک تہین پس مین یہہ بات جانتا ہون کہ البتہ یہہ پچہلی دونون قومین ۱۸۵۷ء مین گورنمنٹ انگریزی سے لڑنیکا ضرور ارادہ رکہتی ہونگے - اسلئے کہ اس ہنگامہ مین لوٹ کہسوٹ اور دنیوی فایدہ کا نہایت عمدہ موقع حاصل تہا اور اُس عرصہ مین بلا شُبہ بہت سی اور قومین بہی اِس بات پر ایسی آمادہ تہین کہ انکو کچھہ ستانا کے باغیونکی تحریک کی ضرورت نہ تہی علاوہ اِسکے اِس بات کو سُنکر ہر شخص تعجب کریگا کہ جب ۱۸۵۷ء مین ستانا کے باغیون کی جانب سے ایسی عام سازش ہوئی تہی تو صرف ایک ہی برس بعد یعنی ۱۸۵۸ء مین ستانا اور سرحد کی قومون کے باہم کیون اِسقدر نفاق ہوگیا کہ اِن قومون نے اُنپر حملہ کیا اور انکا بڑا متعصب سردار سید عمر شاہ نامی جسکا ذکر صفحہ ۲۰ کے حاشیہ مین ہے اس حملہ مین مارا گیا میری دانست مین تو اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ پہاڑی قومون مین انکا کچھہ رعب تہا ڈاکٹر ہنیٹر صاحب کا بیان ہے کہ یہہ لوگ قرب وجوار کے پہاڑی باشندون سے محصول لیا کرتے تھے (صفحہ ۲۴) مگر میری یہہ راے ہے کہ عنایت علی اور ولائیت علی کے انتقال کے بعد چند آدمی پہلی جماعت مین کے رہگئے تہے اور وہ اسقدر کمزور تہے اور خود اُنہی مین باہم اسقدر نفاق تہا کہ وہ اس قسم کا ارادہ ہرگز نہین کرسکتے تہے البتہ ۱۸۵۷ء مین اور اُسکے بعد کچھہ سرکاری فوج کے بگڑے ہوئے سپاہی اور کچھہ اور لوگ ستانا مین جمع ہوگئے تہے اور اُنمین ہندو اور مسلمان سب تہے اور ہمارے پہلے بیان کے موافق یہہ وہی لوگ تہے کہ ہندوستان سے جلا وطن کردے گئے تہے اب ہمکو خود ڈاکٹر ہنیٹر صاحب کے بیان سے یہہ بات ثابت ہوگئی (صفحہ ۲۴) کہ ۱۸۵۸ء سے لیکر ۱۸۶۳ء تک اُن متعصب مسلمانون اور انگریزی فوج

مین کبھی لڑائی نہین ہوئی جسکا ذکر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے لکھا ہے البتہ ۱۸۵۷ء کے بعد کئی
لڑائیان ہوئین لیکن ان لڑائیون سے کیا نتیجہ نکلا - میری دانست مین تو ان سے صاف
صاف یہہ نتیجہ نکلا کہ جو کچھہ اس سال کے بعد ظہور مین آیا اُسمین اغوا کرنیوالے سرکاری فوج کے باغی
سپاہی تھے سید احمد شاہ صاحب کے گروہ مین کا ایک شخص بھی اسمین شریک تھا اور جسطرح سے
ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اور اقوال کی سند نہین ہے اسطرح اُنکے اس قول کی بھی اصل نہین ہے
کہ جو شعلہ ہندوستان مین بھڑکا تھا اس شعلہ کو ہندوستان کے متعصب مسلمان اور زیادہ بھڑکاتے
تھے جو ہنگامے گورنمنٹ انگریزی کے مقبوضہ دیہات مین بچون کی چوری اور غارت گری اور
آتش زدگی وغیرہ کے ظہور مین آئے ہین انمین سرحد کی قومونکی بہت کچھہ سازش اور شرکت
تھی پس ان ہنگامون کو سید احمد صاحب کے پیرؤن کی طرف منسوب کرنا اور اُنکے باعث سے ہندوستان
کے تمام مسلمانون کو متہم کرنا نہائت ہی نازیبا ہے -

ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب اول کے آخیر مین امبیلہ کی لڑائی اور سرحد کی قومون کے اُس
فساد کا بھی ذکر ہے جو ۱۸۶۳ء مین انہون نے کیا تھا مگر اس مقابلہ کی نسبت میری یہہ رائے
ہے (اور جو انگریزی افسر اُس موقع پر موجود تھے وہ بھی اسکی تصدیق کرتے ہین) کہ انکا یہہ
مقابلہ کچھہ مقام ملکا کے باغیون کی محبت کے سبب سے نہ تھا بلکہ گورنمنٹ انگریزی نے جو اُنکی مرضی
کے خلاف اُنکے ملک مین ہو کر حملہ کیا تھا اس سبب سے وہ ناراض ہوگئی تھین مگر انکی ناراضی
بھی حق بجانب تھی اگر انکو یہہ اطلاع ہولی کہ ہم صرف درہ امبیلہ سے رستہ چاہتے ہین تو
غالباً وہ سب گورنمنٹ انگریزی کی طرفدار رہتین مگر ان کو ہماری منصوبونکی اطلاع نہ ہوئی اس
سبب سے اُنکے دل مین شبہ پیدا ہوا اور اُسی شبہ کے سبب سے انہون نے ستانا کے گروہ کی طرفداری
کی مگر مین یقین کرتا ہون کہ ایسے موقع پر اگر بجائے پہاڑی قومون کے انگریز لوگ ہوتے اور
ان کو ایسی صورت پیش آتی تو وہ بھی ایسا ہی کرتے

صفحہ ۳۹ مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے محمد اسحق اور محمد یعقوب اور مولوی عبداللہ ان تینون سرداروں کا

ذکر کیا ہے لیکن یہہ نہین لکہا کہ یہہ تینون شرکہان سے آئے تہے آیا پٹنہ سے آئے تھے یا جنوبی بنگالہ سے یا شمالی ہندوستان سے یا کہین اور سے آئے تہے حالانکہ ہر شخص انکے حالات کی تفتیش اور تحقیق کا خواہان ہے ہین اُنکے ناموں سے محض ناواقف* ہون اور گو مینے انکی نہایت تحقیقات کی مگر مجہکو کہین پتا نہین لگا ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے گورمنٹ پنجاب کی طرف سے اس بات پر افسوس ظاہر کیا ہے کہ گورمنٹ موصوف ہندوستان کے متعصب مسلمانون کو نہ نکال سکتی ہے اور نہ اُنکو اس شرط سے گورمنٹ کا مطیع کر سکتی ہے کہ وہ گورمنٹ کی اطاعت قبول کرین اور ہندوستان مین اپنے گہرون کو لوٹ آوین (صفحہ ۴۱ و ۴۲) مگر صاحب موصوف نے بنظر دانشمندی یہہ نہین لکہا کہ وہ متعصب مسلمان ۱۸۳۱ء کے باغی تہے یا سید احمد صاحب کے گروہ کے باقیماندہ لوگ تہے اگر صاحب موصوف اس بات کا بہی مفصل ذکر کرتے تو یہہ باب عمدہ طور سے ختم ہو جاتا۔

ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کے صفحہ ۵۴ مین ایک شریر اور زبردست آدمی تتو میان نامی کی اُن زیادتیون کا ذکر ہے جو اُسنے معاملات اراضی کے متعلق کی تہین اور ہندؤن کی گایون

* مولوی محمد اسحق صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب دہلی کے مشہور نامی علما تہے جنسے انریبل صاحب بہی بخوبی واقف ہین چنانچہ اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۲ مین انکا ذکر کرتے ہین جو ہمارے رسالہ کے صفحہ ۴۴ مین گذرا مگر یہہ دونون مولوی صاحبان سرحد مین نہین گئے۔ بہت زمانہ دہلی مین رہے۔ غدر سے پیشتر دونون صاحب مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے اور وہان ہی فوت ہوئے اس بات کو دہلی کے زن و بچہ جانتے ہین انکا سرحد پر جانا کسیکے خیال مین نہین ہے۔ اسی نظر سے شاید انریبل صاحب نے ان ناموکے مولویون سے جو سرحد پر گئے تہے لاعلمی بیان کی ہے۔

رہے مولوی عبداللہ جنکا سرحد پر جانا ڈاکٹر ہنٹر صاحب بیان کرتے ہین اُنکو ہم بہی نہین جانتے کہ وہ کون تہے اور کہانکے تہے اور کب گئے ہان ایک مولوی عبداللہ جو اسوقت سرحد پر موجود ہین اُنکی نسبت جو ہمارا علم و خیال ہے اُسکو ہم بعد اختتام کلام انریبل صاحب کی (جو سرحدی حالات کے بیان مین ہم نقل کرنا چاہتے ہین) ظاہر کرینگے۔

کو بجبر حلال کیا تھا اور یہہ بھی لکھا ہے کہ اسی عرصہ مین کسی دولتمند مسلمان کی بیوہ لڑکی کا نکاح
بغیر رضامندی اُسکے وارثون کے اُس گروہ کے کسی سردار سے ہوا تھا اور ان سب باتون کو
ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے وہابیون کی ایک ایسی سازش کا نتیجہ قرار دیا ہے جو انگریزی حکومت کے
تہ وبالا کرنیکے واسطے کیگئی تھی حالانکہ یہہ ایسی فضول اور لغو تہمتین ہین کہ انکا جواب دینا بھی
فضولیات معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایسے فساد اور جھگڑے ہمیشہ تمام ہندوستان مین ہوتے
رہے ہین مگر انکو کبھی سرکاری معاملات سے کچھہ سروکار نہین ہوا اور نہ انکو کسی نے انگریز وغیرہ جہاد سمجھا
ڈاکٹر صاحب نے سید احمد صاحب کے کرامتہ غایب ہوجانے کے قصہ کو کسی قدر مبالغہ اور
اصرار کے ساتھہ بیان کیا ہے حالانکہ یہہ ایک ایسا لغو قصہ ہے جسکو اسوقت کے تمام مسلمان
بھی اپنے اعتقاد مین نہایت ضعیف سمجھتے تھے پس جسقدر کہ ڈاکٹر صاحب موصوف ان
مسلمانون کی ضعیف الاعتقادی کو لوگون کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہین درحقیقت
اسکی کچھہ اصل نتھی۔

اب مین اس مضمون کے ناظرین کو اس خط کے مضمون کیجانب مائل کرتا ہون جو بنگالہ کے
ایک راسخ الاعتقاد عالم نے لکھا تھا اُس خط مین عالم مذکور نے اولاً سید احمد صاحب کے کرامتہ
غائب ہوجانیکے قصہ کی اصلیت دریافت کی ہے اور اُسکے بعد اپنے معتقدین کو یہہ ہدائیت
کی ہے کہ وہ وہان سے اپنے گہرون کو واپس چلے آوین پس ذرہ سوچنا چاہئیے
کہ اُس عالم کی اس چھٹی اور اس ہدایت کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ ہمارے نزدیک تو اُس سے
صاف یہہ عمدہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہہ شخص اپنی صفائی طبیعت سے اس بات کو بہت برا سمجھتا تھا
کہ مذہبی سرگرمیون کو دہوکہہ بازی سے برانگیختہ کرے اور اُسکا یہہ منشا ہرگز نتھا کہ وہ سلطنت
انگریزی مین کسی قسم کا فتور برپا کرے حالانکہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اُسکو بھی ایک متعصب عالم
لکھا ہے ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کے صفحہ ۱۶ مین سید احمد صاحب اور عبدالوہاب کی ایک
مفصل تاریخ لکھی ہے وہ تحریر فرماتے ہین کہ جو بات اتبک انکے دلمین بطور خواب و

و خیالات کے تہی وہ انجام کار ایک آتشین شعلہ بنکر اس درجہ کو پہونچی کہ وہ اپنے دلمین جملہ اضلاع ہندوستان مین اسلام کا جہنڈا قایم خیال کرنے لگے اور انگریزونکی مذہبی آثار کو انکی نعشونکے ساتہہ گویا زمین مین مدفون سمجہنے لگے پس اسمین شبہہ نہین کہ سید احمد صاحب اور اگر ٹہیک ٹہیک پوچہو تو مولوی اسمعیل صاحب نے اپنی تمام ہمت کو اس بات پر مصروف کیا تہا کہ جہانتک ممکن ہو ہندوستان مین اپنے مذہب اسلام کی تہذیب اور اصلاح کرنی چاہیئے اسلیئے کہ ہندوستان مین بہت سی بے اصل باتین مسلمانونکے مذہب مین داخل ہو گئی تہین اور اسی لحاظ سے ڈاکٹر صاحب کا یہہ قول نہایت صحیح ہے کہ سید احمد صاحب تمام اضلاع ہندوستان مین اپنی مذہبی تہذیب کا جہنڈا قایم کرنا چاہتے تہے مگر یہہ بالکل غلط ہے کہ وہ گورنمنٹ انگریزی کے مذہب کے بنیست و نابود کرنیکے فکر مین تہے میری دانست مین ڈاکٹر صاحب کی یہہ رائے بالکل بے سند ہے اور اس قابل نہین ہے کہ اسپر ذرا بہی التفات کیا جاوے جو اطلاع سید احمد صاحب نے مسلمانون کو دی تہی وہ صرف اس بات کی تہی کہ وہ سکہون پر جہاد کرنیکے لئے آمادہ ہون پس ڈاکٹر صاحب کی رائے خود سید احمد صاحب کی اس ہدایت سے ہی بالکل باطل ٹہرتی ہے اور کوئی وہابی ایسی رائے ظاہر ہی نہین کرسکتا تہا اسلیئے کہ وہ انکے عقاید کے بالکل خلاف تہا مین جانتا ہون بلکہ مجہکو یقین کامل ہے کہ غالباً اس معاملہ مین ڈاکٹر صاحب کو کسی ایسے شخص نے دہوکہ دیا ہے جو وہابیت کے خلاف اعتقاد رکہتا ہے۔ ۱۱

یہہ خاتمہ کلام از ایل صاحب ہی جو سرحدی حالات کی باب مین انہون نے فرمایا ہے اسمین جو بیان کیا گیا ہے کہ سرحدی بغاوتونمین اہلحدیث (یا وہابیون) کی کبہی سازش نہین ہوئی اور سید احمد صاحب اور مولوی اسمعیل صاحب اور انکی باقیماندہ گروہ نے کبہی گورنمنٹ انگلشیہ کی مقابلہ کا ارادہ نہین کیا اور نہ کبہی اس غرض و ارادہ سے ہندوستان سے سرحد پر آدمی یا روپیہ بہیجا گیا ہی ہمارے خیال و معلومات کی شہادت کی رو سے بہی راست و نہایت درست ہے **مگر** معلوم نہین کہ ازایل صاحب نے پانچوین زمانہ کی حالات مین صرف انہی غدر کے مفرور باغیونکا جو نینیال و بیکانیر وغیرہ چہوٹہ کے بیابانون سے ملکاوستا ناکے قریب جمع ہو گئے تہی حال بیان کیا اور گروہ سید احمد صاحب کا ان باقیماندہ لوگونکا جو اس زمانہ مین اس نواح مین تہے اور ابتک اسی سرحد مین موجود ہین کیون ذکر نہین کیا **غالباً** ازایل صاحب کو ان لوگون کے اصلی حالات کا علم معتبر وسیلہ سے حاصل نہین ہوا اسلیئے انہون نے انکا ذکر فروگذاشت ہوا۔

جہانتک ہمکو انکا علم ہے ہم اُسکو بنظر خیرخواہی گورنمنٹ و مُلک و برادران اسلام کے بیان کرنا مناسب سمجھتے ہین ہمکو معتبر اشخاص (جو بعض سرحدی افیسران گورنمنٹ ہند کی طرف سے اُس گروہ مین گئی با گئے ہین) کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ سرحد ہزارہ مین اُس گروہ کی باقیماندہ اشخاص اتبک موجود ہین جنکے سردار مولوی عبد اللہ پسر مولوی ولایت علی ہین مگر انکا یہہ ارادہ نہین ہے کہ وہ گورنمنٹ سے مقابلہ کرین یا گورنمنٹ کا ملک فتح کر لیوین نہ کبھی انہون نے اس ارادہ سے گورنمنٹ کی مقابلہ مین پیش قدمی کی ہے وہ لوگ اپنی جان بچانیکے لئے وہان پناہ گزین ہین اسکے سوا اور کوئی خیال سرکار نہین رکہتے اتبک وہ اپنے اسی پرانے عزم پر (جسکا ظہور واثر بقول انریبل سید احمد خان صاحب بہادر کے اُنکی حیات زمانہ کے اخیر تک رہا پہر انکا اختتام ہوگیا) رہے اسکے بعد وہ سرحدی باغی اقوام کی شورشون اور مفسدون مین شریک بھی گئے (چنانچہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے سمجہا ہے) کو واقع مین وہ شریک نہین تہے چنانچہ انریبل سید احمد خان صاحب نے انکے جواب مین ثابت کر دیا ہے کہ انکا ایک آدمی بہی انمین شریک نہتا اور بعید نہین کہ جب انپر بلا وجہ ہاتہہ اوٹھایا گیا ہو تو انہون نے اپنی جان بچانیکے لئے ہاتہہ ہلایا ہو تب وہ اس شرکت (واقعی یا خیالی) کی سبب متہم ہوکر خائف مواخذہ گورنمنٹ ہوگئی اور اتبک وہ اسی خوف مین ہین اور اُس جگہہ کو جائے پناہ و امن سمجھتے ہین۔ ہمارے خیال مین اگر گورنمنٹ از راہ مراحم والطاف خسروانہ انکو پوری طمانیت امن دیکر وہانسے بلالے تو غالباً وہ لوگ اُس جگہہ کو چہوڑ آوین۔ اس امر کی تجویز و تحریک کے لئے ہمارے خیال مین کئی صورتین ہین جنکو پولیٹکل معاملات سمجہکر ہم پبلک طور پر شایع نہین کر سکتے۔ اگر کوئی پولیٹکل افیسر پرایوٹ طور پر ہمسے اُن صورتونکا استفسار کرے اور اس باب مین ہماری قوت علمیہ و عملیہ سے (جسقدر کہ ہے گو نہایت ہی قلیل اور حقیر کیون ہو) کام لینا چاہے تو ہم حاضر ہین ہم یہہ بہی خوب جانتے ہین کہ ایسے امور سلطنت مین انہی لوگون کی بات کی طرف توجہ ہوتی ہے جو پولیٹکل مین اور امور سلطنت مین مشیر و دخیل ہوتے ہین مگر اس امر کے لحاظ سے اپنی خیال کے اظہار سے جسکو ہم گورنمنٹ و ملک و اسلامی بہائیون کیلئے بہتر سمجہتے ہین رکجانا مناسب نہین سمجہے سر ہنری ڈیوس صاحب سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت مین بوساطت ایک پولیٹکل افیسر کے ہمنے اپنے اُن خیالات کا اظہار کیا تہا۔ صاحب موصوف نے ان خیالات کو پسند کیا مگر انکے اہتمام و انصرام کا بوجہ اپنی ذمہ نہ لیا بلکہ ہمپر ڈالنا چاہا

فہرست بعض مطالب جلد چہارم اشاعۃ السنۃ جو کل مضامین سے اجمالاً خبر دیے اور ناظرین کو مطالعہ اصل مضامین کی رغبت دلاوے

ومنها انهم اطمئنوا بالتقلید و
دب التقلید فی صدورهم دبیب النمل وهم
لا یشعرون وکان سبب ذلك تزاحم الفقہا
وتجادلهم فیما بینهم فانهم لما وقعت
فیهم المزاحمة فی الفتوی کان کل من
افتی بشیء نوقض فی فتواه ورد
علیه فلم ینقطع الکلام الا بمسیر
الی تصریح رجل من المتقدمین
فی المسئلة وایضاً جور القضاة فان
القضاة لما جار اکثرهم ولم یکونوا
امناء لم یقبل منهم الا ما لا یریب
العامة فیه ویکون شیئاً قد قیل
من قبل وایضاً جهل رؤس
الناس واستفتاء الناس من لا علم
له بالحدیث ولا بطریق التخریج
کما ترے ذلك ظاهراً فی
اکثر المتاخرین وقد نبه
علیه ابن الهمام وغیره
وفی ذلك الوقت یسمی غیر
المجتهد فقیها۔
ومنها ان اقبل اکثرهم علی التعمقات

ازانجملہ یہہ کہ وہ تقلید پر راضی ہو گئے۔ تقلید
انکے دلون مین ایسی بے خبر اور آہستہ چلکر گہسی
جیسے چیونٹی آہستہ چلتی ہے جس سے انکو خبر بہی
نہوئی۔
اسکا (ایک) یہہ سبب ہوا کہ فقہا کا باہم
اختلاف تہا اور جب اُن لوگون پر فتوونکا
ازدہام ہوا اور کسینے کچہہ فتوے دیا اور اُسکے
مقابلہ مین دوسرے نے کچہہ اور فتوے دیا اور
پہلے کے فتوے کو رد کیا تو ناچار اُس پہلے کو
کسی نہ کسی متقدمین سے نام لینا پڑا دوسرا
سبب قاضیون کا ظلم ہوا جب اکثر قاضیون نے
ظلم اختیار کیا اور اُنسے امانت و دیانت کا
اعتقاد اُٹہہ گیا تو اُنکا وہی فتوے و قول
قبول ہونے لگا جو اُنسے پہلے لوگون نے
کہا ہو اور عام لوگون کو اُسمین شک و شبہ
نہو تیسرا سبب علما کا جاہل ہونا اور ایسے لوگونکا
مفتی بن جانا جو نہ حدیث کا علم رکہتے اور نہ طریق
تخریج جانتے چنانچہ اکثر متاخرین کا یہی حال ہے
ایسا ہی ابن ہمام وغیرہ نے بیان کیا ہے
اسوقت سے غیر مجتہد فقیہہ کہلانے لگے۔
اور ازانجملہ یہہ کہ اکثر لوگ ہر فن مین بیجا غور کرنے

في كل فن فمنهم من زعم انه يوسس
علم اسماء الرجال ومعرفة مراتب
الجرح والتعديل ثم خرج من
ذلك الى التاريخ قديمه وحديثه
ومنهم من تفحص عن نوادر الاخبار
وغرائبها وان دخلت في حد
الموضوع ومنهم من كثر القيل
والقال في اصول الفقه واستنبط
كل لاصحابه قواعد جدلية فاورد
فاستقصى واجاب وتقصى وتقسم وجرد
طول الكلام تارة وتارة اخرى
اختصر ومنهم من ذهب الى
هذا بفرض الصور المستبعدة
التي من حقها ان لا يتعرض لها عاقل
وبفحص العمومات والايماءات
من كلام المخرجين فمن دونهم
مما لا يرتضي استماعه عالم ولا
جاهل وفتنة هذا الجدل والخلاف
والتعمق قريبة من فتنة الاولى
حين تشاجروا في الملك وانتصر
كل رجل لصاحبه فكما اعقبت

لگ گئے بعضون نے تو یہہ سمجھہ لیا کہ ہم اسما
الرجال و مراتب جرح و تعدیل کی بنا قایم
کرتے ہین پہر وہ اس سے نکل کر نئی
اور پرانی تاریخون مین پڑ گئے - بعضے
شاذ و نادر حدیثون کو ٹٹولنے لگے اگرچہ وہ
حد موضوعات مین داخل ہون - اور بعضے
اصول فقہ کی قیل و قال مین کثرت
کرنے لگے پس ہر کسی نے اپنے لوگون کے
لئے جدلی (الزامی جھگڑون) کے قواعد
استنباط کر دئے - سوال و جواب پورے
بیان کئے کسی چیز کی تعریف کی کسیکی تقسیم
کسی نے ایک کلام کو طول دیا کسی نے اسکا
اختصار کر دیا کسی نے ایسی بعیدہ صورتین
فرض کر کے مسائل بنائے جنسے تعرض کوئی
عاقل پسند نکرے اور مخرجین اور انسے نیچے
درجہ کے لوگون کے عموم و ایما کلام سے وہ
وہ باتین نکالین جنکو کوئی جاہل اور عالم نہ
سُنے - اس جھگڑے اور اختلاف و بیجا غور کا
فتنہ اس فتنہ کے قریب ہوا ہوا ابتدا
مین ملک و سلطنت پر لڑنے اور جھگڑنے
سے ہوا تہا - پس جیسے کہ اس جھگڑے سے کاٹ تیزی

هذا اجمله واختاره طا
وَ وهماً مالها من ارجاءٍ
فنشأت بعدهم قرون على
التقليد الصرف لا يميزون
الحق من الباطل ولا الجدل من
الاستنباط فالفقيه يومئذٍ هو الثرثار المتشدق
الذي حفظ اقوال الفقهاء قويها
وضعيفها من غير تمييز فسردها
بشقشقة شدقيه والمحدث
من عد الاحاديث صحيحها
وسقيمها وهذّها كهذّ الاسمار
بقوة لحييه ولا اقول ذلك كليا
مطردا فان لله طائفة من عباده
لا يضرهم من خذلهم وهم حجة الله
في ارضه وان قلوا ولم يأت قرن
بعد ذلك الا وهو اكثر فتنة
واوفر تقليدا واشد انتزاعا
للامانة من صدور الرجال

بادشاہت اور اندہی بہرے واقعات پیدا
ہوئے ویسے ہی اس اختلاف اور جھگڑے
سے ایسے شکوک واوہام پیدا ہوئے جنکے
کنارے نظر نہ آتے تہی - انکے بعد ایسے لوگ محض
تقلید پر پیدا ہوئے جو حق کو باطل سے اور
استنباط کو جدال سے متمیز نہ کر سکے - اُس
دن سے فقیہہ وہ کہلایا جو بہت منہ پہٹ
بکواسی ہوا جسنے چند اقوال فقہاء قوی و ضعیف
بلا تمیز یاد کر لئے اور باچہین نکال کر پڑہ سنائے -
اور محدث وہ ہوا جسنے چند احادیث صحیح وضعیف
گن رکہین اور جبڑون کے زور سے کہانیون
کی طرح مُنہ سے پہینک دین - یہہ بات اُن
دونون فریق کی نسبت مین کلی اور عام طور پر
نہین کہتا (جس سے کوی مستثنیٰ نہو سکے)
یہہ اسلئے کہ دنیا کے (ہر طریقہ و زمانہ) مین
ایسے بندگان خدا ہی ہوتے ہین جنکی شان مین
+ لا یضرہم من خذلہم وارد ہے - وہ زمین مین
خداتعالی کی نشانیان ہین اگرچہ ایسے لوگ
کم پائے گئے ہین - اس کے بعد جو زمانہ آیا وہ اُس فتنے مین بڑہکر اور اُس تقلید
مین کامل تر - اور لوگون کے سینون سے امانت نکالنے مین سخت تر ہوا -

+ یہہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ میری امت مین ایک گروہ ہمیشہ حق پر قایم رہیگی جو انکو رسوا کرنا چاہیگا انکو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیگا۔

حتی اطمئنوا بترک الخوض فی امر الدین	یہانتک کہ لوگ امر دین مین غور ترک کرنے اور
وبان یقولوا انا وجدنا ابائنا	بچھلون کی تقلید کرنے پر مطمئن ہو بیٹھے -
علی امۃ وانا علی اثارھم مقتدون	اس بات کا شکوہ خدا ہی کی جناب مین ہے
والی اللہ المشتکی وھو المستعان وبہ الثقۃ وعلیہ التکلان	اور اسپر اعتماد و توکل ہے -

یہہ آخر کلام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ ہے - جو بعینہ یا اختصار منقول ہوا اور صدر کلام جناب رحمین سبب اختلاف صحابہ وتابعین کا بیان ہے اس نظر سے کہ اسکا ماحصل عبارت ایقاف مین آچکا ہے) بالاختصار نقل کیا گیا -

اس کلام سے جو فواید ونتایج مستفاد ہین وہ خواص ناظرین پر مخفی نہین - تاہم بنظر اعلام عامہ ناظرین بعض فواید ونتایج کا بیان مناسب ہے وہ فواید بہت ہین پر اس مقام مین (۸) اٹھہ فواعد کے بیان پر اکتفا کیا جاتا ہے -

(۱) اصحاب نبوی آنحضرت کے اقوال وافعال پر عمل کرنے مین قواعد ومسائل فقہیہ (جو پیچھے تجویز ہوئے ہین) کی پابندی نہ تھی - اور نہ آنحضرت نے انکو یہہ قواعد ومسائل بتائے ہین - اس باب مین اُنکے لئی بجز اپنی سمجھہ وطمانیت قلب کے کوئی اور دستور العمل نتھا (دیکھو صفحہ ۱ ۵ و ۲ ۵ نمبر سابق

(۲) بعض صحابہ کا بعض احادیث پر عمل کرنے نہ کرنے مین ایسی طور پر اختلاف ہوا ہے کہ اس اختلاف سے انکو تارک احادیث نبوی ومنکر نبی نہین کہا جا سکتا - اور نہ وہ اختلاف ایک دوسرے کے تکفیر وتضلیل کا باعث ہوا ہے (دیکھو صفحہ ۵۲)

(۳) ایسا ہی اختلاف تابعین مین بعض احادیث کے عمل وترک مین ہوا ہے - (دیکھو صفحہ ۵۳)

(۴) مجتہدین کا بعض احادیث کے عمل وترک مین بہی اختلاف اسی قسم سے ہوا ہے (دیکھو نمبر ۵۴ سے ۵۸)

(۵) اہل حدیث واہل راے کا باہمی اختلاف بہی نیک نیتی سے ہوا ہے - اہلحدیث نے جو آبرار رجال کو چہوڑ کر حدیث وآثار پر فتوے دینے کا التزام کیا ہے یہہ انکا کمال اتباع ہے (دیکہو نمبر صفحہ ۵۹ سے صفحہ ۶۷ تک) - اہل راے نے جو حدیث پر فتوے دینے اور اسکے بیان کرنے سے توقف کیا ہے - اور بجاے اُسکے اقوال واجتہاد وسلف کو پیش کرنا یا ان اقوال سے بات نکالکر پیش کردینا مناسب سمجہا ہے یہہ بہی نیک نیتی اور خدا پرستی سے خالی نہین ہے اور بعض آثار سلف بہی اس روش کے موید ہین (دیکہو صفحہ ۶۲ و صفحہ ۶۷)

(۶) اہلحدیث نے علم وعمل بالحدیث کا پورا پورا سامان بہم پہونچا دیا ہے اور تصنیف وتالیف وتصحیح وتضعیف وجرح وتعدیل ومعارضہ وتطبیق کا کوئی دقیقہ باقی نہین چہوڑا (دیکہو صہ ۶۹ سے صہ ۷۲) اور اہل راے نے اپنے اصول کے مطابق عمل کرنیکے لئے فقہ ومسایل اجتہادی کو جمع کر دیا ہے (دیکہو صہ ۷۳) لہذا فریقین کو اپنے اپنے اصول پر بے تردد عمل ممکن ومیسر ہے -

(۷) صرف ایک مذہب کی تقلید محض چار سو برس کے بعد شروع ہوئی ہے - پہلی اور دوسری صدی ہین تو اسکا نام ونشان بہی نہ تہا - تیسری صدی مین کچہہ کچہہ میلان مذہب کی طرف شروع ہوا تاہم چوتہی صدی تک خالص تقلید مذہب واحد کا رواج نہین ہوا - چوتہی صدی کے بعد جو ہوا سو ہوا (دیکہو صفحہ ۷۷)

(۸) چوتہی صدی کے بعد فریقین کے اکثر لوگ جادہ اعتدال سے خارج ہو گئے - نہ اہلحدیث اصول وروش اہلحدیث پر رہے نہ اہل تقلید مجتہدین کے چال پر رہے - فریقین سے علوم کم ہو گئے اور بجاے اسکے نفسانی جہگڑے پہیل گئے (دیکہو صفحہ ۷۹ تا آخر)

ان **فوائد** سے **نتایج** بہی بہت نکلتے ہین پر از انجملہ اس مقام مین **دو** نتیجہ کا بیان ضروری ہے

اول یہہ کہ جن باتون کو ہمارے وقت کے عوام اہلحدیث ناجائز اور دین اسلام سے خارج سمجہتے ہین (جیسے کسی حدیث کو کسی وجہ سے نہ ماننا - یا کسی عالم کے قول واجتہاد پر عمل

وہ باتین مطلقاً اور بہرحال ناجائز اور دین سے خارج نہین بلکہ اُنہی صورتون سے جنکا اثر و وجود زمانہ صحابہ مین پایا نہین گیا اور جن باتون کو ہمارے وقت کے اکثر مقلدین مذاہب ضروری جانتے ہین (جیسے ہر مسئلہ مین کسی خاص عالم کی پیروی و تقلید کرنا۔ یا یاکسی حدیث پر بلا وساطت مجتہد مذہب عمل نہ کرنا) یہہ باتین ضروری نہین۔ پہلی صدیو مین ان باتونکا نام نشان بہی نہ تہا پہر ضروری ہونا کہان۔

دوم (جو نتیجہ اول کی فرع ہے) یہہ کہ اسوقت کے اکثر اشخاص فریقین (اہلحدیث واہل تقلید) اپنے اپنے اسلاف کی روش و اصول سے ناواقف ہین۔ اور چوتھی صدی کے ضدی لوگون کی روش پر ہو گئے ہین۔ ایکدوسرے کو اُن باتون کے سبب بُرا جانتے ہین جن باتون سے بُرا جاننا اُنکے اصول مذہب کا مقتضا نہین ہے بنا بر علیہ مین اپنے دونون قسم (عینی و علاتی +) بہائیون کی خدمت مین ناصحانہ التماس کرتا ہون کہ اپنے اپنے اسلاف کی چال اختیار کرین۔ پچہلی صدیون کی روش کو چہوڑ دین میرے عینی بہائی (اہلحدیث) جو صرف اردو مترجم کتب حدیث سے چند احادیث کا ترجمہ پڑہ یا سُنکر (باوجودیکہ انکو حدیث کے الفاظ تک پڑہنے نہین آتے چہ جائیکہ وہ

+ حدیث مین آیا ہے الانبیاء بنو علات الوهم واحدٌ وامهاتهم شتی۔ ترجمہ سبہی انبیا سوتیلے بہائی ہین جنکا باپ ایک ہے مائین مختلف یعنی اصول ادیان سب کے ایک ہین فروعات مختلف۔ اسی محاورہ سے ہمنے اپنے اُن (حنفیہ وغیرہ مقلدین) بہائیون کو جو صرف ہم سے اصول اسلام مین شراکت رکہتے ہین علاتی یعنی (سوتیلے بہائی) کہا ہے۔ اور ان (اہلحدیث) بہائیون کو جو ہم سے اصول و فروع دونون مین شراکت رکہتے ہین عینی بہائی کہا ہے۔ آئندہ جہان کہین ہم عینی بہائی کا لفظ بولینگے اُن سے اہلحدیث مراد ہونگے اور جہان کہین علاتی کہینگے وہان سے حنفیہ وغیرہ مقلدین مراد ہونگے۔ ناظرین ہمارے اس محاورہ کو یاد رکہین۔

انکے صحت وسقم ونسخ وتاویل کا حال جان سکین محدث اور لوگون کے مقتدی و مفتی بن بیٹھے ہین - ہر کسی کو بعض احادیث کے ترک عمل یا خلاف سے مشرک ومنکر حدیث نہ کہدیا کرین - جب تک کہ اس حدیث کے متعلق امور ذیل کو تحقیق نہ کر لین -

(۱) وہ حدیث جسکا کوئی خلاف کرتا ہے صحیح بہی ہے یا نہین (۲) اس حدیث کی صحت مخالف کے نزدیک مسلم ہے یا اسمین اسکو کوئی محدثانہ جرح وکلام ہے (۳) اسکے معنی یقینًا وہی معنی ہین جو ہم سمجھتے ہین یا اسمین اور معانی کا بہی احتمال ہے (۴) اس حدیث کا مخالف اسکے مقابلہ مین کسی اور حدیث ارجح یا مساوی سے متمسک ہے یا محض رائے اسکا متمسک ہے - اور یہہ سوچ لین کہ بعض احادیث کا خلاف وترک عمل تو صحابہ وتابعین سے بہی ہوا ہے پہر انکو مشرک ومنکر رسول نہین سمجہا گیا مبادا بعض مقلدین کا بعض احادیث کو ترک کرنا اسی قسم سے ہو اور انہی وجوہات سے ہو جو صحابہ وتابعین کے ترک عمل کے لئے بیان کی گئی ہین - اور میرے علاتی بہائی (حنفیہ وغیرہ اہل تقلید) جو تالیفات متاخرین علما (جنمین اقوال ائمہ مذاہب بہی صرف نام کو ہین چہ جائیکہ انکے مستندات کتاب وسنت سے بہی انہین ہون) پڑہ سنکر فقیہہ بن بیٹہے ہین ان کتابون یا اپنے

+ اسمین یہہ اشارہ ہے کہ اپنے عمل کے لئے صرف ترجمہ حدیث کا علم بہی کافی ہے اگرچہ مفتی اور مقتدا بننے کے لئے یا کسی حدیث کے مخالف کو مشرک کہنے کے لئے یہہ امر کافی نہین ہے - یہہ بات ہم پہلے بہی ضمیمہ نمبر ۲ مین بصفحہ ۱۱ جتا چکے ہین اور آئندہ بضمن (جزو دوم مقدمہ) اس بات کو اور وضاحت سے بیان کرینگے - انشاء اللہ تعالے -

تصانیف علماء اہل حدیث مین جہان کہین مخالف حدیث کو مشرک کہا گیا ہے وہان ان امور وقیود کا لحاظ کر لیا گیا اور صاف کہا گیا ہے کہ جب کسی حدیث صحیح غیر منسوخ وغیر مؤول وغیر معارض کا علم ہو تو اس حدیث کا خلاف ومعارضہ کسی کے قول ورائے سے شرک ہے (دیکہو حجۃ اللہ البالغہ عقد الجید معیار الحق منح الباری دراسات اللبیب وغیرہ)

ائمہ کے برخلاف حدیث پر عمل کرنے والون کو دین و مذہب سے خارج نہ سمجھین اور یہہ سوچین کہ اپنی سمجھہ کے موافق حدیث پر عمل کرنا وہ کام ہے جو پہلی اور دوسری صدی کے لوگ عموماً اور تیسری اور چوتھی صدی کے لوگ غالباً کرتے چلے آئے ہین اور اسکا خلاف خیر القرون مین پایا نہین گیا۔ زمانہ صحابہ و تابعین بلکہ ائمہ مجتہدین مین کسی عامی یا عالم کو حکم نہین ہوا کہ وہ کسی خاص شخص یا خاص کتاب کا پابند رہے اور کسی حدیث پر بلا معرفت و وساطت مجتہد عمل نہ کرے پھر اس کام کے مرتکب دین سے خارج کیونکر ہو سکتے ہین۔ فریقین کو چاہیئے کہ جس مذہب و طریق کو پسند کرین اسکو دستور العمل بناوین دوسرے کے مذہب سے مزاحمت بیجا نکرین۔

شاید فریقین کے متشددین یہہ اعتراض کرین کہ یہہ باتین کلام شاہ ولی اللہ کے نتایج ہین ہمکو انکی تقلید کیا ضرور ہے اسکا **جواب** یہہ ہے کہ شاہ صاحب نے جو کہا ہے اپنے عقل اور اپنی طرف سے نہین کہا کہ اُسکی تسلیم کو تقلید کہا جا سکے۔ بلکہ سلف و خلف کے حالات و مقالات کو کتب معتبرہ سے نقل کیا ہے۔ جسکو انکے بیان مین شک ہو وہ اصل کتب (جنسے شاہ صاحب نے یہہ حالات نقل کئے ہین) دیکھہ لے جناب مرحوم کی تقلید نکرے۔

یہہ مقدمہ کا پہلا جزء ہے جسمین سبب اختلاف مذاہب بیان ہوا۔ اب **جزء دوم مقدمہ** بیان ہوتا ہے جسمین ان شبہات کا جواب دیا جاتا ہے جو عمل بالحدیث کی بابت لوگ پیش کرتے ہین

عمل بالحدیث پر (جو عین مذہب محدثین یا یون کہو کہ اسکا اصل اصول ہے) اس طریق کو پسند نکرنے والے **چند اعتراض** کرتے ہین از انجملہ ایک **اعتراض** یہہ ہے کہ حدیث پر عمل کرنا اجتہاد ہے جو مجتہدون کا کام ہے۔ اور لوگون کو جو رتبہ اجتہاد کو نہین پہنچے ہین یہہ امر جائز نہین۔

اسکا **جواب** ایک تو یہہ ہے کہ ظاہری معنی قرآن و حدیث پر عمل کرنا اجتہاد نہین ہے جو مجتہدونکا کام ہے۔ اور نہ یہہ تقلید ہے جو بلا دلیل شرعی کسیکی بات مان لینے کا نام ہے بلکہ یہہ ایک اور قسم کا

استدلال ہے کہ ہر شخص جو لغت عرب (قرآن کی اصل زبان) سے واقف ہو یا کسی دوسری زبان کے ذریعہ سے قرآن وحدیث کے معنے و مطلب پر مطلع ہو سکے یہہ استدلال کر سکتا ہے پہر وہ اس استدلال و عمل بین نہ مجتہد کہلاتا ہے نہ مقلد اجتہاد جو مجتہدون سے مخصوص ہے خاص اس فعل کا نام ہے کہ قران و حدیث کی بار یک باتون مین (جو ظاہر نہون) غور کرین اور جہد و مشقت کے ساتہہ اُ ن سے کو ہی اچہی بات نکالین۔

یہی وجہ ہے کہ ظاہری معنے قرآن وحدیث کو قطعی سمجہا جاتا ہے اور جو بات قران و حدیث سے بذریعہ اجتہاد معلوم ہو اُسکو ظنی تسلیم کیا جاتا ہے اور نیز یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صحابہ کے زمانہ مین اور اُسکے بعد عام لوگ جو مجتہد و فقیہہ کہلاتے بلا وساطت و مراجعت مجتہدین قران وحدیث کے ظاہری معنے پر عمل کرتے۔ اور آنحضرت اور آنحضرت کے اجلہ اصحاب (خلفاء راشدین) وغیرہ انکو اس عمل سے منع نکرتے۔ اور نہ اس عمل مین پیروی مجتہدین کا حکم دیتے۔ علامہ ہارون بن بہاء الدین مرجانی حنفی رسالہ ناظورۃ الحق مین (جسکا نسخہ مطبوعہ بلغار مکہ معظمہ سے میرے ہاتہہ آیا تہا) فرماتے ہین کہ عبادتون اور عمل کے متعلق

"واما العمليات من العبادات وغيرها فالواجب فيها على كل احد العمل بالشريعة فياخذ بكتاب الله وسنة رسوله واجماع الامة ومهما لم يوجد الحكم في ظاهر الكتاب والسنة ولم يكن فيه اجماع الامة فيجب الاعتبار لاهله والاجتهاد في محله ومحل الاجتهاد ما لا يكون فيه دلالة من الكتاب والسنة المتواترة والمشهورة والمعلومة ولا اجماع

اور احکام کے باب مین ہر ایک پر (مجتہد ہو خواہ عامی) یہی واجب ہے کہ شریعت پر عمل کرے قران و حدیث و اجماع امت سے احکام لے۔ اور جہان کہین ظاہر کتاب و حدیث و اجماع مین حکم نہ ملے تو وہان حسب موقع اجتہاد کرے۔ اور اجتہاد کا محل وہ احکام ہین جو قران و حدیث متواتر یا مشہور یا معلوم اور اسی قسم کے اجماع سے

متواتر ولا مشهور ولا معلوم وجهه
عجز المرء عن فقد الدليل واقامة
الحجة فقد اضطر الى التقليد
عند الحاجة مقدرًا بقدر الضرورة
اسوة سائر الضرورات التي تبيح المحظورات
كتناول الميتة حال المخمصة وليس من
ضرورة ان لا يكون فقيهاً ان يكون
جاهلاً مقلداً البتة لعدم دورانها
بين النفي والاثبات فان
محصل الامر في الاجتهاد مع كثرة تعاريفه
انه ملكة قوية وقوة شريفة تحصل
من ممارسة احكام الكتاب ودواوين
السنة يتمكن بها من فرط الاطلاع على
الاحكام الشرعية واسرار الدين ۔
والتقليد اتباع قول غيره من قول
او فعل من غير حجة ودليل يرجع
على تركه سوى اتباعه ولا يلزم من كونه
مقلداً في مسئلة ان يكون كذلك
في مسئلة اخرى لكونه امراً ضرورياً
لا يصار اليه الا عند الحاجة على قدر الفروق

ظاہر معلوم نہوں اور جب کوئی ایک حکم
کی دلیل پہچاننے سے عاجز ہو تو وہ تقلید
[illegible] ہمین قدر ضرورت
[illegible] ہے اور ضرورتونکا حال
[illegible] ممنوع چیزون کو مباح کرتے ہین
(جیسے بہوک کی حالت مین مردار کہانا)
اور یہہ کچہہ ضرور نہین ہے کہ جو مجتہد نہو وہ
جاہل اور مقلد ہی ہو رہے یہہ اس لئے
کہ مجتہد ہونے اور مقلد ہونے مین ایسا مقابلہ
نہین ہے کہ ایک دوسرے کے نقیض ہون (جن دونونکا
اٹھہ جانا محال ہوتا ہے) کیونکہ اجتہاد کا حاصل
معنی یہہ ہے کہ وہ ایک ایسی قوت ہے جو
قرآن وحدیث مین ماہر ہونیسے پیدا ہوتی
ہے جسکے سبب شرعی احکام اور باریک باتون
پر مطلع ہونے کی قدرت حاصل ہوتی ہے
اور تقلید کے معنی یہہ ہین کہ کسی کے قول و
فعل کا بلا دلیل تابع ہوجانا ان دونونکی
تعریف ومعنی سے معلوم ہوتا ہے کہ کسیکے ایک
مسئلہ مین مقلد ہونیسے یہہ لازم نہین آتا کہ دوسرے
مسئلہ مین بہی وہ مقلد ہی رہے مقلد ہونا تو
ایک امر لاچاری ہے جو بوقت حاجت اور بقدر ضرورت ہی اختیار کیا جاتا ہے

الی ان اورد عدة آیات واحادیث
یوجب اتباع ما انزل الله ...
من امن بالله مثل اتبعوا ما انزل الیکم
من ربکم. واعتصموا بحبل الله جمیعا
ونحوها- ثم قال ومن زاغ عن
وزعم ان اتباع ما انزل الله تعالی
والاعتصام بحبل المتین قد انتهی
حکمه منذ زمان یا ز التخصص تلک
العمومات وبای حجة یوجب العدول
عن التمسک بظواهر النصوص والآیات
فالاحکام التی صرح الله سبحانه بها و
ابرم القول فی المراد منها تکون فریضة
قطعیة کالارکان الخمسة او حراما
قطعیا کحرمة الخنزیر والدم والمیتة
وعلیها اجماع الامة واتفاقهم علی کلمة
واحدة عن آخرهم ویلتحق بها فی وجوب
العمل به والاخذ بموجبه الاجماع
السائغ علی المرتبة الاولی منه
لعصمة الامة وامتناع اجماعهم
علی الضلالة کاطعام بنت الابن
السدس تکملة للثلثین مع البنت الصلبیة

اس کے بعد علامہ نے چند ایسی آیات
و احادیث کو نقل کیا ہے جنسے عموماً
قرآن و حدیث کی پیروی کا وجوب
ثابت ہوتا ہے اسکے بعد فرمایا ہے
جو اس بیان سے کجروی اختیار کرے اور
یہہ کہے کہ قرآن و حدیث کی پیروی کا حکم
فلانے زمانہ تک ختم ہو چکا ہے (اسکے بعد کو
بلا واسطہ مجتہد یہہ امر جائز نہین رہا ہے) وہ ان
عام دلائل کو کس دلیل سے مخصوص کریگا
جو ظاہر کتاب و حدیث کے تمسک کرنیسے
روک دے جن احکام کو خدا تعالے نے صاف
طور پر بیان فرمایا اور اسمین اپنی مراد کو
قطعی طور پر ظاہر کیا ہے جیسے اسلام کے پانچ
ارکان (کلمہ شہادت- روزہ- حج- زکوٰة)
ہین یا قطعی حرام جیسے خنزیر- خون-
مردار کی حرمت ہے جن پر تمام امت کا
یک سخن اتفاق ہے اور انہی احکام مین
وہ احکام بھی شامل ہین جنپر اول درجہ کا
محض اجماع ہے جیسے بیٹی کے ساتھہ پوتی کو
وراثت کا چھٹا حصہ دینا اس قسم
کے احکام قطعاً ویقیناً ثابت ہین کیونکہ

فهذا الضرب من الاحكام ثابتة على
القطع والثبات فان ظواهر النصوص
ومحكمات الكتاب حجة قاطعة
وبينة واضحة على كل احد ...
فيها المجتهد والمستدل و...
ويستوي في مدركها العا...
والخاص ويجري مجرى الضروريات
في نظر المومن المستدين - ومن
زعم انها ليست بحجة فقد كفر بالله
ورد قوله تعالى ولله الحجة
البالغة وجملة الآيات والاحاديث
الموجبة لاتباع ما انزل وخالف
علماء الامة وفقهاء الملة فيما اجمعوا
على ان رد النصوص كفر ان قدم
الاسلام لا يثبت الا على ظهر
التسليم والاستسلام -
واما الاحكام التي تثبت بخفي تلحقه
الا ايضاح او مجمل او مشكل يرد عليه
البيان او عام او مطلق يعتريه الخصوص
والتقييد او غير ذلك مما فيه نوع
خفاء واشتباه لا بد من النظر واعمال الفكر

قرآن اور حدیث کے ظاہری معنی اور
کتاب اللہ کی محکم آیتین قطعی دلایل ہین اور
... مین مجتہد اور دلیل
... تقلید پر چلنے والا
... ہین اور وہ مومن دیندار کی نظر
مین بدیہی (یعنی یقینی) احکام ہین - پس
جو یہہ خیال کرے کہ یہہ ظاہر اور محکم نصوص
و آیات لایق سند نہین ہین وہ کافر ہے
اور خدا کے اس قول کو رد کر رہا ہے جو خدا نے
فرمایا ہے کہ ہمنے لوگون پر حجت پوری کر دی ہے
اور نیز اُن آیات و احادیث کو رد کر رہا ہے
جو سبہی احکام منزلہ کا اتباع واجب کرتی
ہین اور سبہی علما و فقہا امت کا اس بات
مین مخالف ہے جو اُنہون نے بالاتفاق
کہہ رکھی ہے کہ کھلی کھلی آیات و احادیث کو رد
کرنا کفر ہے اور اسلام پر ثابت قدم رہنا بجز تسلیم
و اتباع متصور نہین - اور جو احکام خفی و
مجمل و مشکل الفاظ سے ثابت ہون یا عام
محل تخصیص یا مطلق مورد تقیید یا ایسے ہی
الفاظ سے جنہین کسی قسم کا اشتباہ و خفا ہوتا
ہے جسکے دور کرنے کو نظر اور فکر

عندہ وصرف الوسع وتوجیہ الہمۃ نحو فالمتکفل بہذہ [illegible] من الاحکام والقیم ببیانہا ہم اہل الفقہ والاجتہاد واصحاب النظر والاستنباط (تلویح)

و کونقش خرچ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اس قسم کے احکام کے بیان [illegible] والے خاص مجتہد و اہل نظر واستنباط ہیں۔

یہہ عبارت صاف ناطق ہے [illegible] رن و حدیث پر عمل وتمسک کرنا اجتہاد و مجتہدون سے مخصوص نہین ہے بلکہ یہہ عمل وتمسک ہر مسلمان متدین کا فرض ہے اجتہاد خفی باتون کے استنباط واستخراج کا نام ہے۔ اور محل اجتہاد وہی احکام ہین جو خفی دلائل سے ثابت ہون۔ اور اجتہاد وتقلید مین ایسی نسبت تناقض نہین ہے جس سے ثابت ہو کہ ظاہر حدیث پر عمل کرنے والا مقلد نہو تو وہ ضرور مجتہد ہی ہو جاتا ہے اور شیخ محمد معین سندہی حنفی نے دراسات اللبیب مین فرمایا ہے - اب رہا یہہ کہ

وبقی الشان فی بیان ان العمل بالحدیث لیس من باب الاجتہاد ولا من باب التقلید اما الثانی فلما بین فی اصول الفقہ من ان العمل باحدی الحجج الاربعۃ الشرعیۃ لا یکون تقلیداً وانما التقلید التمسک بقول من تحسن الیہ الظن وتعتقد حسن تمسکہ بالادلۃ الشرعیۃ واتقان معرفتہ بہا فکما ان العامل بقیاسہ او باجتہادہ بطریق اخر لا یسمی مقلداً فکذلک العامل بالکتاب والسنۃ او بالاجماع

حدیث پر عمل نہ از قسم اجتہاد ہے نہ تقلید سو بیان امر دوم یہہ ہے کہ دلائل شرعیہ پر عمل کرنا تقلید [illegible] کہلاتا چنانچہ اصول فقہ مین بیان [illegible] ہے کہ تو کسی ای[illegible] نے حسن ظن رکھتا ہے اور اسکا واقف [illegible] متمسک بدلائل ہونا تیرے اعتقاد مین جم رہا ہے) بلا دلیل مان لے۔ (رنبائز علیہ) جیسا قیاس یا اجتہاد پر چلنے والے کو مقلد نہین کہا جاتا ویسا ہی قران وحدیث و اجماع پر عمل کرنے والے کو مقلد نہین کہا جاتا۔

وتقلید الشارع بمعنے تبعیتہ لیس تقلید م طرحہ المنفی من العامل بالحدیث انما ھو ذلک۔ واما الاول فلان الاجتہاد فی الاصطلاح استفراغ الفقیہ الوسع لتحصیل ظن شرعی والعمل بنصوص الکتاب والسنۃ وظاھرھما باجمع علیہ الامۃ لیس مما استفرغ الفقیہ لطاقتہ ولیس ھو من باب التحصیل مطلقاً فضلا عن تحصیل ظن لان الثلاثۃ المذکورۃ موجبات للعلم وانما الظن فی الاحاد من السنن مثلا لقصور الطریق وھو امر خارج عن نفس السنۃ التی ھی الحجۃ بخلاف الاجتہاد فانہ فی نفسہ امر موجب للظن دون العلم ولھذا قال الشارح العضدی فی فوائد قیود التعریف المتقدم وقولنا لتحصیل ظن اذ لا اجتہاد فی القطعیات

اور شارع کی پیروی اصطلاحی تقلید نہین ہے۔ اور بات ... اول (یعنی عمل بالحدیث ...) ... کہ اجتہاد اصطلاح اہل ... تمام کوشش کو کسی حکم ... کی طرف ظن حاصل کرنیکے لئے خرچ کرنیکا نام ہے اور قرآن وحدیث کے ظاہری معنی اور اجماعی امر پر عمل کرنا اس قسم سے نہین ہے کہ اسمین مجتہد کی کوشش و طاقت صرف ہو جاوے ظاہری معنی قرآن وحدیث واجماعی مسائل سے تو کوئی امر خود حاصل نہین کیا جاتا چہ جائیکہ اسکے ظن کا حصول ہو۔ یہہ اس لئے کہ یہہ تینون چیزین بذات خود علم ویقین پیدا کرتی ہین ہماری تحصیل وتصرف کا وہان کیا دخل ہے۔ اور جو اخبار احاد مین ظن پایا جاتا ہے یہہ خصوصیت اسناد سے ہے۔ اصل حدیث سے جو بذات خود حجت اور دلیل شرعی ہے یہہ امر خارج ہے۔ اور اجتہاد اسکے برخلاف ہے وہ بذات خود ظن کا موجب ہوتا ہے نہ علم ویقین کا اسی نظر سے شارح عضدی نے اس تعریف اجتہاد کے فوائد قیود مین کہاہے کہ ہمارا یہہ کہنا کہ اجتہاد تحصیل ظن کے لئے ہوتا ہی اس لئے ہے کہ اجتہاد قطعیات مین نہین ہوتا یعنی جو امر کسی نص سے قطعی ویقینی طور پر ثابت ہو اسمین اجتہاد کا دخل نہین ہوتا

یہہ عبارت بہی بزور دلیل ... ثابت کر ... عمل بالحدیث از قسم ...
اسمین جو بحوالہ کتب ا... ... ہوتا ہے ا...
حدیث ... یقین ... یہہ مسائل چہوٹی بڑی کتب اصول مین

... الظاهر والنص والمفسر والمحكم ... لحكم اي يثبت قطعا ويقينا ... حكم الظاهر والنص وجوب العمل واعتقاد حقية المراد لاثبوت الحكم قطعا ويقينا لان الاحتمال وان كان بعيدا قاطع لليقين ورد بانه لاعبرة باحتمال لم ينشأ عن الدليل والحق ان كلا منهما يفيد القطع وهو الاصل وقد يفيد الظن وهو ما اذا كان احتمال غير المراد مما يعضده دليل (تلويح)	مین ظاہر و نص و مفسر و محکم کو بیان کرکے ... کہ یہہ سبہی اقسام قطعاً و یقیناً مثبت حکم ہوتے ہین۔ بعض لوگون کے نزدیک قسم اول و دوم وجوب عمل کے مثبت ہین پر مورث یقین نہین ہین کیونکہ انمین تاویل وتخصیص کا احتمال ہے جو یقین کو دور کرتا ہے مگر یہہ قول مردود ہے کیونکہ جو احتمال دلیل سے پیدا ہو وہ لایق اعتبار نہین ہوتا اور حق یہی ہے کہ یہہ دونون قسم بہی مفید یقین ہین اور یہی یقین انکا اصل مفاد ہے اور

کبہی وہ مفید ظن بہی ہوجاتے ہین جبکہ کوئی دلیل ا... معنے ظاہری کے خلاف پر قایم ہوتی ہے
اور بیان اجتہاد کے بعد فرمایا ہے اجتہاد کا اثر و مفاد غلبہ ظن ہے اس احتمال کے ساتھہ کہ اسمین

وحكمه اي الاثر الثابت بالاجتهاد غلبة الظن بالحكم مع احتمال الخطا فلا يجري الاجتهاد في القطعيات وفيما يجب الاعتقاد الجازم في اصول الدين (تلويح)	خطا بہی ہو۔ پس یہہ اجتہاد قطعیات مین جاری نہوگا اور نہ اعتقادی باتون مین جو اصول دین سے ہین۔
وقال العلامة ولي الدين العراقي الدليل على الجواز يعني العمل بالامر المتقرر ان الصحابة رضي الله عنهم ما كان كلهم فقهاء	اور علامہ ولی الدین عراقی نے کہا ہے (چنانچہ جنہ دراسات مین منقول ہے) دلیل سے جواز عمل بالحدیث نکلتا ہے اسلئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سبہی لوگ علما

على اصطلاح العلماء فان فيهم [illegible] [illegible] سمع منه صلعم حديثا واحدا وصحبه مرة ولا شك ان من سمع منهم حديثا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم واخذ [illegible] كان يعمل به حسب فهمه فقيها كان اولا ولم يعرف ان غير الفقيه كلف بالرجوع الى الفقيه فيما سمعه من الحديث لا في زمانه صلعم ولا بعده في زمان [illegible] وهذا تقرير منه بجواز العمل لغير الفقيه واجماع الصحابة [illegible] وكذلك لامر الخلفاء الراشدون غير الفقهاء من الصحابة سيما اهل البوادي [illegible] اخذ وامر النبي صلعم [illegible] اسطة حتى يعرضوا [illegible] لم يرو من هذا عين ولا اثر وهذا هو ظاهر قوله تعالى وما اتيكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا وشروحها [illegible] حيث لم يقيد بان ذلك على فهم الفقهاء

کی اصلاح [illegible] مجتہد نہ تہے انمین شہری لوگ بہی تہے اور جنگلی بہی [illegible] ہوں نے انحضرت [illegible] حدیث [illegible] فعہ [illegible] ہمین کہ جو [illegible] علیہ وآلہ وسلم سے حدیث سنتا یا اور صحابہ سے وہ موافق اپنی سمجہہ کے اسپر عمل کرتا مجتہد ہوتا خواہ نہوتا۔ یہہ امر معلوم و ثابت نہین ہوا جو انمین مجتہد نہتہا اسپر یہہ حکم لگا یا گیا ہو کہ وہ مجتہد کیطرف رجوع کرکے (اس سے اسکے معنے پوچہکر) اس سنی ہوئی حدیث پر عمل کرے نہ انحضرت کے زمانہ مین یہہ امر پایا گیا ہے نہ بعد آپکے صحابہ کے زمانہ مین اور اسمین انحضرت کی طرف سے غیر مجتہد کیواسطے عمل بالحدیث کی تقریر (واجازت) پائی جاتی ہے اور صحابہ کا اسپر اجماع ہے یہہ بات نہوتی تو انحضرت کے خلفاء راشدین (چاریار وغیرہ) غیر مجتہد صحابہ کو علی الخصوص انکو جو جنگل مین رہتے حکم دیتے کہ جو کچہہ انہوں نے انحضرت سے بلا واسطہ یا بواسطہ اور اصحاب کے سنا ہے اسپر عمل نہ کرین جبتک کہ اسکو مجتہدین صحابہ کے سامنے پیش نکرلین اور اس باب مین کوئی روایت مروی نہیں ہے اور یہی اس قول خداوندی کا ظاہر مطلب ہے

جو کچہہ تمکو رسول دے لیلو اور جس سے منع کرے باز رہو اور یہی اور آیات مین کہ انمین مجتہدونکی قید نہین ہے